تین سو کے قریب صحابیات رضی اللہ عنہن کا ذکرِ خیر

عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرآنی خواتین رضی اللہ عنہن

تعارف، القاب، کارنامے

تحقیق و ترتیب

مولانا محمد اسلم زاہد

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

227691

تین سو کے قریب صحابیات رضی اللہ عنہن کا ذکرِ خیر

عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرآنی خواتین رضی اللہ عنہن

تعارف، القاب، کارنامے

تحقیق و ترتیب

مولانا محمد اسلم زاہد

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور

بک فورٹ

ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز

ہاؤس نمبر 9، سٹریٹ نمبر 32، غنی محلہ، سنت نگر، لاہور۔

E-mail : zmdin786@hotmail.com

Marfat.com

297-992
ع 2 ز
12 / 157
ز 1

(C) کاپی رائٹ بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب: عہد نبویؐ کی قرآنی خواتین: تعارف، القاب، کارنامے
تحقیق وترتیب: مولانا محمد اسلم زاہد
باراشاعت: اوّل
سرورق: ریاظ احمد
ناشر: زاہد محی الدین
اشاعت: 2015
پرنٹرز: ہاشم اینڈ حماد پریس، لاہور

قیمت: -/550 روپے

ملنے کا پتہ: بک فورٹ ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز، ہاؤس نمبر 9، سٹریٹ نمبر 32، غنی محلّہ، سنت نگر، لاہور، پاکستان ۔ فون نمبر: 0300-4931320
ای میل zmdin786@hotmail.com

Marfat.com

Hafiz
Fazal-ur-Rahim
Ashrafi

- Vice Chancellor: Jamia Ashrafia
- Director Education: Jamia Ashrafia
- Patron: Ummul Qura Institute Lahore
- Patron: Ashrafia Girls College Lahore

الجامعۃ الاشرفیۃ

حافظ
فضل الرحیم اشرفی

- نائب مہتمم و ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ، لاہور
- سرپرست معہد اُم القریٰ، لاہور
- سرپرست اشرفیہ گرلز کالج، لاہور

Ref. # ....

Dated ....

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدُللہ وَحدہ والصّلوٰۃ والسّلام عَلیٰ من لانبیَّ بعدہ اماَّ بعد

زیرِنظر کتاب ''عہدِ نبوی ﷺ کی قرآنی خواتین تعارف اور القاب'' چیدہ چیدہ مقامات پر مطالعہ کیا موصوف نے صحابیات رضی اللہ عنہن، اُمہاتُ المومنین، اہل بیتِ اطہار رضی اللہ عنہن، آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیاں رضی اللہ عنہن بالخصوص حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں ان کا ذکر کیا ہے جس انداز میں ازواجِ مطہرات اور بناتِ رسول ﷺ کا ایمان افروز ذکر ہوا ہے وہ قابلِ رشک ہے اور ایمان کو تازہ کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ ایمان کی ترقی اور حفاظت کا ذریعہ بنے گا۔ میرے عزیز مولانا اسلم زاہد صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور کے فاضل ہیں اور جنہوں نے اس سے پہلے بھی تقریباً 25 سے زائد کتابیں لکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب اور دوسری کتابوں کو شرفِ قبولیت دے۔

کتاب کے آخر میں صحابیات رضی اللہ عنہن کے واقعات لکھ کر انہوں نے اس کتاب کو مزید نفع بخش بنایا ہے، مطالعہ سے قارئین کو عظیم نفع ہوگا۔

دل سے دُعا ہے کہ اللہ جل جلالہ شانہٗ موصوف کی اس محنت کو قبول فرمائے۔ آمین

محتاجِ دُعا

فضل الرحیم

حافظ فضل الرحیم اشرفی

نائب مہتمم و ناظم تعلیمات

جامعہ اشرفیہ لاہور

Postal Address: House # 1, Jamia Ashrafia Ferozepur Road, Lahore - 54600
Ph: +92-42-37429591 Fax: +92-42-37552936 E-Mail: hfrahim@gmail.com Website: www.jamiaashrafia.org

Marfat.com

تقاریظ محققین، مصنفین و صالحین علمائے کرام

★★★

بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد نافع صاحب دامت برکاتہم

فاضل دیوبند (استاذ جامعہ محمدی شریف، جھنگ)

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم. اما بعد

مولوی محمد اسلم زاہد نے حضور ﷺ کی ازواج، بنات و صحابیات رضی اللہ عنہن کا تعارف القابات و خطابات کے ساتھ تحریر کیا، اس کے ساتھ ان کا قرآنی مقام لکھا ہے۔ دلائل و براہین سے مزیّن یہ قلم کاری بہت پسند آئی۔ میری اپنی زندگی نبی اکرم ﷺ کے جانثاروں کی سیرت پڑھنے اور لکھنے میں گذری ہے۔ اس کتاب کو جگہ جگہ سے سنا، میری روح کو تازگی ملی اور مولانا کے لیے دعائیں جاری ہو گئیں، بستر علالت پر ہوں اور پُر امید ہوں کہ ابھی ایسے نوجوان علماء ہیں جو علم قدیم کو جدید موضوعات میں ڈھال رہے ہیں۔ جس کی اس زمانہ میں اشد ضرورت ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائیں (آمین)۔

★★★

مولانا الشیخ المفتی عبد الرحمان الکوثر المدنی مدظلہ العالی

ابنِ مفتی عاشق الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (مدفونِ بقیع)

مدرس: مسجدِ نبوی ﷺ و پروفیسر جامعہ طیبہ۔ مدینہ منورہ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم. اما بعد

اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں حاضر ہونے والی ڈھائی سو سے زائد خواتین کا دلنشین تعارف، قرآن کریم میں ان کے تذکرے اور ان کے القابات و خطابات پر مشتمل مستند مجموعہ آپ کے ہاتھوں میں نظر نواز ہے، سیرت نگاری کا یہ منفرد انداز ہے۔ مصنف سے میں نے

Marfat.com

اس دلچسپ و وقیع کتاب کے کچھ صفحات سنے اور طائرانہ نظر سے اسے دیکھا، دل باغ باغ ہو گیا، صحابیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت نگاری کا یہ انداز پہلی بار سامنے آیا، اس میں ان مقدس ہستیوں کے القاب کی چاشنی ایک علمی، تحقیقی اور جدید کام ہے۔ لکھنے والے نے اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور تاریخ اسلامی کا گہرا مطالعہ کیا ہے، مولانا محمد اسلم زاہد کی ساری کتابیں اس لائق ہیں کہ ان کو عربی، فارسی اور انگریزی میں ترجمہ کر کے عام کیا جائے، تاکہ علمی دنیا تک اسلام کا پیغام بطریق احسن پہنچے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا محمد اسلم زاہد کے علم، عمر اور کام میں برکت اور بارگاہ عالی میں قبول فرمائے۔

★★★

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا **عبد القیوم حقانی** مدظلہ العالی

مدیر جامعہ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ (مُصنّف کتبِ کثیرہ)

و مدیر "ماہنامہ القاسم" نوشہرہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، اما بعد

مولانا محمد اسلم زاہد ایک لائق مدرس، تصنیفی و تالیفی کام کے عمدہ ذوق سے بہرہ ور، مسند احمد جیسی موقر کتاب کے مترجم اور تنِ تنہا ایک علمی انجمن ہیں۔ مولانا دینی کتابوں کے لیے تصور و تخیل کے جس درجے پر پہنچ کر سینکڑوں آیات اور لاکھوں احادیث میں سرچ کرتے اور استدلال کی پختگی کے ساتھ اپنے قارئین کو سیدنا محمد ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور حُبِّ اسلام کے خوشبودار سلسلے سے وابستہ کرتے ہیں، یہ انہی کا حصہ ہے۔ ابھی یہ دو کتابیں (عہدِ نبوی ﷺ کی قرآنی خواتین اور اصحابِ رسول ﷺ کے القاب) اپنی جدتِ وضع کے ساتھ اہلِ اسلام کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہیں۔ میں تو معترف ہوں کہ

Marfat.com

مصنف صاحبِ علم بھی ہیں اور صاحبِ قلم بھی۔ جہاں لاکھوں مسلمان ان کی کتابوں سے مستفید ہورہے ہیں، وہاں میں بھی ان کی تحریر پڑھے بغیر نہیں رہتا۔

اوّل الذکر کتاب ڈھائی سو کے قریب ان خواتین کے تعارف و القاب و خطابات پر مشتمل ہے، جن کے اسمائے گرامی نزول قرآن کے پسِ منظر میں آتے ہیں، میرا دل چاہتا ہے ہر تعلیم یافتہ لڑکی اور دینی علوم کی طالبہ اسے پڑھے۔ اسلام کی ان قابلِ فخر شخصیات کے کارناموں اور نیک اعمال کے مطالعہ کی بدولت ان کی زندگی میں روشنی آئے گی۔ اور دوسری کتاب چار سو سے زائد صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے سینکڑوں القاب کا گلدستہ ہے اس کے مطالعہ سے قاری جہاں اسلامی تاریخ کے لاتعداد مناظر سے لُطف اندوز ہوگا وہاں اپنے ایمان وعمل میں بھی تازگی محسوس کرے گا۔ میری دعا اور تمنا بھی ہے کہ اُمّتِ مُسلمہ کے اہلِ نظر مولانا کی تحریروں کی قدر کریں (آمین)۔

★★★

استاذ ادبِ عربی حضرت مولانا مفتی سید عبد العظیم ترمذی

الرئیس لجنۃ المصنفین، پاکستان وصدر مدرس معہد الترمذی، اچھی سن سوسائٹی، لاہور

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم. اما بعد

کامل محبت کا ضابطہ ہے کہ ہمیشہ دوطرفہ ہوتی ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ چھوٹوں کی جانب سے محبت ہو تو "عقیدت" اور بڑوں کی جانب سے ہو تو" شفقت" کہلاتی ہے۔ لیکن شاید یہ لازم و ملزوم ہے کہ جب بھی چھوٹوں کی جانب سے عقیدت پائی جائے گی، بڑوں کی جانب سے شفقت ضرور ہوگی۔

حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی آنحضرت ﷺ کے ساتھ محبت و عقیدت جس طرح ایک بدیہی اور اظہر من الشّمس ہے، اسی طرح آپ ﷺ کی صحابہ کرام رضی

Marfat.com

اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ محبت بھی محتاجِ بیان نہیں۔ آنحضرت ﷺ کی محبت و شفقت کا اظہار اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا،

اللہ اللہ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ مِنْ بَعْدِیْ غَرَضاً. فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ، وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ (سنن الترمذی 3862)

جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، میرے بعد ان پر اعتراضات نہ کرنا۔ جسے میرے ساتھ محبت ہوگی وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے بھی محبت کرے گا۔ اور جس کے دل میں میرا بغض ہوگا اس بغض کی وجہ سے ان کے ساتھ بھی بغض رکھے گا۔ یہی مشفقانہ جذبات جب الفاظ کے آئینہ میں ظہور پذیر ہوتے ہیں تو بعض اوقات وہ مشفقانہ القاب وجود میں آتے ہیں جو وفورِ جذبات کے بغیر نہ کبھی ذہن میں آسکتے ہیں اور نہ ہی ادا ہو سکتے ہیں۔ جیسے ماں جب شفقت بھرے جذبات کی رو میں بہہ نکلتی ہے تو بچہ کو کبھی چندا کہتی ہے تو کبھی تارا۔ جیسے ایک مشہور لوری ہے،

سورج ہے تو میرا چندا ہے تو ہاں میری آنکھوں کا تارا ہے تو

آنحضرت ﷺ نے بھی بعض اوقات شفقت کے اظہار کے لیے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین و صحابیات رضی اللہ عنہن کو مختلف القاب سے پکارا کسی کو اَلصِّدِّیْق، کسی کو اَلْفَارُوق فرمایا کسی جانثار کے لیے ذُو النُّوْرَیْن ارشاد ہوا تو کسی کو اَسَدُ اللہ لقب سے نوازا، اسی طرح صحابیات رضی اللہ عنہن کے لیے کسی کو حُمَیْرا کا لقب دیا کسی کو زَھراء کا، کسی کو ذاتُ الھِجْرَتین اور کسی کو ذَاتُ النِّطاقَین کا لقب دیا۔ اسی طرح خلفائے راشدین اور اکابرِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین بھی القاب دیتے تھے۔ الغرض 250 کے قریب صحابیات اسلامی القابات سے مشرف اور سرفراز ہوئیں۔ اور 400 سے زائد صحابہ

Marfat.com

کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے عظیم کارناموں، نیکی کے کاموں، معرکہ آرائیوں اور ذاتی صفات کی بنا پر عظیم الشان خطابات سے نوازا گیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے برادرِ مکرم ومحترم صاحبِ تصانیفِ کثیرہ حضرت مولانا محمد اسلم زاہد دامت برکاتہم العالیہ کو جزائے خیر دے، جنہوں نے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم وصحابیات رضی اللہ عنہن کے ان تمام القاب کو دو کتابوں میں جمع کیا ہے۔ ایک کا نام "اصحابِ رسول ﷺ کے القاب" اور دوسری کا نام " عہدِ نبوی ﷺ کی قرآنی خواتین تعارف، القاب وخطابات" ہے۔ میرے علم کے مطابق اس اچھوتے اور منفرد موضوع پر کسی بھی زبان میں یہ پہلی کتابیں ہیں۔ خالصتاً اس علمی موضوع پر مصنف دامت برکاتہم نے بڑے سہل اور آسان انداز میں خامہ فرسائی کی ہے تاکہ عام سے عام قارئین بھی اس سے استفادہ کرسکیں۔ اندازِ بیان بھی بہت سادہ اور دلنشین ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

یہ احقر کی انتہائی خوش نصیبی ہے کہ حضرت موصوف نے احقر کو یہ چند کلمات تحریر کرنے کا حکم دیا۔ محض تعمیلِ حکم کے لیے احقر نے چند سطور تحریر کی ہیں، ورنہ کہاں مجھ جیسا تہی دستِ علم وعمل اور کہاں اتنے بڑے وقیع اور منفرد موضوع پر لکھی جانے والی کتاب پر تحریر۔ میں حضرت کی اس شفقت کو "اصاغر نوازی" کے علاوہ کس سے تعبیر کرسکتا ہوں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کتاب کو مصنف موصوف، ناشرین اور اس کے آغاز سے لے کر منصۂ شہود پر آنے تک اس سلسلے میں کوشش کرنے والے تمام حضرات کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائیں اور اسے شرفِ مقبولیت عطاء فرما کر ہم قارئین کے لیے نافع بنائیں اور ہمیں اس سے استفادہ کی توفیق عطاء فرمائیں۔ آمین

★★★

Marfat.com

محبِ اسلاف

حضرت مولانا پروفیسر مسعود الحسن رشیدی صاحب

(گورنمنٹ کالج ساہیوال)

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم. اما بعد

اس کتاب میں حضور انور ﷺ کے عہدِ مبارک کی ان خواتین کا ذکرِ خیر ہے جن کی شان میں قرآن کریم نازل ہوا یا ان کے سوال کا جواب حضرت جبریل علیہ السلام کلامِ الٰہی کی صورت میں لے کر آئے، اس میں امت کی ماؤں یعنی حضور ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور حضور ﷺ کی بیٹیوں کے ساتھ ڈھائی سو سے زائد صحابیات رضی اللہ عنہن کا ایمان افروز تذکرہ پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ مولانا محمد اسلم زاہد نے جو وقت امام الاولیاء سید انور حسین الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گذارا اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی تحریروں اور اخلاق کی اصلاح کروائی، اس کا رنگ ان کی کتابوں اور مجالس میں نظر آتا ہے، دیگر کتابوں کی طرح ان کی یہ علمی، تحقیقی کاوش جہاں لاجواب انتخاب ہے وہاں نئے لکھاریوں کو ایک دعوت بھی ہے وہ جدید طرزِ نگارش میں اسلام کی تعلیمات لوگوں کے سامنے پیش کریں۔

اور مولانا کی طرح اصل عربی کتابوں سے استفادہ کر کے لکھیں۔ میری دعا ہے کہ ان کی تحریر عند اللہ وعند الناس مقبول ہو (آمین)۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ

وَصَحْبِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ اَجْمَعِيْنَ

Marfat.com

Marfat.com

عکسِ مضامین، فہرست اسماء مع ذکرِ القاب

عنوانات واسماء	صفحہ نمبر	عنوانات واسماء	صفحہ نمبر
حرفِ اوّلین	۲۹	باب:۲ ازواج النبی ﷺ کے اجتماعی (انفرادی) القاب	۴۶
باب: التعریفِ القاب، قرآنی نظریہ، سنّتِ رسولؐ اور تاریخِ اسلامی	۳۴		
قرآنِ کریم میں مذکور صحابیات رضی اللہ عنہن	۳۶	اُمَّھَاتُ الْمُؤْمِنِیْن رضی اللہ عنہن کے پندرہ قرآنی القاب	۴۷
خواتینِ اسلام اور قرآنی تعلق کے ثمرات	۳۸	اَلطَّیِّبَات۔ اَلْمُحْصَنَاتُ الْغَافِلَاتُ	۴۷
قرآنی خواتین کے القاب	۴۰	اَلْمُبَشَّرَاتُ بِالْجَنَّةِ (جنّتی خواتین)	۴۹
اپنے ماخذ کے آئینے میں		ایک ہی آیت میں ۹ قرآنی القاب	۴۹
عہدِ نبوی ﷺ کی خواتین اور قرآنی القاب	۴۱	اَلْمُحْسِنَاتُ (اعمالِ صالحہ کرنے والیاں)	۴۹
اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کے پانچ آسمانی خطابات	۴۲	اَھْلُ الْبَیْتِ الطَّاھِرَات رضی اللہ عنہن	۵۰
المہاجرین رضی اللہ عنہم	۴۲	اَلطَّاھِر لقب کی مقبولیت،	۵۰
الانصار رضی اللہ عنہم	۴۲	اَھْلُ الْبَیْت کا مفہوم	
رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ اور اس لقب کا مفہوم	۴۳	اَھْلُ الْکِسَا اور اہل بیت رضی اللہ عنہن	۵۱
ذَاتُ الْھِجْرَتَیْن (دو ہجرتوں والی)	۴۳	ازواج النبی (ﷺ) کو اللہ تعالیٰ کا خطاب	۵۲
ذَاتُ السَّفِیْنَة (کشتی والی)	۴۳	حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	۵۳
اَلْعَالِمَاتُ علم دین جاننے والیاں	۴۴	سیدۃ نساء قریش	

Marfat.com

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اَرمِلَۃُ الْمُہَاجِرَۃ الْمُحسِنَۃُ	۵۷
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اَلصِّدِیْقَۃُ الْعَتِیْقَۃُ	۶۱
حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا صَوَّامَۃٌ . قَوَّامَۃٌ	۶۸
ملاحظہ: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں ٥ حضرت ہند رضی اللہ عنہا بنتِ اسید حضرت ام ہشام رضی اللہ عنہا بنتِ حارثہ الحافظہ کے نام و القاب بھی ہیں	۷۱ ۷۱
حضرت زینب رضی اللہ عنہا اَطْوَلُ الْیَدَیْنِ	۷۴
حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا مُہَاجِرَۃٌ ظَعِیْنَۃٌ	۷۶
حضرت زینب رضی اللہ عنہا مُفْزِعُ الْاِطْعَام	۸۱
حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا عَاتِقَۃُ الْمِائَۃِ	۸۶
حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا التَّقِیَّۃُ	۸۸
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اَلْھَارُوْنِیَّۃ	۹۰
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنتِ حارث۔ اَلْمَوْھُوْبَۃُ	۹۴
حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا المِصْرِیۃ اَلْمُطَاطِنَۃُ	۹۶
باب ۳: بَنَاتُ النَّبِی ﷺ (نبیؐ کی بیٹیاں)	۹۹
اَلطَّاھِرَات (صاف دل خواتین)	۹۹
حضرت زینب رضی اللہ عنہا مُجِیْرَۃُ الْمُسْلِمِیْنَ	۱۰۱
حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ذَاتُ الْھِجْرَتَیْنِ	۱۰۴
حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا اَلْمُبَشَّرَۃُ بِالْجَنَّۃِ	۱۰۶
حضرت فاطمہ اَلزَّھْرَاء رضی اللہ عنہا	۱۰۹
حضرت زینب رضی اللہ عنہا رَدِیْفَۃُ النَّبِی ﷺ	۱۱۷
باب ۴: رَبِیْبَاتُ النَّبِیّ ﷺ (نبی اکرم ﷺ کی پروردہ)	۱۲۰
حضرت زینب رضی اللہ عنہا ذَاتُ السَّفِیْنَۃِ	۱۲۱
حضرت درّہ رضی اللہ عنہا رَبِیْبَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ	۱۲۳
حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا رَبِیْبَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ	۱۲۴
حضرت فارعہ رضی اللہ عنہا یَتِیْمَۃٌ ملاحظہ: حضرت فارعہ رضی اللہ عنہا کے	۱۲۵

Marfat.com

تذکرے میں:	
حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا رَبِیْبَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ	۱۲۵
حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا رَبِیْبَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ	۱۲۵
حضرت کویسہ رضی اللہ عنہا یَتِیْمَۃٌ	۱۲۶
حضرت الداریۃ رضی اللہ عنہا رَبِیْبَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ کے نام بھی ہیں	۱۲۶
باب۵: اَقَارِبُ النَّبِیِّ ﷺ (نبی اکرم ﷺ کی بعض رشتہ دار خواتین)	۱۲۷
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اَلشَّاعِرَۃُ الْبَاسِلَۃ	۱۲۹
حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا صَاحِبَۃُ الرُّءْیَاءِ	۱۳۳
حضرت اَروٰی رضی اللہ عنہا اَلْمُوَازِرَۃُ	۱۳۵
حضرت رُقیقہ رضی اللہ عنہا اَلْمُبَایِعَۃُ	۱۳۷
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ اسد مِنْ فَوَاطِمِ اَرْبَعَۃِ. اُمُّ النَّبِیِّ ﷺ	۱۳۹
ملاحظہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تذکرہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ	۱۳۹
حمزہؓ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ عتبہ	۱۳۹
فَوَاطِمِ اَرْبَعَۃِ میں مذکور ہیں۔	
حضرت لُبابہ رضی اللہ عنہا مِنَ الْمُسْتَضْعَفَاتِ	۱۴۲
حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا خَالَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ	۱۴۵
حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا اَلْحُوْرُ الْعِیْنِ	۱۴۷
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ذَاتُ النِّطَاقَیْنِ	۱۴۹
حضرت اُمِّ ہانی ہند رضی اللہ عنہا اُمِّ ھَانِیٔ	۱۵۳
باب۶: اَلْمُؤْمِنَاتُ (قرآن نے جن کو اَلْمُؤْمِنَۃُ قرار دیا)	۱۵۷
ملاحظہ: اس لقب کی وسعت کے پیشِ نظر دو بابوں میں مذکور خواتینِ اسلام، ازواج و بناتِ نبیؐ اور ان چودہ اَلْمُؤْمِنَات کا ذکر کیا گیا ہے، جنکے القاب کتاب میں موجود ہیں۔	
چار قرآنی اَلْمُؤْمِنات رضی اللہ عنہن	۱۵۹
حضرت زینب رضی اللہ عنہا اَلْمُؤْمِنَۃُ	۱۶۰
ایک انصاریہ، اَلْمُؤْمِنَۃُ الْقُرْآنِیَۃ	۱۶۰
بنتِ عمرو۔ اَلْمُؤْمِنَۃُ	۱۶۱
حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا اَلْغَازِیَۃُ	۱۶۳
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنتِ مرشد اَلْمَرْأَۃُ الْقُرْآنِیَۃ	۱۶۵

Marfat.com

حضرت ھُنیدہ رضی اللہ عنہا ذاتُ الخِمار	۱۶۸
حضرت امّ ہشام رضی اللہ عنہا اَلْمُبَشَّرَۃُ بِالْجَنَّۃ	۱۶۹
حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا اَلْاَنْصَارِیَۃ	۱۷۰
حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنتِ حکیم وَاہِبَۃُ النَّفْسِ۔	۱۷۲
ملاحظہ: حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے ذکر خیر میں: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنتِ حارث۔اَلْوَاہِبَۃ	۱۷۲
حضرت خویلہ رضی اللہ عنہا بنتِ ثامر۔ اَلْاَنْصَارِیَۃ	۱۷۳
حضرت غزیۃ بنتِ دودان اَلْمُؤْمِنَۃ کے نام ان کے لقب خاص اَلْمُؤْمِنَاتُ الْمَوْھُوبَات کے ساتھ لکھے گئے ہیں	۱۷۳
باب ۷: اَلْمُبَایِعَات. مُبَایِعَاتُ الْفَتْح ملاحظہ، باب کے تعارف میں اَلْمُبَایِعَات کے یہ سولہ نام ہیں	۱۷۴
حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا بنتِ العاص	۱۷۶
حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا بنتِ ابی العیص	۱۷۶

حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا بنتِ عتبہ	۱۷۶
حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بنتِ عفان	۱۷۶
حضرت البغلوم رضی اللہ عنہا الکنانیۃ	۱۷۶
حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا بنتِ اسید	۱۷۶
حضرت فاختہ رضی اللہ عنہا المخزومیہ	۱۷۶
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ عتبہ	۱۷۶
حضرت اَرویٰ رضی اللہ عنہا بنتِ ابی العاص	۱۷۶
حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا بنتِ سفیان	۱۷۶
حضرت ریطہ رضی اللہ عنہا بنت مُنَبِّہ	۱۷۶
حضرت قلہ/قتلیہ رضی اللہ عنہا	۱۷۶
حضرت ام مَرثد الاسلمیہ رضی اللہ عنہا	۱۷۷
ملاحظہ: یہ سولہ خواتین اَلْمُسْلِمَاتُ الْفَتْح یعنی فتح مکہ کے مبارک موقع پر مسلمان ہونے والیاں اَلْمُبَایِعَات (بیعت کرنے والیاں) القاب سے مزین ہیں	
حضرت اُمّ مَنیع انصاریہ رضی اللہ عنہا اَلْعَقَبِیَّۃ	۱۷۸
حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا حَارِسَۃُ الرَّسُوْل	۱۸۰
حضرت ام المنذر سلمیٰ رضی اللہ عنہا مُصَلِّیَۃُ الْقِبْلَتَیْن	۱۸۴

Marfat.com

حضرت سعاد رضی اللہ عنہا حُرَّةُ الْحَرَائِر	۱۸۶
حضرت ہند رضی اللہ عنہا صَاحِبَةُ نَفْسٍ وَّانِفَةٍ	۱۸۷
حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا اَلْمُعْتَدَّةُ	۱۹۰
حضرت عُمیرہ رضی اللہ عنہا مِنْ ايَاتِ اللهِ	۱۹۲
باب۸: اَلْمُهَاجِرَاتُ (ہجرت کرنے والیاں) اَلْمُمْتَحَنَاتُ (جن کا امتحان لیا گیا) ملاحظہ: باب کے تعارف میں تقریباً بیس اَلْمُهَاجِرَاتُ اور ذَاتُ الْهِجْرَتَيْنِ کے نام ہیں جن کا مستقل تذکرہ کتاب میں ہے	۱۹۴
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا مُفَسِّرَةُ الْمَنَام	۱۹۶
حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا ظَعِينَةُ الْمَدِينَةُ	۲۰۱
حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور دیگر اَلْمُمْتَحِنَاتُ	۲۰۴
حضرت اُمّ الحکم رضی اللہ عنہا مِنْ مُسْلِمَةِ الْفَتْحِ	۲۰۸
حضرت اُمّ اسحاق رضی اللہ عنہا مُرْزَقَةٌ مِنَ اللهِ	۲۰۹
باب۹: اَلْغَازِيَاتُ (غزوات میں شریک صحابیاتؓ) ملاحظہ: باب کے تعارف میں گیارہ الغازیات کے نام ہیں، جن کے دیگر القاب ان کے عنوانات میں آ رہے ہیں۔ نیز باب نمبر۱۶ کی ان بارہ خواتین کا ذکر بھی ہے جو جہاد میں طبی خدمات سر انجام دیتی تھیں۔ اور حضرت اُمِّ زِيَادُ الْاَشْجَعِيَةِ کی شجاعت بھی مذکور ہے۔	۲۱۲
حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا شَهِيدَةُ الْبَحْرِ	۲۱۴
حضرت عفراء رضی اللہ عنہا اُمُّ شُهَدَاءِ	۲۱۶
حضرت رُبیع رضی اللہ عنہا مُحِبَّةُ الرَّسُوْلِ	۲۱۸
حضرت اُمّ سُلیط رضی اللہ عنہا صَاحِبَةُ الْمِرْطِ	۲۲۱
حضرت اُمّ حکیم رضی اللہ عنہا قَاتِلَةُ السَّبُعِ	۲۲۲
حضرت اُمّ ورقہ رضی اللہ عنہا الشہیدۃ ملاحظہ: حضرت اُمّ ورقہؓ کے اس تذکرے میں حضرت سعدہ رضی اللہ عنہا اپنے لقب خاص اِمَامَةُ النِّسَاءِ کے ساتھ مرقوم ہیں	۲۲۶

Marfat.com

باب ۱۰: مُصَلِّيَاتُ الْقِبْلَتَيْنِ (دونوں قبلوں کی نمازی خواتین) ملاحظہ: باب کے تعارف میں حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا بنت قیس اپنے لقب خاص مُصَلِّيَةُ الْقِبْلَتَيْنِ کے ساتھ مرقوم ہیں	۲۲۹
حضرت نوار رضی اللہ عنہا بنتِ مالک صَاحِبَةُ بَيْتِ الْاَذَان	۲۳۱
باب ۱۱: اَلْمُعَذَّبَاتُ فِي اللهِ (اللہ کی محبت میں تکلیف دی جانے والی) ملاحظہ: باب کے تعارف میں تین اَلْمُعَذَّبَاتُ کے ساتھ تمام صحابیاتؓ کا اس لقب کی مصداق ہونے کا ذکر ہے۔	۲۳۳
سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا اَوَّلُ شَهِيْدَةُ الْاِسْلَامِ	۲۳۵
حضرت زنیرۃ الرُّوْمِيَّة رضی اللہ عنہا	۲۳۷
حضرت زِنیرہ کے ذکر القاب میں	
حضرت حمامہ عَتِيْقَةُ الصِّدِيْقؓ	
حضرت اُمِّ عُبیس رضی اللہ عنہا	۲۳۷
حضرت نہدیہ رضی اللہ عنہا	۲۳۸
حضرت لبینہ رضی اللہ عنہا مَوْلَاةُ اَبِيْ بَكْرٍ	۲۳۸
حضرت مؤملہ رضی اللہ عنہا اَلْمُعَذَّبَةُ فِي اللهِ	۲۳۸
حضرت امۃ رضی اللہ عنہا اپنے لقب عَتِيْقَةُ	۲۳۸
الصِّدِيْق اور اَلْمُعَذَّبَةُ فِي اللهِ اور	۲۳۸
	۲۳۸

اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کے ساتھ مذکور ہیں	۲۳۸
حضرت سوداء رضی اللہ عنہا مُقِيْمَةُ الْمَسْجِد	۲۴۰
حضرت اُمِّ شریک رضی اللہ عنہا اَلْمُعَذَّبَةُ فِي اللهِ	۲۴۲
باب ۱۲: اَلْمُتَصَدِّقَاتُ (صدقہ کرنے والیاں)	۲۴۴
حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا الرُّمَيْصَاء	۲۴۵
حضرت خیرہ رضی اللہ عنہا ذَاتُ الرَّأْی	۲۵۰
حضرت زینب رضی اللہ عنہا اَلْمُتَصَدِّقَةُ	۲۵۲
حضرت اُمِّ بُجید رضی اللہ عنہا اَلْمُنْفِقَةُ	۲۵۴
حضرت سَقّانہ رضی اللہ عنہا اِمْرَاةٌ جَلْدَةٌ	۲۵۶
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اُمِّ طَلْحَةُ الطَّلْحَات	۲۵۸
باب ۱۳: خَادِمَاتُ اَهْلِ الْبَيْتِ (اہل بیت کی خادمہ خواتین) ملاحظہ: باب کے تعارف میں حضرت خولہ رضی اللہ عنہا خَادِمَةُ النَّبِي ﷺ	۲۶۰
حضرت رزینہ رضی اللہ عنہا خَادِمَةُ الرَّسُوْل	۲۶۱

Marfat.com

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خَادِمَةُ النَّبِیِّ ﷺ	۲۶۱
حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا خَادِمَةُ النَّبِیِّ ﷺ	۲۶۱
حضرت اَمَةُ اللہ رضی اللہ عنہا خَادِمَةُ الرَّسُوْل ﷺ کا ذکر ان کے لقب خاص کے ساتھ موجود ہے	۲۶۱
حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا مُرْضِعَةُ الرَّسُوْل ملاحظہ: حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ذکر القاب میں۔	۲۶۲
حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا مُرْضِعَةُ الرَّسُوْلِ ﷺ	۲۶۳
حضرت اُمّ فروہ رضی اللہ عنہا مُرْضِعَةُ الرَّسُوْلِ ﷺ	۲۶۳
حضرت خولہ رضی اللہ عنہا اَلسَّعْدِیَة کے نام بھی ہیں	۲۶۳
حضرت شیماء رضی اللہ عنہا حَاوِی الْیَتِیْم	۲۶۵
حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا حَاضِنَةُ النَّبِیِّ ﷺ	۲۶۷
حضرت شفاء رضی اللہ عنہا اَلْعَنْقَاء	۲۷۱
حضرت اُمّ معبد رضی اللہ عنہا صَاحِبَةُ الْخَیْمَتَیْن	۲۷۳
حضرت خنساء رضی اللہ عنہا اَمَةٌ مُؤْمِنَة	۲۷۸
حضرت اُمّ سیف رضی اللہ عنہا اِمْرَاۃٌ قَیْن	۲۸۰
حضرت اُمّ بُردہ خولہ رضی اللہ عنہا ظِئْر اِبْرَاهِیْم	۲۸۱
حضرت فِضّہ رضی اللہ عنہا جَارِیَةُ الْفَاطِمَة	۲۸۲
حضرت اُمّ فروہ رضی اللہ عنہا ظِئْرُ النَّبِیِّ ﷺ	۲۸۴
حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا غَاسِلَةُ الْفَاطِمَة	۲۸۶
حضرت سیرین قبطیہ رضی اللہ عنہا ذَاتُ الْاَجْرَیْن	۲۸۸
حضرت بَریرہ رضی اللہ عنہا صَاحِبَةُ السِّوَاک	۲۹۰
باب نمبر۱۴ اَلشَّاعِرَات (شعر کہنے والیاں) ملاحظہ: باب کے تعارفی کلمات میں ازواجِ رسول و بنات النبی ﷺ کے علاوہ چند نام یہ ہیں: حضرت سُعدیٰ رضی اللہ عنہا بنتِ کریز اَلشَّاعِرَة	۲۹۲

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ عنہا اَلشَّاعِرَۃُ	۲۹۳
حضرت ہند رضی اللہ عنہا اَلشَّاعِرَۃ	۲۹۳
حضرت میمونہ بلویہ رضی اللہ عنہا اَلشَّاعِرَۃُ	۲۹۳
حضرت نعم رضی اللہ عنہا اَلشَّاعِرَۃ	۲۹۳
حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا اَلشَّاعِرَۃُ	۲۹۳
حضرت قتیلہ رضی اللہ عنہا ربذیۃ کے اسماء ہیں	۲۹۳
حضرت خنساء رضی اللہ عنہا اَشْعَرُ الْاِنْسِ وَالْجِنّ	۲۹۴
حضرت اُمّ الہیثم رضی اللہ عنہا اَلشَّاعِرَۃُ	۲۹۷
حضرت حمامہ رضی اللہ عنہا اَلْمُغْنِیَۃ (شعر پڑھنے والی) ان کے ذکر میں	۲۹۸
حضرت ارنب رضی اللہ عنہا اَلْمُغْنِیَۃُ (شعر پڑھنے والی)	۲۹۸
حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا اَلْمُغْنِیَۃ (شعر پڑھنے والی) کا تذکرہ بھی موجود ہے۔	۲۹۹
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا خَطِیْبَۃُ النِّسَاء	۳۰۰
حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا زَوْجُ الشُّهَدَاء	۳۰۳
باب ۱۵: اَلْمُبَشَّرَات بِالْجَنَّۃ (جنت کی بشارت یافتہ) اس باب	
کے تعارفی کلمات میں بناتِ نبیؐ کے ساتھ ان سات صحابیاتؓ کے نام ہیں جن کا ذکرِ القاب اس کتاب میں موجود ہے	۳۰۶
اَلْمُسْتَبْشِرَاتُ بِدُعَاءِ النَّبِیّ	۳۰۷
حضرت ام طارق رضی اللہ عنہا مَرحُومِین	۳۰۹
حضرت رُقیقہ رضی اللہ عنہا اَلْمُسْلِمَۃُ	۳۱۰
حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا صَاحِبَۃُ البِئر	۳۱۲
باب ۱۶: اَلطَّبِیْبَاتُ (علاج کرنے والیاں) ملاحظہ: باب کے تعارف میں۔	۳۱۳
حضرت معاذۃ رضی اللہ عنہا غِفَّارِیَہ	۳۱۴
حضرت ام کبشہ رضی اللہ عنہا طبیبہ کے نام ہیں	۳۱۴
حضرت رُفیدہ رضی اللہ عنہا اَلْمُمَرِّضَۃُ الاُوْلٰی	۳۱۶
حضرت لیلیٰ شفاء رضی اللہ عنہا صَاحِبَۃُ النَّمْلَۃِ	۳۱۷
حضرت لیلیٰ غفاریہ رضی اللہ عنہا اَلْمُعَالِجَۃُ	۳۱۸
حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا اَلْخَافِضَۃ	۳۱۹
باب ۱۷: اَلْمُتَفَرِّقَات. (مختلف صحابیاتؓ کا ذکرِ القاب)	۳۲۲

Marfat.com

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا اَلْمُجَادِلَۃُ	۳۲۳
حضرت اُمّ یاسر رضی اللہ عنہا اَلْمُسَبِّحَۃُ الْمُهَلِّلَۃُ	۳۲۶
حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا اَلْمُخْتَلِعَۃُ	۳۲۷
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اَلْغُمَیْصَاءُ	۳۲۹
حضرت مُعاذہ رضی اللہ عنہا اَلْعَفِیْفَۃُ	۳۳۰
حضرت مُسیکہ رضی اللہ عنہا اَلتَّائِبَۃُ	۳۳۱
حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا اَلتَّائِبَۃُ	۳۳۱
حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا حَنِیْفَۃُ	۳۳۲
زوجہ ابوقیسؓ اَلْمَرْاَۃُ الْقُرْاٰنِیَّۃُ	۳۳۴
حضرت ضُباعہ رضی اللہ عنہا اَلْمُشْتَرِطَۃُ	۳۳۵
حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا مُسْتَجَابَۃُ الدَّعْوَاتِ	۳۳۶
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اَلْمُسْتَعِیْذَۃُ	۳۳۷
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اَفْضَلُ اَیَامٰی قُرَیْشٍ	۳۳۹
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اَلْمُسْتَفْتِیَۃُ	۳۴۱
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا صَاحِبَۃُ بَیْتِ الشُّوْرٰی	۳۴۲
حضرت اُمّ مالک رضی اللہ عنہا صَاحِبَۃُ الْعُکَّۃِ	۳۴۳
حضرت جُثامہ حسّانہ رضی اللہ عنہا	۳۴۴
حضرت ام کجہ رضی اللہ عنہا صَاحِبَۃُ الْمِیْرَاثِ	۳۴۶
حضرت بُہیہ رضی اللہ عنہا اَلصَّمَّاءُ	۳۴۷
حضرت فُکیہہ رضی اللہ عنہا صَاحِبَۃُ الْمِمْبَرِ	۳۴۷
حضرت ظمیاء رضی اللہ عنہا وَافِدَۃُ بَنِیْ سَعْدٍ	۳۴۸
حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا سَائِلَۃُ التَّزَاوُرِ	۳۴۹
حضرت سارہ رضی اللہ عنہا مَوْلَاۃُ قُرَیْشٍ	۳۵۰
حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا اَلصَّالِحَۃُ	۳۵۲
حضرت اُمّ زید رضی اللہ عنہا صَاحِبَۃُ الْجَمَلِ	۳۵۴
حضرت حولاء رضی اللہ عنہا اَلْعَطَّارَۃُ	۳۵۵
آخری گزارش	۳۵۷
اشاریہ قرآنی آیات	۳۵۸
مراجع کی فہرست	۳۶۳

Marfat.com

فہرست اسماء صحابیات رضی اللہ عنہم بلحاظ حروف تہجی

(الف)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بنتِ ارقم	۳۱۲
حضرت آمنہؓ بنتِ عفان باب نمبر ۷ کے تعارف میں	۱۷۶
حضرت اَلدَّارِیۃ رضی اللہ عنہا حضرت فارعہؓ کے ذکر میں	۱۲۵
حضرت اَروی رضی اللہ عنہا بنتِ ابی العاص	۱۷۶
حضرت اروی رضی اللہ عنہا بنتِ عبدالمطلب	۱۳۵
حضرت اروئؓ بنت ابی العیص	۱۷۶
حضرت اروی رضی اللہ عنہا زوجہ عقبہ حضرت امّ کلثوم رضی اللہ عنہا بنت عقبہ کے ذکر میں	۲۰۵
حضرت اَرنب رضی اللہ عنہا الشاعرہ	۲۹۸
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنتِ ابی بکرؓ	۱۴۹
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنتِ عُمیسؓ	۱۹۶
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت النعمان حضرت فاطمہ بنت الضحاک کے ذکر میں	۳۲۷
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنتِ مَرثد	۱۶۵
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنتِ یزید	۳۰۰
حضرت الرُّبیع رضی اللہ عنہا بنت طفیل۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا بنت معوذ کے ذکر میں	۲۲۰
حضرت الرُّبیع رضی اللہ عنہا بنت حارث حضرت ربیع رضی اللہ عنہا بنت معوذ کے ذکر میں	۲۲۰
البغلوم رضی اللہ عنہا بنت المعدل الکنانیۃ	۱۷۶
حضرت اُمِ اسحاق رضی اللہ عنہا الغنویہ	۲۰۹
حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا بنتِ ثعلبہ	۲۶۷
حضرت اُمِ بُردہ رضی اللہ عنہا خولہ انصاریہ	۲۸۱
حضرت اُمِ بُجید رضی اللہ عنہا الانصاریہ	۲۵۴
حضرت اُمّ مرثد رضی اللہ عنہا الاسلمِیّہ	۱۷۷
حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا اُمّ المؤمنین	۸۸
حضرت اُمّ بجیر رضی اللہ عنہا باب نمبر ۶ کے تعارف میں	۱۵۸
حضرت اُمِ حرام رضی اللہ عنہا بنتِ ملحان	۲۱۴
حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت عاص باب نمبر ۷ کے تعارف میں	۱۷۶
حضرت اُم حکیم رضی اللہ عنہا	۲۲۲
حضرت ام حکیم البیضاءؓ حضرت خدیجہؓ کے ذکر میں	۵۳

Marfat.com

حضرت اُمّ خالد رضی اللہ عنہا بنتِ خالدؓ	۳۳۲
حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا بنتِ سبیع	۱۴۷
حضرت اُمّ زید رضی اللہ عنہا بنتِ حرام	۳۵۴
حضرت اُمّ زیاد رضی اللہ عنہا الاشجعیہ باب نمبر ۹ کے تعارف میں	۲۱۲
حضرت اُمّ سعد رضی اللہ عنہا بنتِ سعد حضرت فارعہؓ کے ذکرِ خیر میں	۱۲۶
حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بنتِ امیہ اُمّ المومنین	۷۶
حضرت اُمّ سعد رضی اللہ عنہا بنت ربیع حضرت حفصہؓ کے ذکر میں	۷۱
حضرت اُمّ سلیط رضی اللہ عنہا انصاریہ	۲۲۱
حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا بنتِ ملحان	۲۴۵
حضرت اُمّ سیف رضی اللہ عنہا انصاریہ	۲۸۰
حضرت اُمّ شریک رضی اللہ عنہا دوسیہ	۲۴۲
حضرت اُمّ طارق رضی اللہ عنہا مولاۃ سعدؓ	۳۰۹
حضرت اُمّ شریک خولہ رضی اللہ عنہا بنتِ حکیم	۱۷۳
حضرت اُمّ عفیف النہدیہ رضی اللہ عنہا حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کے ذکر میں	۲۳۸
حضرت اُمّ عبیس رضی اللہ عنہا حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کے ذکر میں	۲۳۸

حضرت اُمّ عبید رضی اللہ عنہا حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کے ذکر میں	۱۷۱
حضرت اُمّ عطیہ	۳۱۴
حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا بنتِ نُسیبہ انصاریہ	۳۱۹
حضرت اُمّ عمارہؓ بنت کعب رضی اللہ عنہا	۱۸۰
حضرت اُمّ فروہ رضی اللہ عنہا التمیمیہ	۲۸۴
حضرت اُمّ فروہ رضی اللہ عنہا ظِئرُ النبیؐ	۲۶۳
حضرت اُمّ الفضل لبابہ رضی اللہ عنہا بنتِ الحارث	۱۴۲
حضرت اُمّ المنذر رضی اللہ عنہا سلمی بنتِ قیس	۱۸۴
حضرت اُمّ کجہ رضی اللہ عنہا الانصاریہ	۳۴۶
حضرت اُمّ کلثوم الصغریٰ رضی اللہ عنہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ذکر میں	۵۳
حضرت اُمّ کبشہؓ الانصاریہ	۳۱۴
حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۰۶
حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا بنتِ عقبہ	۲۰۴
حضرت اُمّ الحکم رضی اللہ عنہا بنتِ ابی سفیان	۲۰۸
حضرت اُمّ مالک رضی اللہ عنہا انصاریہ	۳۴۳

Marfat.com

حضرت اُمّ معبد رضی اللہ عنہا خزاعیہ	۲۷۳
حضرت اُمّ منیع رضی اللہ عنہا انصاریہ	۱۷۸
حضرت اُمّ ورقہ رضی اللہ عنہا بنتِ نوفل	۲۲۶
حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا بنتِ ابی طالب	۱۵۳
حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا انصاریہ	۳۴۹
حضرت اُمّ ہشام رضی اللہ عنہا انصاریہ	۱۶۹
حضرت اُمّ الہیثم رضی اللہ عنہا	۲۹۷
حضرت اُمّ ہشام رضی اللہ عنہا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ذکر میں	۷۱
حضرت امہ مولاۃ ابی بکر رضی اللہ عنہا حضرت زنّیرہ رضی اللہ عنہا کے ذکر میں	۲۳۸
حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ بنت الضحاک کے ذکر میں	۳۳۷
حضرت اَمۃ اللہ رضی اللہ عنہا	۲۶۱
حضرت اُمّ یاسر یُسیرۃ رضی اللہ عنہا بنتِ یاسر	۳۲۶
حضرت امینہ رضی اللہ عنہا حضرت اُمّ خالد رضی اللہ عنہا کے ذکر میں	۳۳۲
حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا بنتِ ابی سفیانؓ باب نمبر ۷ کے تعارف	۱۷۶
حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا بنت بشر رضی اللہ عنہا (حضرت اُمّ کلثوم بنت عقبہ کے ذکر میں)	۲۰۵

حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا (حضرت مسیکہ رضی اللہ عنہا کے ذکر میں)	۳۳۱
حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا بنت ربیعہ ٥ ایک انصاریہ مومنہ لڑکی چار قرآنی المومنات کے بیان میں	۳۶ ۱۴۰
(ب)	
حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا	۲۹۰
حضرت بُہَیّہ رضی اللہ عنہا بنتِ یسر	۳۴۷
حضرت بنتِ عمرو رضی اللہ عنہا بن وھیب، چار قرآنی المومنات کے بیان میں	۱۶۱
حضرت بنت کعبؓ حضرت امِ سلمہؓ کے ذکرِ خیر میں	۷۸
ث	
حضرت ثُویبہ رضی اللہ عنہا مولاۃ ابی لھب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ذکر میں	۲۶۳
(ج)	
حضرت جثّامہ حسّانہ مزنیہ رضی اللہ عنہا	۳۴۴
حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا المغنیہ	۲۹۹
حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا بنتِ عبداللہ	۳۲۷
حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنتِ حارث اُمّ المومنین	۸۶

۱۳۷۱۵۷

Marfat.com

حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا زوجہ اوسؓ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے ذکر میں	۳۲۵
(ح)	
حضرت حمامہ رضی اللہ عنہا ، والدہ بلال حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کے تذکرہ میں	۲۳۸
حضرت حمامہ رضی اللہ عنہا الشاعرہ	۲۹۸
حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت اسعد حضرت فارعہ رضی اللہ عنہا کے ذکر میں	۱۲۵
حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا بنتِ عبید اللہ	۱۲۴
حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنتِ عمرؓ اُمّ المومنین	۶۸
حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا	۲۶۲
حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا بنتِ زید	۳۵۲
حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا بنتِ محمد حضرت حبیبہ بنت زید کے بیان میں	۳۵۲
حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا بنتِ جحش	۱۶۳
حضرت حولاء رضی اللہ عنہا بنتِ تویت	۳۵۵
(خ)	
حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اُمّ المومنین	۵۳
حضرت خدیجۃ الصغریٰ	۵۳
حضرت خنساء رضی اللہ عنہا زوجہ عوفؓ۔ باب نمبر ۶ کے تعارف میں	۱۵۸
حضرت خنساء رضی اللہ عنہا بنتِ عمرو	۲۹۴
حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت المنذر حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ذکر میں	۲۶۳
حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنتِ محمد رضی اللہ عنہا	۳۵۲
حضرت خیرہ رضی اللہ عنہا بنتِ ابی حدرد	۲۵۰
حضرت خنسا رضی اللہ عنہا زوجۂ حذیفہؓ	۲۷۸
حضرت خولاء رضی اللہ عنہا باب ۱۶ کے تعارف میں	۳۱۳
حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنتِ ثعلبہ	۳۲۳
حضرت خولہ رضی اللہ عنہا خادمۃ الرسول باب نمبر ۱۳ کے تعارف میں	۲۶۰
حضرت خویلہ رضی اللہ عنہا بنت ثامر الانصاریہ۔ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کے بیان میں	۱۷۳
(د)	
حضرت درّہ رضی اللہ عنہا بنتِ ابی سلمہؓ	۱۲۳
(ر)	
حضرت رائطہ رضی اللہ عنہا بنتِ حیان حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ذکر میں	۷۱

Marfat.com

حضرت رُبیع رضی اللہ عنہا بنتِ معوذ	۲۱۸
حضرت رزینہ رضی اللہ عنہا باب ۱۳ کے تعارف میں	۲۶۱
حضرت رِیطہ رضی اللہ عنہا بنت منبہ باب ۷ کے بیان میں	۱۷۶
حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا، بنتِ شمعون۔ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے تذکرہ میں	۹۷
حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہؐ	۱۰۴
حضرت رُقیقہ رضی اللہ عنہا ثقفیہ	۳۱۰
حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا الشاعرہ (باب ۱۴: کے تعارف میں)	۲۹۳
حضرت رُقیۃ الصُّغریٰ رضی اللہ عنہا حضرت خدیجہؓ کے ذکر خیر میں	۵۳
حضرت رُفیدہؓ اسلمیہ انصاریہ	۳۱۶
حضرت رُقیقہ بنتِ ابی صیفی	۱۳۷
(ز)	
حضرت زِنیرہ رضی اللہ عنہا رومیہ	۲۳۷
حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنتِ جحش اُمّ المومنین	۸۱

حضرت زینبُ الصُّغریٰ رضی اللہ عنہا (حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ذکر میں)	۵۳
حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ اُمّ المومنین	۷۴
حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت عُمیس حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ذکر میں	۹۵
حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہؐ	۱۰۱
حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنتِ ابی سلمہؓ	۱۲۱
حضرت زینب رضی اللہ عنہا ابی معاویہ	۲۵۲
حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنتِ علیؓ	۱۱۷
حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنتِ العوام باب ۱۴ کے تعارف میں	۲۹۳
حضرت زوجۂ ابوقیس رضی اللہ عنہا	۳۳۴
(س)	
حضرت سارہ رضی اللہ عنہا مولاۃ عمرو بن ہشام	۳۵۰
حضرت سُبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا بنتِ عقبہ کے ذکر میں	۲۰۷
حضرت سُعاد رضی اللہ عنہا بنتِ سلمہ	۱۸۶

Marfat.com

حضرت سُعدہ رضی اللہ عنہا حضرت اُمِ کلثومؓ بنتِ عتبہ کے ذکر میں	۲۰۵
حضرت سُعدیٰ رضی اللہ عنہا بنتِ کریز (باب ۱۴ کے تعارف میں)	۲۹۳
حضرت سُعدہ رضی اللہ عنہا بنت قمامہ حضرت اُمّ ورقہ رضی اللہ عنہا کے ذکر میں	۲۲۸
حضرت سُفّانہ رضی اللہ عنہا بنتِ حاتم	۲۵۶
حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا خادمۂ رسول اللہؐ	۲۸۶
حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا بنتِ قیس (باب ۱۰ کے تعارف میں)	۲۲۹
حضرت سلمیٰ بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ذکر میں	۹۵
حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا بنتِ خیاط	۲۳۵
حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اُمّ المومنین	۵۷
حضرت سوداء رضی اللہ عنہا امۃُ العرب	۲۴۰
حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا بنت عاصم	۳۶
حضرت سیرین قبطیہ رضی اللہ عنہا	۲۸۸
(ش)	
حضرت شفاء رضی اللہ عنہا بنتِ عوف باب نمبر ۸ کے تعارف میں	۲۷۱
حضرت شیماء رضی اللہ عنہا بنتِ حارث	۲۶۵
(ص)	
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنتِ حُیی اُمّ المومنین	۹۰
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنتِ عبدالمطلب	۱۲۹
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنتِ الحارث	۲۵۸
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خادمۃُ النبیؐ باب نمبر ۱۳ کے تعارف میں	۲۶۱
(ض)	
حضرت ضُباعہ رضی اللہ عنہا بنتِ زبیر	۳۳۵
(ظ)	
حضرت ظمیاء رضی اللہ عنہا بنتِ اشرش	۳۴۸
(ع)	
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اُمّ المومنین	۶۱
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنتِ عبدالرحمان	۳۴۹
حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا بنتِ اسید۔ باب ۷ کے تعارف میں	۱۷۶
حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا بنتِ زید	۳۰۳
حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا بنت ابی العیس باب نمبر ۷ کے تعارف میں	۱۷۶
حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا بنتِ عبدالمطلب	۱۳۳
حضرت عَفراء رضی اللہ عنہا بنتِ عبید	۲۱۶

Marfat.com

حضرت عمرہ بنت محمد رضی اللہ عنہا۔ حضرت حبیبہ بنت زید کے بیان میں	۳۵۲
حضرت عُمیرہ رضی اللہ عنہا بنتِ مسعود	۱۹۴
حضرت عُنقودہ رضی اللہ عنہا	۳۵
(غ)	
حضرت غزیہ رضی اللہ عنہا بنتِ دودان	۱۷۳
(ف)	
حضرت فاختہ رضی اللہ عنہا بنت الولید باب نمبر ۷ کے تعارف میں	۱۷۶
حضرت فارعہ رضی اللہ عنہا بنتِ اسد	۱۲۵
حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہ ﷺ	۱۰۹
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ اسد	۱۳۹
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ ابی حُبیش	۳۴۱
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ حمزہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ اسد کے بیان میں	۱۳۹
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ صفوان حضرت اُمّ خالد رضی اللہ عنہا کے ذکر میں	۳۳۲
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ عتبہ۔ حضرت فاطمہ بنت اسد کے بیان میں	۱۳۹
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ ولید	۳۴۹
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ قیس	۳۴۲
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ الضحاک	۳۴۷
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت عتبہ القرشیہ باب ۷ کے تعارف میں	۱۷۶
حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا بنتِ وہب	۱۴۵
حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا بنتِ مالک	۱۹۰
حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا بنتِ معوذ	۳۴۶
حضرت فضہ رضی اللہ عنہا جاریہ فاطمہ	۲۸۴
حضرت فکیہہ رضی اللہ عنہا بنتِ عبید	۳۴۷
(ق)	
حضرت قتلہ رقتیلہ رضی اللہ عنہا بنت عبد العزیٰ	۱۷۶
حضرت قتیلہ ربذیہ الشاعرہ (باب ۱۴ کے تعارف میں)	۲۹۴
(ک)	
حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا بنتِ اسعدؓ حضرت فارعہؓ کے ذکر میں	۱۲۵
حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا بنتِ ثابت حضرت کریمہ بنتِ المقداد کے ذکر میں	۳۱۴

Marfat.com

حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا بنتِ معن	۱۷۰
حضرت کویسہ رضی اللہ عنہا یتیمہ حضرت فارعہ رضی اللہ عنہا کے ذکر میں	۱۲۶
(ل)	
حضرت لُبابہ رضی اللہ عنہا	۱۴۲
حضرت لُبینہ رضی اللہ عنہا عتیقۃ الصدیق حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کے ذکر میں	۲۴۸
حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا غفاریہ	۳۱۸
حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا بنتِ ابی حثمہ	۲۰۱
حضرت لیلیٰ شفاء بنتِ عبداللہ	۳۱۷
(م)	
حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا قبطیہ اُمّ المؤمنین	۹۶
حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا خادمۃ النبی باب ۱۳ کے تعارف میں	۲۶۱
حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا حضرت سیرینؓ رضی اللہ عنہا کے بیان میں	۲۸۸
حضرت ملیکہ بنتِ مخرمہ رضی اللہ عنہا باب ۱۶ کے تعارف میں	۳۱۳
حضرت مَریم رضی اللہ عنہا باب ۱ کے تعارف میں	۳۶

حضرت مسیکہ رضی اللہ عنہا	۳۳۱
حضرت معاذۃ رضی اللہ عنہا غفاریہ (باب ۱۶ کے تعارف میں مذکور ہیں)	۳۱۴
حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا بنتِ عبداللہ	۳۳۰
حضرت ملیکہ اللّیثیہ رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ بنت الضحاک کے ذکر میں	۳۳۷
حضرت مؤملہ رضی اللہ عنہا عتیقۃ الصدیق حضرت زنیرہ کے ذکر میں	۲۴۸
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنتِ الحارث	۱۵۷
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اُمّ المومنین	۹۴
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بلویہ شاعرہ (باب ۱۴ کے تعارف میں)	۲۹۳
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث حضرت خولہ بنت الحکیم کے ذکر میں	۱۷۲
ن	
حضرت نعم الشاعرہ (باب ۱۴ کے تعارف میں)	۲۹۳
حضرت نفیسہ السَّفیرۃ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بیان میں	۵۴
حضرت نہدیہ رضی اللہ عنہا حضرت زنیرہؓ کے ذکر میں	۲۴۸

Marfat.com

حضرت نوار رضی اللہ عنہا بنتِ مالک	۲۳۱
(ہ)	
حضرت ہالہ رضی اللہ عنہا بنت وہب حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا بنت وہب کے بیان میں	۱۴۶
حضرت ہند رضی اللہ عنہا الشاعرہ	۱۸۷
حضرت ہند رضی اللہ عنہا بنتِ اسید الانصاریہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ذکر میں	۷۱
حضرت ہندہؓ بنت عتبہ	۱۷۶
حضرت ہند رضی اللہ عنہا بنت مُنبّہ باب نمبر ۷ کے تعارف میں	۱۷۶
حضرت ہند رضی اللہ عنہا بنتِ اثاثہ شاعرہ (باب ۱۴ کے تعارف میں)	۲۹۳
حضرت ہُنیدہ رضی اللہ عنہا بنتِ صعصعہ	۱۶۸
(ی)	
حضرت یسیرہ رضی اللہ عنہا اُمّ یاسر	۳۲۶

Marfat.com

حرفِ اوّلیں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْكَرِيْم

اہلِ اسلام میں اس حقیقت کو تسلیم کیا جاتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے زیادہ لائق تقلید وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے حالتِ ایمان کے ساتھ آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضری دی۔ قرآنِ کریم کی بہت سی آیات کے نزول کے پس منظر میں ان ہی شخصیات کے اسماء گرامی آتے ہیں جو نبی رحمت ﷺ پر ایمان لائے ہیں۔ میں عرصہ دس سال سے اس کام میں مصروف ہوں کہ صحابہؓ وصحابیاتؓ میں سے ان مبارک شخصیات کا تعارف اپنے ہم مذہب مرد وخواتین کے مطالعہ کے لیے لکھوں، جنہیں تاریخِ اسلام میں غیر معمولی خدمات انجام دینے کا شرف حاصل ہوا، یا کسی اہم واقعہ کی وجہ سے ان کو شہرتِ دوام حاصل ہوئی۔ اس لیے میں نے سینکڑوں کتابوں کو دیکھا، اخذ شدہ مضامین پر غور کیا تو کتاب وسنت، سیرت نبوی ﷺ اور تراجمِ صحابہؓ پر مشتمل کتابوں کے ان ہزاروں صفحات کا حاصل مطالعہ چار مفید کتابوں کی شکل اختیار کر گیا۔

1- اصحابِ رسول ﷺ کے القاب۔
2- عہدِ نبوی ﷺ کی قرآنی خواتین القاب وخطابات۔
3- عہدِ نبوی ﷺ کی قرآنی شخصیات۔
4- آغوشِ نبوت (اللہ کے رسول ﷺ بچوں کے درمیان۔)

ثانی الذکر کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس میں عہدِ نبوی ﷺ کی مبارک خواتین کے وہ دلچسپ وایمان افروز واقعات ہیں جن کے طفیل سات آسمانوں سے کلام الٰہی کا نزول ہوتا تھا، اس کے ساتھ ساتھ ان کے ان القاب وخطابات کا ذکر خیر ہے جن کے پس منظر میں صحابیاتؓ کے وہ کارنامے یا خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے وہ دیگر صحابیاتؓ اور پورے عالم کی خواتین میں ممتاز ہیں، کتاب کے اس منفرد موضوع کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے مصنف کو احادیث

Marfat.com

،تفاسیر، تراجم و سیر کی مستند کتابوں کا وسیع مطالعہ کرنے کی سعادت ملی۔ اس علمی مجموعہ سے استفادے کے لیے مناسب ہوگا کہ ان معلومات کو ذہن میں رکھا جائے:

1- کسی صحابیہؓ کے واقعہ کو قرآنی آیت یا لقب و خطاب سے منسوب کرنے سے پہلے ان کے نام اور نسب کی مختصر وضاحت کردی گئی ہے،اس کے ساتھ نبی محترم ﷺ سے ان کے ایمانی تعلق یا رشتہ داری کا ذکر بھی لازمی کیا ہے۔

2- صحابیاتؓ کے القاب اور قرآنِ کریم میں ان کے تذکرے پر مشتمل یہ پہلی کتاب ہے، جس میں دوسو سے زائد صحابیاتؓ کے تین سو کے قریب القاب اور دوسو کے قریب آیات اور ایک سو حدیثوں کا گلدستہ امت مسلمہ کے سامنے پیش کیا جارہا ہے۔

3- صحابیاتؓ کے بعض خطابات کا تعلق اگرچہ زمانہ جاہلیت سے ہے،انہیں شامل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ سید دو عالم ﷺ نے انہیں برقرار رکھا،اور وہ حدیث کی قسم ''تقریر'' میں شمار کیے جاتے ہیں اس لیے ان کا تذکرہ بھی تاریخ کا ایک حصہ ہے۔

4- صحابیاتؓ کے ناموں، ذکر القاب اور خصوصیات کے بعد اور کہیں درمیان میں قرآنی آیات کا تذکرہ کیا ہے تاکہ اس خاتونِ اسلام کا تعارف،اس کے وہ اعمال، اخلاق اور کمالات سامنے آجائیں،جن کی وجہ سے وہ اس لائق ہوئیں کہ کتاب اللہ میں ان کا ذکرِ خیر کیا جائے۔

5- بعض صحابیاتؓ وہ ہیں جن کو قرآنی شانِ نزول کا مصداق ہونے کی وجہ سے قرآنی لقب بھی ملا،اس قرآنی لقب کی وجہ سے ان کو ایک امتیاز حاصل ہے۔بعض آیات کے شانِ نزول میں مفسرین نے مختلف نام لکھے ہیں،ہم نے ان سب خواتین کو آیت کے دیے ہوئے آسمانی لقب مثلاً: اَلْمُؤْمِنَاتُ ، اَلصَّادِقَات وغیرہ قرآنی القاب میں ان سب صحابیاتؓ کو شامل کیا ہے'' جن کے اسماء گرامی کو کسی بھی مفسر نے شانِ نزول میں لکھا ہے۔حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے تذکرہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ شانِ نزول میں ناموں کے اختلاف کی وجہ سے احکام کی عمومیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا، (سورۃ النساء ۱۲۸،تفسیر نیشاپوری) بالفرض مفسرین نے کسی ایک نام کی ترجیح کے دلائل قائم کیے ہیں تو ہم نے ان کا تذکرہ اس لیے ضروری نہیں سمجھا کہ اس کتاب کا موضوع مسائل

Marfat.com

نہیں مناقب ہیں۔

6- اس کتاب میں فضائل کے ساتھ عملی کارناموں اور ملی خدمات، سیاسی، علمی اور اخلاقی کاموں پر ملنے والے القاب و خطابات کو جگہ دی گئی ہے جن کے مطالعہ کے بعد مسلمان خواتین میں قومی خدمات اور بقائے اسلام کے لیے زندہ رہنے اور عملی برتری میں کوشاں رہنے کا ذوق پیدا ہوگا۔

7- ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے 635ھ میں اسد الغابہ لکھی جس میں 1024 صحابیاتؓ کا ذکر کیا ہے۔ابن حجرؒ نے 852ھ میں" الاصابہ " کے اندر 322 کے نام لکھے اور پھر خصوصاً ایک جلد صحابیاتؓ کے لیے لکھی اس میں ۱۵۴۵ صحابیاتؓ کا ذکر ہے یہ سب سے بڑی تعداد ہے، جہاں تک ان کا علم پہنچا ہے۔اس لیے کہ ان سے پہلے ابن عبدالبر نے (استیعاب میں ۳۹۸ کا اور ابن سعد نے ۶۲۷ کا ذکر کیا ہے اس لیے ہم نے دیکھا تو سب کتابوں کو ہے تاہم اس کتاب میں مذکور بعض نام الاصابہ کے علاوہ کسی اور میں نہیں ملیں گے۔

8- فہارس کی ترتیب یہ ہے۔

☆ پہلی فہرست کتاب کے عنوانات، صحابیاتؓ کے اسماء گرامی اور ان کے ایسے لقبوں کی ہے جو ایک صحابیہ کو دیگر صحابیاتؓ سے منفرد کرتے ہیں۔

☆ دوسری فہرست حروف تہجی کی ترتیب سے ہے اس میں وہ نام بھی ہیں جو جلی عنوانات میں تو نظر نہیں آئیں گے تاہم تبعاً کسی صحابیہؓ کے ذکر القاب میں ان کا نام ہے۔

☆ تیسری آیات کی اور چوتھی ماخذ کی فہرست ہے۔قرآنِ کریم، احادیثِ نبوی ﷺ، کتب سیر و تاریخِ اسلام اور کتب اسماء الرجال سے ماخوذ اس مجموعہ تحریرات کو سترہ ابواب پر تقسیم کردیا گیا ہے جن کا تعارف یہ ہے:

باب 1: تَعْرِيفِ القَاب: قرآنی نظریہ، سنتِ رسول ﷺ اور تاریخِ اسلامی۔

باب 2: اَزْوَاجُ النَّبِیّ ﷺ: نبی اکرم ﷺ کی ازواجؓ (امت کی ماؤں) کا ایمان افزاء ذکر۔

باب 3: بَنَاتُ النَّبِی ﷺ حضور ﷺ کی بیٹیوں کے ایمان افروز حالات و واقعات اور ان

Marfat.com

کا قرآنی مقام و مرتبہ۔

باب 4: رَبِیبَاتُ النَّبِیّ ﷺ: حضور ﷺ کے زیرِ تربیت رہنے والی خواتین کا قرآنی و آسمانی مقام و مرتبہ۔

باب 5: اَقَارِبُ النَّبِی ﷺ: رسول رحمت ﷺ کی رشتہ دار خواتین کے ذکرِ قرآنی اور القاب و خطابات ایمانی کا دلنشیں تذکرہ۔

باب 6: اَلْمُؤْمِنَاتُ: ان اہلِ ایمان صحابیاتؓ کی باتیں جن کے یقینِ کامل کا گواہ اللہ کا قرآن بن گیا۔

باب 7: اَلْمُبَایِعَاتُ: (بیعت کرنے والیاں) یعنی وہ خواتین جنہوں نے اپنی جان، مال اور مرضیات الغرض ہر محبوب شے کو دینِ اسلام پر قربان کر دینے کا عہد کیا۔

باب 8: اَلْمُهَاجِرَاتُ: (ہجرت کرنے والیاں) اور ان کے ساتھ ذَاتُ الْهِجْرَتَیْن یعنی دو ہجرتیں کرنے والی صحابیاتؓ کے اسماء گرامی اور اَلْمُمْتَحَنات یعنی ان عورتوں کا ذکرِ خیر جن کے امتحان کا حکم سات آسمانوں سے آیا، وہ کامیاب ہوئیں اور قرآنِ کریم کی ایک سورۃ کو ان سے منسوب کر دیا گیا۔

باب 9: اَلْغَازِیَاتُ: غزواتِ نبی ﷺ میں شریک ہونے والی جاں نثار عورتیں، جنہوں نے تا قیامت آنے والی نسلوں کے لیے عزم و ہمت کی ایک تاریخ رقم کی۔

باب 10: مُصَلِّیَاتُ الْقِبْلَتَیْنِ: قبلہ اوّل اور کعبہ المکرمہ دونوں کی طرف نماز پڑھنے کا شرف پانے والی صحابیاتؓ جنہیں قرآنِ کریم نے السّابقات قرار دیا ہے۔

باب 11: اَلْمُعَذَّبَاتُ فِی اللہِ: اللہ کی محبت میں جن کو تکالیف دی گئیں اور ان کی استقامت آج بھی مشعلِ راہ ہے۔

باب 12: اَلْمُتَصَدِّقَاتُ: خیرات کرنے والیاں ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے صدقہ کے لیے صنعت و حرفت سے کام لیا۔

باب 13: خَادِمَاتُ اَهْلِ الْبَیْت: آپ ﷺ کی اور خاندانِ نبوت کی خدمت گزار خوش قسمت عورتیں۔

باب 14: اَلشَّاعِرَاتُ: عہدِ نبوی ﷺ میں اسلام کی سربلندی کے لیے زبان سے جہاد کرنے

Marfat.com

والی فصیح و بلیغ صحابیاتؓ کے اسماء والقاب۔

باب 15: اَلْمُبَشَّرَاتُ :(جنہیں جنت اور دعائے نبوی ﷺ کی بشارت مل گئی) ان بختاور خواتین کے القاب۔

باب 16: اَلطَّبِیْبَاتُ: مرہم پٹی اور ابتدائی ضروری طبی خدمات انجام دینے والی وہ مسلمان خواتین جن کو اس فن کی وجہ سے غزوات کی حاضری کی عزت ملی۔

باب 17: اَلْمُتَفَرِّقَاتُ: گذشتہ ابواب کے مخصوص عنوانات کے تحت جن صحابیاتؓ کے اسماء و القاب نہیں آسکے ان کو اس باب میں جگہ دی گئی ہے۔

دعا ہے کہ رب رحمٰن ورحیم اس خامہ فرسائی کو اپنی بارگاہ میں درجہ قبول عطا فرمائے۔

معاونین ادارہ، ان کے والدین و اساتذہ کو جزا دے۔

خادم صحابہؓ، صحابیاتؓ و اہل بیت کرامؓ۔

محمد اسلم زاہد

مدرس بیت العلوم۔ کھاڑک، لاہور

یکم ذی قعدہ ۱۴۳۵ھ

۲۷راگست ۲۰۱۴ء

Marfat.com

باب نمبر 1

تعریفِ القاب، قرآنی نظریہ، سُنّتِ رسول ﷺ اور تاریخ اسلامی

لقب کی تعریف:

اصل نام کے علاوہ تعارف، تعظیم یا تحقیر کے لیے کوئی دوسرا نام رکھنا کسی کا لقب رکھنا تحقیر کے لیے تو شرعاً ممنوع ہے۔ اگر عیب کے معنی پر مبنی کوئی لقب نام کا درجہ حاصل کر لے اور اس پر وہ شخص بھی راضی ہو جسے پکارا جائے جیسے: اَلَاعرَج، اَلَاعمیٰ تو گنجائش ہے۔

عربی میں اَللَّقَبَ کے معنی (نام رکھنا) اور جب نبزَ کے ساتھ آئے تو ایسا نام مراد ہے جو اچھا نہ ہو۔ جیسے: ہمارے کریم و مہربان مالک نے فرمایا: وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَاب (الحجرات:11) اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ دھرو!

لقب:

اس معروف نام کو بھی کہتے ہیں جو بچپن میں سرپرستوں نے نہیں رکھا، کسی صنعت، خاصیت یا کارنامے کی نسبت سے معروف ہو گیا (اَلْقَابُ الاُسَر، مُحمّد بن عبدُاللہ ٰالِ رشید)

قرآنی نظریہ:

اچھے ناموں، خوبصورت لقبوں، تعریفی و توصیفی اسماء اور کنیتوں کو ہمارے مذہب اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اسی لیے قرآنِ کریم نے

1- بُرے ناموں سے پکارنے کو حرام قرار دیا۔

2- حضرت یعقوب علیہ السلام کو ان کے لقب خاص ''اسرائیل'' (عبداللہ) سے یاد فرمایا۔

3- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ''المسیح'' لقب سے یاد کیا اس لیے کہ وہ اپنا ہاتھ پھیر کر

Marfat.com

مریضوں کو (اللہ کے حکم سے) شفایاب کرتے تھے۔

4۔ رُوح الامین حضرت جبرئیلؑ کا نام نہیں لقب ہے اور قرآنِ کریم میں ان کو اسی لقب سے یاد رکھا گیا ہے۔ (الاتقان فی علوم القرآن، المبھمات، غیاث اللغات)

سنتِ رسول ﷺ:

رحمت عالم ﷺ ناموں کی جگہ لقبوں اور کنیتوں سے اپنے متبعین کو یاد کرتے تھے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کو اُمّی (میری ماں) فرماتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حمیراء اور حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو شھیدۃ القاب کے ساتھ یاد فرماتے تھے۔ (حوالہ جات ان خواتین کے تذکروں میں موجود ہیں)۔ القاب کی طرح ناموں کی اصلاح بھی آپ ﷺ کا خاص ذوق تھا، مختلف ناموں کو آپ ﷺ نے تبدیل فرمایا چند مثالیں ہیں:

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت ابی سلمہ کا نام برہ (نیکی) تھا آپ ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا رکھ دیا۔

☆ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا اسم گرامی بھی برہ تھا آپ ﷺ نے تبدیل کر کے میمونہ رکھا۔

(تہذیب الکمال، میمونہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث)

☆ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث بن ابی ضرار کا نام بھی برہ تھا آپ ﷺ نے جویریہ رکھ دیا۔ (الروض الانف، غزوہ بنی المصطلق)

حضرت محمد ﷺ پر قرآنی تعلیمات کا ہی غلبہ رہتا تھا اس لیے آپ ﷺ نے اس تعلیم قرآنی کی وجہ سے یہ نام بدلا، اللہ فرماتے ہیں لَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ (النجم:32) اپنے آپ کو پاکیزہ نہ کہو۔"

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کا نام بھی برہ تھا۔ حضرت محمد ﷺ نے بدل دیا، آپ ﷺ کو یہ پسند نہ تھا کہ کوئی عورت اپنی پاکیزگی بیان کرے۔ (الروض الانف ہجرۃ عام وزوجتہ)

☆ آپ ﷺ ناموں کی تصحیح ضروری سمجھتے تھے حتیٰ کہ خدام میں بھی ناموں کی تبدیلی کا خیال فرماتے مثلاً:۔

(حضرت عنقودۃ) ام ملیح الحبشیہ رضی اللہ عنہا کا لقب جاریۃ عائشہ رضی اللہ عنہا تھا۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں) ان کا نام آپ ﷺ نے بدلا اور عنقودہ رکھ دیا۔ (سیرۃ ابن کثیر، اماءہ علیہ السلام)

☆ کبھی موقعہ کی مناسبت سے نام رکھ دیتے تھے جیسے حضرت ابو مریم الفسائی رضی اللہ عنہا اپنی نوزائدہ

Marfat.com

بچی کو لے کر حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے بچی کا نام ''مریم'' اس لیے رکھا کہ ان دنوں سورۃ مریم کا نزول ہوا تھا۔ (اسد الغابہ، ابو مریم الفسانی)

☆ آپ ﷺ اچھے ناموں سے اچھی امیدیں وابستہ کرتے تھے۔ حضرت سہلہ بنت عاصم رضی اللہ عنہا یوم خیبر میں پیدا ہوئیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا نام سہلہ رکھو اللہ تمہارا کارِ جہاد آسان کرے گا۔

(اسد الغابہ، سہلہ بنت عاصمؓ)

نبی اکرم ﷺ اچھے ناموں سے اچھی فال لیتے تھے۔ (اسد الغابہ، کثیر بن الصلت)

حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا بنت ربیعہ: ان کا نام امامہ تھا کم عمری کے زمانے میں ہی لوگوں نے ان کو امیمہ (چھوٹی امامہ رضی اللہ عنہا) لقب سے یاد کرنا شروع کر دیا۔ (الاصابۃ فی تمیز الصحابہؓ امیمہ بنت ربیعہؓ)

تاریخی حیثیت:

صحابہ کرامؓ کے ماحول میں القاب کے عام استعمال کی وجہ سے روایات احادیث میں بھی یہ القاب ناموں کی جگہ لکھے اور پڑھے جاتے ہیں۔ تاریخ اسلام کا مطالعہ اسماء والقاب کی پہچان کے بغیر اس لیے ناممکن ہے کہ خلفاء اسلام اور ملوک المسلمین کے نظام سیاست میں اکثر و بیشتر القاب ہی استعمال ہوتے ہیں، اسی طرح محدثین ومفسرین اور فقہاء میں اسماء والقاب ایک فن کی صورت اختیار کر گیا تھا۔

اہل اسلام نے اس فن پر کتابیں لکھی ہیں، یہ قرآنی، حدیثی اور تاریخی حیثیت تو اہمیت فن کے تعارف کے لیے لکھی گئی ہے، مقصود اصلی اس کتاب کا یہ ہے کہ صحابیاتؓ رسول ﷺ کی ایمان افروز کہانیاں اور کارنامے اور ان کا قرآنی مقام فرزندانِ اسلام اور بناتِ اسلام کے سامنے واضح ہو جائے تا کہ ان کی بابرکت زندگیوں سے سبق سیکھا جائے۔

قرآنِ کریم میں مذکور صحابیاتؓ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ

عمومی طور پر کوئی صحابیہؓ ایسی نہیں ہے، جس کا ذکر قرآنِ کریم میں موجود نہ ہو، اس لیے کہ ان میں سے ہر ایک المُسْلِمَۃ اور المؤمِنَۃ ہے، جب کہ کلام الٰہی میں کوئی آیت ان دونوں قرآنی القاب یا ان کے لوازمات مثلاً: نماز، روزہ، حج، ذکر الٰہی، جہاد وغیرہ سے خالی نہیں، اس لیے ایمانی صفات پر مشتمل عموماً ہر آیت صحابیؓ وصحابیہؓ کے ذکر سے معمور ہے، تاہم اس کتاب میں خصوصاً ان صحابیاتؓ کا ذکر ہے، جن سے متعلق کوئی آیت یا سورت نازل ہوئی۔

Marfat.com

2- کسی آیت کے شانِ نزول میں ان کا ذکرِ خیر آیا ہے۔

3- کسی مومنہ خاتون نے دربارِ نبوت میں اپنا مسئلہ رکھا، اس کا جواب اللہ نے آسمانوں سے نازل فرمادیا۔

4- عہد نبوی ﷺ کی اس مومنہ خاتون کا تعلق ایسی جماعت کے ساتھ ہے، جس کا ذکر قرآنِ کریم میں آتا ہے، جیسے اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ۔ (سورۃ توبہ' آیت نمبر 100) اس آیت کی وجہ سے اس جماعت کی ہر رکن کو اَلسَّابِقُ قرآنی لقب کی مستحق سمجھا جائے گا۔ اسی طرح اَلْمُهَاجِرَات اور اَلْمُمْتَحِنَات قرآنی القاب ہیں جو سورۃ الممتحنۃ کی آیت نمبر 10 سے تخریج شدہ ہیں۔ یہ مختلف جماعتوں کے القاب ہیں جو پوری جماعت کی ہر رکن کو قرآنِ کریم کی طرف سے ملے ہیں۔

5- کسی مومنہ خاتون میں کوئی ایسی صفت پائی جاتی ہو، جس کے متعلق کلام اللہ کی کوئی آیت نازل ہو چکی تھی جیسے: حضرت سیرین رضی اللہ عنہا کا لقب ذواجرین قرآنی آیت اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ (القصص:54) سے ماخوذ ہے یہ آیت ایسی جماعت کے لیے اتری جو مسیحیت سے اسلام کی طرف آئی تھی اور اللہ کریم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ ان کو دو اجر ملیں گے۔ ایک سابقہ آسمانی مذہب کا اور ایک اجر اسلام کا ملے گا۔ اس جماعت کی اچھی عادات کو قرآنِ کریم میں سراہا تھا۔ حضرت فضہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سیرینؓ کا تعلق اس جماعت سے تھا اس لیے وہ ذَاتُ الْاَجْرَيْن قرار پائیں۔

الغرض: عہد نبوی ﷺ کی عورتوں اور قرآنی تعلیمات کا یہ ملا جلا ذکرِ خیر موجودہ دور کی خواتین کے لیے راہنما کی حیثیت رکھتا ہے کہ حضور ﷺ پر ایمان لانے اور آپ ﷺ سے بے پناہ محبت رکھنے والی خواتین کی یہ جماعت جسم و جان کے اعتبار سے زمینی تھی اور ان کے روحانی درجات کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ وہ آسمانی تھی، وہ اپنی نگاہ بلند سے سات آسمانوں سے نیچے (دُنیا) کی طرف کم اور ان سے اوپر (آخرت کی طرف) زیادہ دیکھتی تھی، چند مثالیں لکھی جاتی ہیں۔

Marfat.com

خواتین اسلام اور قرآنی تعلق کے ثمرات:

جو شخص کتاب الٰہی سے محبت رکھتا ہے اسے اللہ تعالیٰ اس تعلق کے ثمرات اس دنیا میں بھی دکھا دیتے ہیں چنانچہ عہد نبوی ﷺ کی خواتین نے جب کلام ربّی سے سچّی عقیدت رکھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس دنیا میں بھی وہ عزت دی جو بعد والی خواتین نہ حاصل کر سکیں۔ ان کے سوالوں کے جوابات قرآن میں جگہ پاتے تھے۔

1- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جب نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ عورتوں کا ذکر قرآن میں نہیں ہے، تو سورۂ احزاب کی ایک بڑی آیت اتری۔

2- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں چند ایام ایسے مشکل گزرے ہیں کہ عام آدمی پر آ جائیں تو وہ خودکشی تک کا خیال کرے، اس کے برخلاف صحابہؓ کی وسعتِ فکر کا عالم یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہر طرف سے یکسو ہو کر ایسی محو مناجات ہوئیں کہ جب تک قرآن کی دس آیتیں ان پر برسنے والے بہتانی پتھروں کے لیے ڈھال نہ بن گئیں اس وقت تک انہوں نے اللہ کے دروازہ کی دستک کو نہ چھوڑا، یہ تو خاندان نبوت کا عالم تھا، دور نبوی ﷺ کی عام مسلم خواتین کی نظریں بھی ہر مشکل میں آسمانوں کی طرف ہوتی تھی۔

3- حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت ثعلبہ کو جب وقت کے رواج کے مطابق طلاق ہوئی تو دربار رسالتؐ میں کھڑی ہو کر بارہا مرتبہ کبھی حضور ﷺ کی طرف دیکھا اور کبھی آسمان کی طرف، حتیٰ کہ وحی الٰہی کا نزول ہوا اور ان کے مسئلے کا حل ہو گیا تب ان کو سکون ہوا۔ اللہ، اللہ! کتنا بھروسہ ہے ربِّ قدّوس کی کریمی پر؟ اور کیا خوب یقین ہے اللہ پر کہ وہ سن رہا ہے، اسی کے سامنے دکھ رونے چاہئیں، وہی مشکل کشائی کرتا ہے حتیٰ کہ ایک مسلمان کی خواہش پر وہ وحی بھی اتار سکتا ہے، یہ تو پختہ عمر کی عورتوں کی بات تھی کہ ان کو قرآن سے کتنا پیار تھا اور اسی وجہ سے نزولِ قرآن کو ان سے مناسبت تھی، اب نو عمروں کی پڑھیے!

4- ایک کنواری لڑکی کے والد نے حضور ﷺ کا بھیجا ہوا رشتہ واپس بھیج دیا تو لڑکی نے کہا: ابو! خدا کا خوف کرو اور حضور ﷺ کے بھیجے ہوئے رشتے کو واپس نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ وحی نازل ہو جائے۔

ان چند مثالوں میں ایک مثال درمیانی عمر والی صحابیہؓ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری ایک معمر خاتون

Marfat.com

کی اور تیسری ایک نوعمر کی لکھی گئی، معلوم ہوا کہ ہر عمر کی عورتوں کی نظریں نزول قرآن پر جمی رہتی تھیں، حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کہا تھا کہ بڑا افسوس تو یہ ہے کہ وحی بند ہوگئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اللہ سے ملنا ہی تھا۔

ملاحظہ: ان واقعات کے حوالے کتاب میں موجود ہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

قرآنی خواتینؓ کے القاب اپنے ماخذ کے آئینہ میں

صحابیاتِؓ رسول ﷺ کے قرآنی تذکرے کے ساتھ ان کے القاب کا ذکر کتاب کا دوسرا اہم موضوع ہے۔ اس سلسلے میں ان امور کو سامنے رکھا گیا ہے:

قرآنِ کریم کا دیا ہوا خطاب، جیسے: اَلْمُھَاجِرَاتُ کو اَلْمُؤْمِنَاتُ کا اور اَلشَّاعِرَاتُ کو اَلصَّالِحَاتُ کا خطاب خود اللہ نے دیا ہے۔

2- نبی اکرم ﷺ کے ارشاد سے کوئی ایسا نام معروف ہوا جو اصل نام کے علاوہ تھا، جیسے: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ کو ذَاتُ النِّطَاقَین، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس کو ذاتُ الھجرتین قرار دیا گیا۔

القاب کی دو قسمیں یہ ہیں:

3- جماعتی القاب، جیسے: اَلْمُبَایِعَات بیعت کرنے والی خواتین کی ایک جماعت کا نام ہے اور ہر اس صحابیہؓ کو المبایعة لقب مل گیا جس نے بیعت فتح (بیعت النسآء) بیعت عقبی یا بیعت رضوان میں شرکت کی۔

4- انفرادی القاب: جو مسلمان عورت کے کسی کارنامہ پر جیسے: اَلطَّبِیْبَة (علاج کرنے والی) یا کسی عطائے نبوی ﷺ پر جیسے: صَاحِبَةُ الْخَمِیْصَةِ (پھول دار چادر والی) یہ حضرت ام خالدؓ کو صحابہ کرامؓ نے اس لیے دیا تھا کہ ان کو حضورؐ نے ایک چادر اوڑھائی تھی۔

5- بعض القاب نہ قرآنِ کریم میں ہیں نہ حضور ﷺ سے ان کا ثبوت ہے اور نہ صحابیؓ سے منقول ہیں لیکن ان کا وجود احادیث وسیر کی کتابوں کے ابواب یا حاشیوں میں ہے جیسے: حلیة الاولیآء اور الزرقانی علی المواھب میں ان کا تذکرہ ہے۔

Marfat.com

6- کچھ القاب ایسے بھی ہیں جو کبھی دورانِ مطالعہ عربی کتابوں میں دیکھے تھے' ان پر کوئی دلیل نہ تھی اب جب کہ اس کی دلیل مل گئی تو ان کو بھی زینتِ کتاب بنالیا گیا۔

7- معجمُ الالقاب جیسی کتب سے جو مواد ملا یا شیرازی کی معروف زمانہ ''الالقاب'' سے جو مل پایا، اس کا ماخذ کتاب وسنت یا صحابہؓ کے اقوال سے مل گیا تو اسے لکھا گیا ورنہ اس کو جگہ نہیں دی گئی۔

8- بعض القاب کتب احادیث کے متن یا باب سے ماخوذ ہیں، جیسے: باب النسآء الغازیات، مسلم شریف میں ان عورتوں کے لیے ہے جنھوں نے غزوات میں شرکت کی۔

اکثر القاب کی تخریج وتصدیق اور تائید کے لیے تفاسیر کے ساتھ الاصابہ، الاستیعاب، معرفۃ الصحابہؓ وغیرہ کتابوں سے بھی مدد لی گئی۔ مآخذ کی فہرست میں تمام کتابوں کے نام ہیں۔

عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواتین اور قرآنی القاب:

1- اَلْمُسْلِمَةُ (اسلام قبول کرنے والی یعنی مذہب اسلام کے اعمال کو اس کی جزئیات کے ساتھ قبول کرنے والی خاتون۔

2- اَلْمُؤْمِنَةُ: (ایمان والی) یعنی اسلام کے تمام عقائد اور اس کی تمام تعلیمات ظاہرہ و باطنہ کا مکمل یقین اور ان کے مطابق زندگی گزارنے والی۔

3- اَلصَّحَابِيَّةُ: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض یافتہ وہ خواتین جو ایمان کی حالت میں خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں۔ اللہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صَاحِب لقب دیا اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ (التوبۃ:40) یہ قرآنی لقب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دینے والی مسلمات کو بھی ملتا تھا۔

4- اَلسَّابِقُ الْاَوَّلُ (قبولِ اسلام کے لیے آگے بڑھنے والا) فتح مکہ سے پہلے مکہ اور مدینہ میں یا ان کے نواحی علاقوں میں جن لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچا اور انہوں نے اس آواز پر لبیک کہا ان کو قرآنِ کریم کی ایک آیت میں پانچ القاب سے نوازا گیا ہے، پہلے وہ آیت اس کا ترجمہ لکھا جاتا ہے اور اس کے بعد ان پانچوں القاب کی ان صیغوں کے ساتھ وضاحت کی جاتی ہے۔ جن الفاظ کو بطور لقب اس آیت کے نزول کے بعد خواتین کے لیے استعمال کیا گیا۔ پانچ القاب قرآنیہ والی آیت یہ ہے۔

ترجمہ: وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا

Marfat.com

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ○

(سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۰۰)

ترجمہ: اور مہاجرینؓ اور انصارؓ میں سے جو پہلے ایمان لائے اور جنھوں نے اچھے طریقے کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہیں اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے۔

اب شرح کی جاتی ہے اس آیت قرآنی کی اور ثابت کیا جاتا ہے کہ اس میں ان خواتین کے القابِ خمسہ کا ذکر ہے، جنہیں ابتدائے اسلام میں ایمان کی توفیق ہوگئی تھی۔

"اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ" کے پانچ آسمانی خطابات:

ان میں پہلا اَلسَّابِقُ الْاَوَّل ہے چند سطور پہلے اس آسمانی وقرآنی لقب کی وضاحت ہو چکی، قرآنِ کریم نے اس لقب کو دو قسم کی صحابیاتؓ پر تقسیم کیا ہے۔ المھاجرات اور الانصاریات۔

2- اَلْمُهَاجِرِيْن (ہجرت کرنے والے) اَلْمُهَاجِرَاتُ

یعنی جن خواتین اور مردوں نے حبشہ یا مدینہ کی ہجرت کی، اپنے مذہب کی بقاء وترقی کے لیے گھروں، عزیزوں کی محبت اور کاروبارِ زندگی کو قربان کر دیا۔ اس لقب کا ذکر کلام الٰہی میں مختلف انداز کے ساتھ آیا ہے۔ مثلاً التوبہ: 100، الحشر: 8، الممتحنۃ: ۱۰، البقرہ: ۲۱۸، الِ عمران: ۱۹۵، النحل، ۴۱، ۱۱۰، الحج: ۵۸، الاحزاب: ۵۰، النسآء: ۱۰۰، النساء: ۸۹، الانفال: ۷۲، العنکبوت: ۲۶، النساء: ۹۷۔ یہ آیات اس لقب (اَلْمُهَاجِرَاتُ) ہجرت کرنے والی مسلمان عورتوں اور مردوں کے لیے آئی ہیں ان میں اَلْمُهَاجِرَة لقب کی تائید ہے۔

3- اَلْاَنْصَارِ: (مہاجرین کی نصرت کرنے والے) اَلْاَنْصَارِيَات

یہ اس آیت کا تیسرا لقب ان ہستیوں کے لیے ہے جو مدینہ میں رہتی تھیں، ان کے پاس جب مکہ سے مسلمان بے سروسامان تھکے ماندے آئے تو اَنْصَارِیَ عورتوں نے مہاجر عورتوں کے لیے اپنے گھروں اور دلوں میں جگہ پیدا کی اور جان ومال سے خوب مدد کی، اللہ نے اس تعاون کے مفہوم پہ مبنی لقب الانصاریۃ عنایت فرمایا: قرآنِ کریم میں الانصار لقب مرد صحابہؓ کے لیے آیا ہے۔

دیکھیے، الروم: ۲، الحج: ۴۰، آل عمران: ۱۶، محمد ۷، الملک: ۱۲۰، الصافات: ۲۵، ال عمران: ۵۲، الصف: ۱۴، ان آیتوں میں اس قرآنی لقب کا ذکر ہے

Marfat.com

4- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (اللہ ان سے خوش وہ اللہ سے راضی)

یہ چوتھا لقب اس آیت میں تمام صحابہ وصحابیاتؓ کو ملا، ایک صحابیہؓ کے لیے عنھا، دو کے لیے عنھما اور دو سے زائد کے لیے عنھن ملا کر اس قرآنی لقب کو استعمال کرنا ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے اہل السنّت کے نزدیک یہ لقب صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام کی خصوصی پہچان ہے۔ قرآنِ کریم نے سورۃ المائدۃ:۱۱۹، التوبہ ۱۰۰، الفتح:۱۸، المجادلۃ:۲۲، البینۃ:۸ میں حضور ﷺ کی صحابیاتؓ اور صحابہؓ کے لیے اس ابدی لقب کو ذکر کر کے فوز عظیم، فلاح اور الایمان کی خوشخبریاں سنائی ہیں اس لیے وہ قرآنی القاب۔ اَلْفَائِزُوْنَ :التوبۃ:۲۰ (کامران) اَلْمُفْلِحُوْنَ :البقرہ:۵ (فلاح پانے والے) اور اَلْمُؤْمِنُوْنَ (ایمان والے) کے مستحق بھی قرار دیے گئے' اس طرح یہ ایک لقب مزید تین لقبوں کا ایک بیّن نشان ہے۔

5- اس آیت میں پانچویں خوشخبری اَلسَّابِقَات کو یہ سنائی کہ وہ جنتی ہیں اس لیے ان کو اَلْمُبَشَّرَةُ بِالْجَنَّةِ وہ لقب حاصل ہوا جس کے طفیل حضرات عشرۃ مبشرۃؓ تمام اصحابِ پیغمبرؐ میں ممتاز ہیں۔ اس لقب کی مستحقین صحابیاتؓ کے لیے باب نمبر 15 کا مطالعہ ایمان افروز ہے۔

ملاحظہ:

سطور بالا کا یہ خلاصہ ذہن میں رہے کہ اللہ نے اپنے کلام کی سورۃ التوبہ:۱۰۰ میں اَلسَّابِقُ الْاَوَّلُ صحابیاتؓ کا ذکر کر کے ان کے لیے پانچ القاب کو خاص فرمایا ہے، اسی لیے تمام مورخین و اہل سیر نے صحابیاتؓ کے اس قرآنی وآسمانی لقب کا بیان ضروری سمجھا ہے۔

رضی اللہ عنہم کا مفہوم تفاسیر میں یہ ہے: اللہ ان کی اطاعت سے خوش ہو گیا اور صحابہ اپنے اعمال کے اس ثواب پر راضی اور خوش رہے، اللہ نے ان سے جس اجر کا وعدہ فرمایا تھا۔ اللہ نے اپنے نبی کے ذریعے ان کے اعمال و اخلاق اور قربانیوں پر جن انعامات کا وعدہ فرمایا' صحابہؓ و صحابیاتؓ اس پر خوش ہو گئے۔

(زاد المسیر، المائدہ آیت ۱۱۹، السمعانی التوبۃ:۱۰۰، ایسر التفاسیر الجزائری)

ذَاتُ الْهِجْرَتَيْنِ (دو ہجرتوں والی) ذَاتُ السَّفِيْنَةِ (کشتی والی)

کتاب میں آپ پڑھیں گے کہ بعض خواتین کو اللہ نے یہ ہمت دی اور حمیت ایمانی بخشی کہ ابتدائے اسلام کے کڑے وقت میں جب نبی مکرم علیہ السلام کی طرف سے ان کو اجازت ملی

Marfat.com

تو انھوں نے ہجرت حبشہ کی اور ایک طویل عرصہ در بدری کے بعد حبشہ سے مدینہ زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، مشنِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور دیارِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں ٹھہرنے کے لیے مدینہ طیبہ حاضر ہو گئے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دو ہجرتوں والے (ذُو الْهِجْرَتَيْن) لقب سے نوازا، اس شرفِ عظیم میں جو عورتیں شامل رہیں ان کو ذَاتُ الْهِجْرَتَيْن لقب سے نوازا گیا۔ (عجائب الآثار، ام ایمن رضی اللہ عنہا) یہ مقدس سفر سمندر پار ملک حبشہ کے لیے کشتیوں پہ ہوا تھا۔

اس وجہ سے ان قافلے والوں کو أَصْحَابُ السَّفِينَة لقب دیا گیا اور خواتین کو ذَاتُ السَّفِينَة جب کہ الْحَبْشِيَة اور الْبَحرِيَة القاب بھی جاری ہوئے۔

(دلائل النبوۃ، للبیہقی ج ص ۳۴۸، فضائل الصحابہ: ج ۲ ص ۱۵۶)

ملاحظہ: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیسؓ کے ذکر القاب میں ذَاتُ الْهِجْرَتَيْن اور الْبُحْرِيَة لقب کا دلنشیں واقعہ موجود ہے!

باب نمبر 8 میں الْمُهَاجِرَات اور ذَاتُ الْهِجْرَتَيْن (اصحاب السَّفِينَة) کے اسماء گرامی لکھ دیے گئے ہیں اس لقب کا قرآنی بیان گزشتہ صفحات میں لکھا جا چکا ہے۔

اَلْعَالِمَاتُ (علم دین جاننے والیاں) اَلْحَافِظَاتُ:

قرآنِ کریم میں اللہ نے فرمایا: وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُوْن (العنکبوت: ۴۳) ان (مثالوں کو) سمجھتے وہی ہیں جو علم والے ہیں۔ یہ قرآنی لقب ازواجِ مطہراتؓ کو اور ان کے ساتھ ایسی بے شمار صحابیاتؓ کو ملا جن کے علم و فضل سے صحابہؓ و تابعین نے فیض حاصل کیا، چند نام یہ ہیں:

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم و فضل سے کسی کو انکار ہے ہی نہیں۔

☆ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا العالمیہ، ذات الرای معروف تھیں۔

☆ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمرؓ نے پہلے والد گرامی قدر سے اور پھر رسولِ رحمتؐ سے فیض حاصل کیا۔

☆ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت ابی سلمہ! اپنے وقت میں افقہ النسآء تھیں۔

☆ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا بنت نوفل قاریۃ القرآن اور امامۃ النسآء تھیں، ان کے تذکرے میں حضرت سعدہ بنت قمامہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی امامت کا ذکر بھی ہے، جو

Marfat.com

ان خواتین کے العالمات المسلمات ہونے کی بین دلیل ہے۔

☆ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے تذکرہ القاب میں ان چھ صحابیاتؓ کا ذکر ہے، جن میں سے کسی کو پورا قرآنِ کریم اور بعض کو قرآنِ کریم کا بیشتر حصہ یاد تھا۔

☆ خادمات اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے اکثر کا علم و فضل اس لیے دیگر خواتین سے زیادہ تھا کہ ان کو بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کی کثرت کی وجہ سے حصول علم کے مواقع بھی کثرت سے میسر آتے رہتے تھے ان کا ذکر خیر باب نمبر 13 میں ہے۔

Marfat.com

باب:۲

اَزْوَاجُ النَّبِیّ ﷺ

(نبی اکرم ﷺ کی بیویوں کے اجتماعی القاب)

بے مثال شخصیات، پورے عالم سے اللہ کے ایک انتخابِ لاجواب کا نام ازواج نبی ﷺ، حرم نبوت ﷺ اور مادرانِ اُمت ہے، ان کے ذکر سے نہ قرآن خالی، نہ فرامینِ رسول ﷺ اور جب موضوع انسانیت کے بہترین افراد کے القاب وخطابات کا ہو تو سب سے اچھے، انمول اور خیال افروز صفاتی نام بھی ان ہی کے حصے میں آنے چاہئیں۔

یہ بات ان ہی خواتین کے نام کو زیبا ہے:

''جن جیسا نہ کوئی تھا اور نہ ہوگا۔''

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ

Marfat.com

اُمَّھَاتُ الْمُؤْمِنِیْنَ (مومنوں کی ماؤں) کے پندرہ قرآنی القاب

خود خالقِ کائنات نے یہ لقب حضور ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کو دینے کے لیے فرمایا۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُھُمْ

ترجمہ: ''پیغمبر مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور پیغمبروں کی بیویاں عزت واکرام اور بزرگی میں مومنوں کی مائیں ہیں۔

(سورۃ احزاب، آیت نمبر ۶)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبی مکرم علیہ السلام کی مقدس ازواج اس امت کی مائیں ہیں، ان خواتین کو جو ''اُمَّھَاتُ الْمُؤْمِنِیْنَ'' کہا جاتا ہے۔ یہ ان کا آسمانی اور قرآنی لقب ہے۔ اور اس لقب کے احترام کا حکم یہ ہے کہ کوئی شخص نہ سوچے کہ آپ ﷺ کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد کسی مادرِ امت سے نکاح کیا جا سکتا ہے، اس لیے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَنْکِحُوْا اَزْوَاجَہٗ مِنْ بَعْدِہٖ اَبَدًا (الاحزاب ۵۳)

اور آپ ﷺ کی ازواجؓ سے آپ ﷺ کے بعد نکاح نہ کرو! یعنی جیسے حقیقی ماں کا احترام ہے کہ اس سے نکاح نہیں ہو سکتا اسی طرح امہات المومنینؓ سے نکاح جائز نہیں ہے۔ یہ لقب حضورؐ کے زمانے میں معروف تھا حضور ﷺ بھی کسی زوجہؓ کے متعلق صحابہؓ سے کوئی بات کرتے تو فرماتے: اُمُّکُم (تمھاری ماں) (الطبقات الکبریٰ، صفیہؓ)

اَلطَّیِّبَات (پاکیزہ خوعورتیں)، اَلْمُحْصَنَات (حفاظت والیاں)

اَلْغَافِلَاتُ (بھولی بھالیاں)

قرآن کے دیے ہوئے یہ القاب تمام ازواج مطہراتؓ کے ہیں تاہم اس منزل من اللہ

Marfat.com

لقب کی وجہ اور مصداقہ اوّل حضرت اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی ہیں، اس لیے کہ ان کے واقعہ کی وجہ سے سب ازواجِ نبی ﷺ کو یہ اعزاز ملا۔ ایک سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے ساتھ تھیں۔ اس سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوا، وہ تلاش کرنے لگیں تو قافلہ محمدیؐ کے کوچ کا وقت آ گیا اور صحابہؓ نے بے خبری میں ان کا محمل اونٹ پہ یہ سمجھ کے رکھ دیا کہ حضرت اماں جی رضی اللہ عنہا اس میں موجود ہیں، اور قافلہ روانہ ہو گیا، اماں جی پڑاو کی جگہ پہنچیں، تو پریشانی کے عالم میں اسی جگہ موجود رہیں، حضرت مسطحؓ صحابی قافلے سے پیچھے اسی لیے رہتے تھے کہ گری پڑی چیز کو اس کے مالک تک مدینہ پہنچا دیں، چنانچہ انہوں نے حضرت اماں جی رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو اپنا اونٹ قریب بٹھا دیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں اور ان کے اونٹ پر بیٹھ کر مدینہ آ گئیں، بس بات اتنی سی تھی کہ منافقین نے ان پر تہمت لگا دی، جس پر حضور ﷺ صحابہ کرامؓ اور خانوادہ صدیقیؓ پر قیامت ٹوٹ پڑی، کچھ دنوں کے بعد اللہ کے قرآن نے حضرت عائشہؓ، آپ ﷺ کے شوہر نامدار کی اور سب ازواجؓ کی پاکی اور گناہ سے براۃ کا اعلان کیا اور گناہ کے معاملے میں بالکل پاک ذہن اور بھولی بھالی لڑکی ہونے کی گواہی دی۔

(دیکھیے سورۃ النور آیت نمبر ۲۶)

اَلطَّیِّبَات (پاکیزہ) اَلْمُبَرَّاۃُ (گناہ کی تہمت سے بری)

اس واقعہ میں اللہ نے اماں جی کی پاکیزگی کی اس طرح گواہی دی کہ دیگر ازواج نبی ﷺ کو بھی ایک اور لقب مل گیا فرمایا اَلطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ۔ (النور، آیت نمبر ۲۶)

پاک باز عورتیں پاک باز مردوں کے لیے ہیں۔ اس آیت میں الطَّیِّبَات لقب کی سب سے پہلی مصداقہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سب سے اوّلین اَلطَّیِّب مرد سیدنا محمد کریم علیہ الصلوات والتسلیم ہیں۔ آیت کے آخر میں ان سب یعنی حضور ﷺ اور آپ ﷺ کی ازواجؓ کے لیے فرمایا: اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ (یہ لوگ ان کے کہنے کی باتوں سے بری ہیں): اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اَلْمُبَرَّاۃ قرآنی لقب دیا گیا یہ لقب خود اللہ کا انتخاب ہے اس کے ساتھ حضور ﷺ کا طیب ہونا بیان کیا کہ یہ وہ ہیں جن کے پاک بستر کے لیے ایسی خواتین کو چنا گیا جو کلام الٰہی کی زبان میں مُحْصَنَات (حفاظت والیاں) اَلْغَافِلَات (بھولی بھالیاں) ہیں۔

(تفسیر المظہری، سورۃ نور آیت نمبر ۲۳)

Marfat.com

اَلْمُبَشَّرَاتُ بِالْجَنَّةِ: (جنت کی بشارت یافتہ)

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ وہ جنت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں رہیں گی۔ (سیر اعلام النبلاء، ام سلمہ رضی اللہ عنہا ام المومنین)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجؓ میں سے کون جنت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَمَا اِنَّكِ مِنْهُنَّ (تم ضرور ان میں سے ہو)

(سیر اعلام النبلاء، عائشہ رضی اللہ عنہا)

ان ارشادات عالی مرتبت سے اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہراتؓ جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں گی۔

ایک ہی آیت میں نو قرآنی القاب:

ایک دن ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: قرآنِ کریم میں مردوں کا ذکر ہے، ہمارا نہیں، کیا ہمارے اعمال قبول نہیں؟ اس سوال کے جواب میں آیت نازل ہوئی۔ جس میں ان کو اَلْمُسْلِمَاتُ (مسلمان عورتیں) اَلْمُؤْمِنَاتُ (ایمان والی عورتیں) وَالْقَانِتَاتِ (بندگی کرنے والیاں) وَالصّٰدِقَاتِ (سچ بولنے والیاں) اَلصَّابِرَاتِ (صبر کرنے والیاں) اَلْخَاشِعَاتِ (ڈرنے والیاں) اَلصَّائِمَاتِ (روزہ رکھنے والیاں) اَلْحَافِظَاتِ (حفاظت کرنے والیاں) اَلذّٰكِرَاتِ (یاد کرنے والیاں) جیسے ابدی اور موقر القاب سے نواز کر مغفرت اور اجر عظیم کی خوشخبری دی۔ (تفسیر المظہری، الاحزاب، آیت نمبر ۳۳)

اس تفسیر کی روشنی میں اس آیت کے تمام القاب کی اولین مستحق امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مائیں ہیں۔ ان کے بعد ان دیگر مومنات کا درجہ ہے جو عمل میں کوشش کریں گی۔

اَلْمُحْسِنَاتُ (اعمال صالح کرنے والیاں)

جب ازواجؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نفقہ میں بہتری کا مطالبہ کیا تو سورۂ احزاب ۲۸ میں باری تعالیٰ نے فرمایا: اگر تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کو پسند کرلو، تم اَلْمُحْسِنَاتُ ہو جاؤ گی، اور تمہیں اجرِ عظیم ملے گا چنانچہ سب اُمہاتُ المومنینؓ اپنے مطالبہ سے دست بردار ہو کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو کر رہیں اور اَلْمُحْسِنَةُ قرآنی لقب ہر ایک کو مل گیا۔ (تفسیر المظہری، الاحزاب ۳۳)

Marfat.com

اَہْلُ الْبَیْتِ الطَّاہِرَات (حضور ﷺ کے پاک گھر والے)

قرآنِ کریم (سورۃ الاحزاب آیت نمبر۳۳) میں اللہ تعالیٰ نے تمام ازواج مطہراتؓ، آپ ﷺ کی سب بیٹیوں، حضرت علیؓ اور ان کے دونوں صاحبزادوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

(الاحزاب:۲۸)

ترجمہ: اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کر دے تم سے گندی باتیں اپنے نبی کے گھر والو اور پاک کر دے تم کو ایک صفائی کے ساتھ۔

قرآنِ کریم کے اس اندازِ تخاطب اور وعدہ الٰہی کی وجہ سے جملہ اہل بیت (ازواج نبی علیہ السلام کو اور بناتِ حبیب ﷺ کو اَلطَّاھِرَات اور حضرت علیؓ اور ان کے دونوں صاحبزادوں کو اَلطَّاھِرُوْن لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

(تفسیر المنار میں ہے کہ یہ آیت ازواج مطہراتؓ اور ''اہل کساء'' کی طہارت کے بیان میں وارد ہے) ملاحظہ: اہل کساء کا بیان آگے آ رہا ہے۔

اَلطَّاھِر لقب کی مقبولیت:

صحابہؓ اور جملہ صالحین امت اس قرآنی لقب کا استعمال تمام ازواج اور اہل کساء کے لیے ضروری سمجھتے ہیں۔ مثلاً: اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِیْ ذِکْرِ اَزْوَاجِہِ الطَّاھِرَاتِ وَسَرَادِیْدِ الْمُطَھَّرَاتِ (شرح الزرقانی علی المواہب، ج۴ ص۳۵۶) اور اسی آیت کی تفسیر میں تفسیر الالوسی میں الازواج الطاہرات اور المطہرات مذکور ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنَا وَاَھْلُ بَیْتِیْ مُطَھَّرُوْنَ مِنَ الذُّنُوْبِ

''میں اور میرے اہل بیت گناہوں سے پاک کیے گئے ہیں

(سیرت ابن کثیر احادیث فضل نسبہ ﷺ، تفسیر روح المعانی، تفسیر الدر المنثور۔ فتح القدیر الشوکانی الاحزاب:۲۸)

قرآنی لقب اَہْلُ الْبَیْت کا مفہوم:

آپ ﷺ کی بیویاں، بیٹیاں، حضرات حسنینؓ اور آپ ﷺ کے داماد حضرت علیؓ ان تمام کو اہل بیت کہا جاتا ہے۔ (تاج العروس، اہل، شرح الزرقانی، ج۴ ص۳۵۶)

Marfat.com

قرآنِ کریم کے مضامین کی ترتیب واضح کرتی ہے کہ ازواج نبی ﷺ ہی اصل اہلِ بیت نبی ﷺ ہیں اور اہل کساء کو تبعاً شامل کیا گیا۔ مثلاً الاحزاب کی آیت (نمبر ۳۳) میں اَہلُ البیت لقب کا ذکر ہے اس سے دس آیات پہلے (آیت نمبر ۲۳) سے ہی ازواج نبی ﷺ کا ذکر شروع ہے۔ لہٰذا اس سلسلہ آیات کی آخری آیت میں بھی حضور ﷺ کی بیویوں کو ہی اہلُ البَیت کہا گیا ہے اور ان کے ساتھ حضرت علیؓ و فاطمہ رضی اللہ عنہا و حسنینؓ کو تبعاً شامل کیا گیا۔ (اضواء البیان الاحزاب:۳۳)

اَھْلُ الْکِسَاءِ (چادر والے) اور اہل بیت

ایک دن حضرت علیؓ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسنین کریمینؓ آپ کے ساتھ بیٹھے تھے آپ ﷺ نے چاروں عزیزوں پر چادر ڈال دی اور فرمایا: ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِی (یہ میرے گھر والے ہیں) اس واقعہ کی بناء پر اس پورے خاندان کو اَھْلُ الْکِسَاء لقب سے نوازا گیا۔ (آیت تطہیر کی تفسیر التنویر و التحریر اور سورۃ احزاب ۳۳ کی تفسیر روح المعانی میں ہے کہ) یہ خاندان ''اہل کسا'' ہے اسی مذکورہ واقعہ کے بعد ان کو اہل بیت نبوی ﷺ میں شامل کیا گیا۔

خلاصہ کلام:

تمام ازواج و اولاد نبی ﷺ و اصہار نبی ﷺ آیت ہذا کا مصداق بن کر۔

۱۔ اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ سلم ہیں ۲۔ الطّاھر ہیں

۳۔ المُطَھَّرُ ہیں۔

Marfat.com

اَزْوَاجُ النَّبِی الْحَبِیْب ﷺ کو اللہ کا خطاب

سیدنا محمد کریم ﷺ کی بیویوں کو اللہ جل شانہ نے اس طرح خطاب فرمایا۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ط اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا O

(الاحزاب:۳۳)

اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور نہ دکھلاتی پھرو ایسے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں دکھانا دستور تھا اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتی رہو، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں رہو اور اللہ یہی چاہتا ہے کہ وہ دور کر دے تم سے گندی باتیں، اے نبی ﷺ کے گھر والو! اور تم کو پاک کر دے ایک پاکی سے۔

ملاحظہ: یہاں تک اُمّت کی ماؤں کے اجتماعی القاب و ذکر قرآنی کا بیان تھا۔ اس سے آگے ان کے انفرادی اوصاف ہیں۔

Marfat.com

اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

ام ہند خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد نبی کریم ﷺ کے حبالہ زوجیت میں آنے سے پیشتر اپنی بیوگی کے ایام خلوت گزینی میں گزار رہی تھیں۔ وہ اپنا کچھ وقت خانہ کعبہ میں گزارتیں اور اپنی عفت و پاک دامنی کی وجہ سے اَلطَّاھِرَہ لقب سے معروف تھیں۔

(السیرۃ الحلبیۃ باب تزویجہ رضی اللہ عنہا)

خدیجۃ الکبریٰ و خدیجۃ الصُّغریٰ:

حضرت خدیجۃ الصغریٰ بنت اسماء بنت ابی بکر، والد کا نام حضرت زبیر بن العوام عہدِ نبوی ﷺ میں کم عمر تھیں۔ (الاصابہ خدیجۃ بنت الزبیر)

(۲) حضرت زبیرؓ بن عوام کی پھوپھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ اسی خاندان میں حضرت زبیر کی بیٹی کا نام خدیجہ رکھا گیا تو ان کو خدیجۃ الصُّغریٰ کہا گیا۔ (الوافی بالوفیات زبیر بن العوام) یہ اسی طرح ہے جیسے: حضور ﷺ کی بیٹیوں کے نام زینب رضی اللہ عنہا اور رقیہ رضی اللہ عنہا تھے۔ حضرت علیؓ نے اپنی بچیوں کے یہ نام رکھے زینب الصغریٰ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم الصغریٰ رضی اللہ عنہا اور رقیہ الصغریٰ رضی اللہ عنہا۔

(السیرۃ لابن حبان ج ۱ ص ۵۵۳)

جیسا کہ ابتداء میں لکھا گیا ہے کہ عمدہ اوصاف کی بناء پر اچھے القاب کا سلسلہ قبل از اسلام بھی جاری تھا جیسے حضرت ام حکیم البیضاء رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب کو الحصان لقب اس وجہ سے دیا گیا کہ وہ عفیفہ (پاک دامن) تھیں حضور ﷺ کی پھوپھی العفیفۃ اور آپ کی زوجہ خدیجہ طاہرہ معروف ہوئیں تاکہ آپ ﷺ کی پاک دامنی کی شہرت و خاصیت کو استحکام ملے (الزبیری، نسب قریش) عبلۃ قریش

Marfat.com

کی دادی کا نام ہے جس کی وجہ سے قریش کو اَعبلات بھی کہا جاتا ہے۔(تاج العروس۔ ع،ب،ل،م) الغرض: حضور ﷺ کے لیے یہ سب کچھ کیا گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب سرور کائنات ﷺ کے پاکیزہ اخلاق اور ستودہ صفات کا چرچا مکہ کے گھر گھر میں پھیل چکا تھا۔ اس وقت حضور ﷺ کا عنفوان شباب تھا اور آپ ﷺ ساری قوم میں امین کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا الطاہرۃ لقب سے معروف تھیں۔ حضرت خدیجہ کے سلسلہ نکاح کا پیغام حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا بنت منیہ نے دیا اس لیے ان کا لقب اَلسَّفیرۃ الخَاطِبَہ تھا (السیرۃ الحلبیہ باب تزویجہ) (جب حضور ﷺ کا ان سے) نکاح ہوا اور آپ ﷺ کی ملاقات غار حراء میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ہوئی تو وہ اس حیرت انگیز واقعہ سے بے حد متاثر ہوئیں۔ گھر تشریف لائے تو فرمایا: ''زَمِّلُوْنِی زَمِّلُوْنِی'' مجھ پر کپڑا اڑھاؤ، مجھ کو کپڑا اڑھاؤ، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تعمیل ارشاد کی اور پوچھا کہ آپ کہاں تھے میں سخت فکر مند تھی اور کئی آدمیوں کو آپ ﷺ کی تلاش میں بھیج چکی تھی۔ حضور ﷺ نے تمام واقعہ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سامنے من وعن بیان کر دیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ''آپ ﷺ سچ بولتے ہیں، آپ غریبوں کے دستگیر ہیں، مہمان نواز ہیں، صلہ رحمی کا خیال رکھتے ہیں، امانت گزار ہیں اور دکھیوں کے خبر گیر ہیں، اللہ آپ ﷺ کو تنہا نہ چھوڑے گا۔ (زاد المعاد ج۳ ص ۱۷)

سَیِّدَۃُ نِسَاءِ قُرَیْش (قریشی عورتوں کی سردار)

پھر ورقہ بن نوفل اور عداس نامی عالم کے پاس جبریل کے متعلق سوال بھیجا تو انہوں نے جواب دیا۔

قُدُّوْسٌ قُدُّوْسٌ یَا سَیِّدَۃَ نِسَاءِ قُرَیْش !

یہی جواب بحیراء راہب نے آپؓ کو دیا اس سے معلوم ہوا کہ آسمانی کتابوں میں بھی آپ کا یہ لقب منقول تھا۔ (الروض الانف حدیث تزویج رسول اللہ ﷺ)

عَاقِلَۃُ النِّسَاءِ (عقل مند ترین خاتون)

حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے:

''میں جب کفار سے کوئی بات سنتا تھا اور مجھ کو ناگوار معلوم ہوتی تھی تو میں خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہتا۔ وہ اس طرح میری ڈھارس بندھاتی تھیں کہ میرے دل کو تسکین ہو جاتی تھی اور کوئی رنج ایسا

Marfat.com

نہ تھا جو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی باتوں سے آسان اور ہلکا نہ ہو جاتا تھا۔

اسی لیے ان کو عاقلۃ النساء لقب سے نوازا گیا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء خدیجہ رضی اللہ عنہا)

اَلسَّابِقَۃُ الْاُوْلٰی (سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی)

سرورِ عالم ﷺ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عقیدت اور محبت کی یہ کیفیت تھی کہ بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد حضور ﷺ نے جو کچھ فرمایا انہوں نے ہمیشہ اس کی پُر زور تائید و تصدیق کی ۔اسی لیے حضور ﷺ ان کی بے حد تعریف و تحسین فرمایا کرتے تھے اور سب سے پہلے قبولِ اسلام کی وجہ سے سابقۃ الاسلام لقب سے نوازی گئیں۔ (اور وہ قرآنِ کریم کی آیت وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ (الواقعہ:۱۰۔۱۴) کی مصداق تھیں۔

یہ آیات ہرامت کے اولین اہل ایمان اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلدؓ کے بارے میں نازل ہوئی (تفسیر القرطبی الواقعہ۔۱۴) اکثر مفسرین کے نزدیک اس سے مراد وہ اولین اہل ایمان ہیں جو نبی کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے داخلِ ایمان ہوتے ہیں اور اسلام کے وہ فرزندانِ ذی وقار جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! مجھے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اچھی بیوی نہیں ملی وہ اس وقت ایمان لائیں جب سب لوگ کافر تھے، اس نے میری تصدیق کی جب سب نے مجھے جھٹلایا، اس نے اپنا زر و مال مجھ پر قربان کر دیا، جب دوسروں نے مجھے محروم رکھا اور اللہ نے اس کے بطن سے مجھے اولاد دی۔ (سیر اعلام النبلاء خدیجہ رضی اللہ عنہا) اس حدیث سے ان کے السابقۃ الاولی لقب کی تصدیق ہوتی ہے۔

اَلْمُبَشَّرَۃُ بِالْجَنَّۃ (جنتی ہونے کی بشارت یافتہ)

یہ تو ان کی ابتدائے اسلام کی کیفیت تھی جس کا بیان قرآن میں آیا، اب انتہائے زیست کا حال سنیئے کہ اس شان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئیں کہ آقائے دو عالم ﷺ نے ان کے لیے ایک عظیم جنتی محل کی خوشخبری سنائی جس میں ان کے ساتھ حضور ﷺ بھی ہوں گے۔ اس سعادت کی بناء پر ان کو اَلْمُبَشَّرَۃُ بِالْجَنَّۃ صحابیاتؓ میں شمار کیا جاتا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء، عائشہ رضی اللہ عنہا، خدیجہ رضی اللہ عنہا)

Marfat.com

2- ان کا شمار عَجَائِزُ الْجَنَّةِ (معمر جنتی خواتین) لقب والی مسلمات میں ہے۔

(الوافی بالوفیات ۲۳۹/۱۱)

3- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایک دن پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ میرے بچے (طیب و طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا مقام اب مرنے کے بعد کہاں ہے؟ آپ نے جواباً یہ آیت پڑھی وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ (الطور:۲۱)

جن اہل ایمان کی اولاد ایمان میں اپنے (ایمان والے ماں باپ کی) اتباع کریں گی ہم ان کی اولاد کو جنت میں (ان کے والدین سے) ملا دیں گے۔

(تفسیر ابن کثیر و مظہری آیت ہذا)

یہ تمام حقائق سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے آخری لقب اَلْمُبَشَّرَةُ بِالْجَنَّة کی تصدیق کرتے ہیں۔

Marfat.com

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْن حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بنتِ زمعہ

نام سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ بن قیس۔

ماں کا نام سموس بنت قیس تھا جو انصار کے خاندان بنو نجار سے تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو نہایت صالح طبیعت عطا کی تھی، جب رسولِ کریم ﷺ نے دعوتِ حق کا آغاز کیا تو انہوں نے فوراً اس پر لبیک کہا۔

اس لیے وہ اَلسَّابِقَۃُ الْاِسْلَام لقب سے نوازی گئیں۔

مُهَاجِرَة ذَاتُ الْهِجْرَتَيْنِ (دو ہجرتوں والی) اَرْمِلَةُ الْمُهَاجِرَة

ان کے سعید الفطرت شوہر نے بھی ان کے ساتھ اسلام قبول کر لیا۔ حبشہ کی دوسری ہجرت میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سکرانؓ بھی دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ حبش کی طرف ہجرت کر گئے۔ کئی برس رہ کر مکہ واپس لوٹے، جہاں چند دن بعد حضرت سکرانؓ نے وفات پائی اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں اس لیے ان کو اَرملۃُ المُھاجِرۃ لقب سے خاص کیا گیا۔

(مشاہیر النساء المُسلِمات: ج ا، ص ۸)

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ (مؤمنوں کی ماں)

یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا دنیا سے رخصت ہو چکیں (اور نبی علیہ السلام بچوں کی تعلیم و ترتیب کے لیے پریشان رہتے تھے، حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اجازت ہو تو آپ ﷺ کے نکاح کی بات چلاؤں؟ آپ ﷺ نے اجازت دی اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ ﷺ سے ہوا اور وہ قرآنی آیت کے مطابق امت کی ماں بن گئیں۔

طَاهِرَةُ الْقُلُوبِ (پاکیزہ دل خواتین)

ایک دن حضرت سودہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لیے جنگل کی طرف جا رہی تھیں کہ راستے

Marfat.com

میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مل گئے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا قد بلند و بالا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں پہچان لیا اور کہا "سودہ رضی اللہ عنہا تم کو ہم نے پہچان لیا" حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ سخت ناگوار گزرا اور انہوں نے رسولِ کریم ﷺ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ اس واقعہ کے بعد آیت حجاب نازل ہوئی اور تمام خواتین پردہ کی پابند ہوگئیں۔

(بخاری خروج النساء الی البراز)

آیت حجاب یہ ہے: وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ

(الاحزاب ۵۳)

اور جب تم ان (ازواج النبی ﷺ) سے کچھ مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔

اسی آیت میں پردہ کا فائدہ یہ بتایا گیا: ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ

(الاحزاب ۵۳) (یہ تم صحابہؓ اور ازواج رضی اللہ عنہم کے دلوں کی پاکی کا ذریعہ ہے

سب جانتے ہیں کہ سب اُمّھات المؤمنین پردے کی پابند تھیں اس لیے وہ طاہر القلوب (پاکیزہ دل) صحابیاتؓ میں سے ہیں۔

اَلْمُحْسِنَةُ (اچھائی کرنے والی)

چوں کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا سن زیادہ ہو چکا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ابھی نوعمر تھیں اس لیے انہوں نے اپنی باری بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی جو انہوں نے خوشی سے قبول کر لی اسی قسم کے حالات کے لیے۔ (سورۃ النساء آیت نمبر ۱۲۸) اتری (الصحیح المسند، اسباب النزول ج۱، ص۸) پر اس آیت کے شان نزول میں لکھا ہے کہ یہ آیت وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا (النساء:۱۲۸) حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے اس مذکورہ اقدام پہ نازل ہوئی اور آیت میں موجود اِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا کے الفاظ حضرت نبی ﷺ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہیں۔ وہی اَلْمُحْسِنَةُ اور اَلْمُتَّقِيَّةُ ہیں۔

اور بعض دیگر صحابیاتؓ نے بھی اپنے شوہروں سے یہی درخواست کی اس لیے شان نزول میں ان کا بھی نام ہے۔ فرق یہ ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے یہ مطالبہ اس لیے کیا کہ حضور ﷺ کی شان کے مطابق ان سے خدمت نہیں ہو رہی تھی اور دیگر نے باہمی اختلاف کی وجہ سے ایسا مطالبہ کیا۔

Marfat.com

سورۃ النساء کی آیت الصلح:

سورۃ النساء آیت نمبر ۱۲۸ کا مفہوم خیز ترجمہ یہ ہے۔

ترجمہ: اور اگر کسی عورت کو (قرآئن سے) اپنے شوہر سے غالب احتمال بے رخی کا ہو سو (ایسی حالت میں) دونوں کو اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ دونوں باہم ایک خاص طور پر صلح کر لیں، (یعنی عورت اگر ایسے شوہر کے پاس رہنا چاہے جو پورے حقوق ادا کرنا نہیں چاہتا اور اس لیے اس کو چھوڑنا چاہتا ہے تو عورت کو جائز ہے کہ اپنے کچھ حقوق چھوڑ دے: مثلاً نان نفقہ معاف کر دے، یا مقدار کم کر دے اور اپنی باری معاف کر دے تا کہ وہ چھوڑے نہیں اور شوہر کو بھی جائز ہے کہ اس معافی کو قبول کر لے) اور (نزاع یا فراق سے تو) یہ صلح (ہی) بہتر ہے اور (ایسی صلح ہو جانا کچھ بعید نہیں کیوں کہ) نفوس کو (طبعًا) حرص کے ساتھ اقتران (واتصال) ہوتا ہے (جب اس کی حرص پوری ہو جاتی ہے راضی ہو جاتا ہے، پس شوہر جب دیکھے گا کہ میری مالی اور جانی آزادی میں جس کی کہ طبعی حرص ہے کچھ خلل نہیں آتا اور مفت میں عورت ملتی ہے تو وہ غالباً نکاح میں رکھنے پر راضی ہو جائے گا اور عورت کی حرص نکاح میں رہنے پر خواہ کسی وجہ سے ہو ظاہر ہے کہ سبب اصلی ہے صلح کا پس جانبین کی خاص خاص حرص نے اس صلح کی تکمیل کر دی) اور (اے مردو) اگر تم (خود عورتوں کے ساتھ) اچھا برتاؤ رکھو (اور ان سے حقوق معاف کرانے کے خواہاں نہ ہو) اور ان کے ساتھ (کج ادائی اور بے رخی کرنے سے) احتیاط رکھو تو (تم کو بڑا ثواب ملے کیوں کہ) بلاشبہ حق تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں (اور اعمال نیک پر ثواب دیا کرتے ہیں)

آیت الصّلح کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا موقف:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جن کی علم تفسیر پر گہری نظر تھی، انہوں نے اس آیت کو عام خواتین کے مسائل کے حل پر محمول کیا ہے۔

ان کا یہ بیان اس مسئلہ کا حل بھی ہے کہ ایک آیت کے مختلف شان نزول ہوں تو موقف کیا ہونا چاہیے؟ اس کے حل کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جامع شان نزول بیان فرمایا کہ: آیت اسی شخص سے متعلق ہے جو اپنی بیوی کی جگہ دوسری لانا چاہتا ہو اور اس کی بیوی کہے کہ بس مجھے خرچ دیتے رہو اور نکاح کر سکتے ہو، تو کر لو خرچ اور باری میں میرا مطالبہ عدل کا نہیں جیسے حضرت

Marfat.com

سودہ رضی اللہ عنہا نے کیا۔ (سورۃ النساء ۱۲۸ تفسیر نیشاپوری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ انداز واضح کر رہا ہے کہ ایک آیت کے شانِ نزول میں ناموں کا مختلف ہونا کوئی بعید بھی نہیں ہے اور یہ ایسا اختلاف نہیں کہ اس کی وجہ سے آیت کے مفہوم میں فرق آئے اور یہ کہ ایک قرآنی آیت کے نزول کے لیے کئی واقعات کا ظہور ممکن ہے۔

ملاحظہ: آیت کے آخر میں فرمایا گیا: وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (النساء:۱۲۸)

اگر تم بھلائی کرو اور اللہ سے ڈرو، اللہ تمھارے عمل سے خوب باخبر ہے۔

حضرت سودہ نے سراسر بھلا کام کیا تھا کہ اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دی اور طلاق نہ لی، حضور ﷺ نے بھی اس کو اچھا قرار دیا اس لیے اس آیت پر عمل کرنے والے اَلْمُحْسِن حضور ﷺ اور اَلْمُحْسِنَہ (نیکی کرنے والی) حضرت سودہؓ ہیں۔ ملاحظہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے طرزِ تفسیر سے یہ اعتراض بھی نہیں رہتا کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ سے نشوز و اعراض کا خدشہ تھا یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بقول آیت کا مصداق ہر وہ عورت اور مرد ہیں جو آپس میں کسی اصول پر متفق ہو جائیں تو وہ کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ جبکہ حضور ﷺ تو نشوز (کج ادائی) اور اعراض (لاپرواہی) سے پاک ہیں۔ اس پر پوری امت کا اتفاق ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے۔

''میں نے کسی عورت کو جذبہ رقابت سے خالی نہ دیکھا سوائے سودہ رضی اللہ عنہا کے۔''

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اتنے پاکیزہ اخلاق کی حامل تھیں کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''سوائے سودہ رضی اللہ عنہا کے کسی کو دیکھ کر میرے دل میں یہ خواہش پیدا نہ ہوئی کہ اس کے جسم میں میری روح ہوتی۔'' (الاصابہ سودہ بنت زمعہ)

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ۲۲ ہجری میں وفات پائی۔

Marfat.com

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

سلسلۂ نسب یہ ہے:

عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر صدیقؓ بن ابی قحافہؓ بن عامر بن عمرو بن کعب، والدہ کا نام ام رومان رضی اللہ عنہا بنت عامر۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتخاب بھی اللہ کی طرف سے بذریعہ وحی ہوا کہ وہ زوجۃُ النبی ﷺ کہلائیں۔ ان سے امت کی اصلاح کا جو کام اللہ نے لیا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اَلنَّبِیّ الْاُمِّی الْمُعَلِّمْ جس قوم کے روحانی باپ ہوں اس امت کی روحانی ماں اتنی خوبیوں والی ہونی چاہیے تھی جتنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں پائی جاتی ہیں۔

اب چند صفحات اس عظیم ہستی کی شان میں اترنے والی آیات اور اس کو ملنے والے القاب کے مطالعہ کے لیے لکھے جاتے ہیں جنہیں بجا طور پر مادرِ امت کہا جا سکتا ہے۔

السَّابِقَةُ اِلَی الْاِسْلَام (قبولِ اسلام میں پہل کرنے والی)
اَلْمُهَاجِرَةُ (ہجرت والی) اُمُّ الْمُؤْمِنِیْن (مومنوں کی ماں)

جملہ اہل سیر متفق ہیں کہ خانوادہ صدیقیؓ کی سب خواتین السَّابِقَاتُ اِلَی الْاِسْلَام ہیں یہ قرآنی لقب سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۰۰ کے مصداق صحابہ وصحابیاتؓ کو ملتا تھا۔ ایک یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہجرت سے تین سال (یا بروایت دیگر ایک سال) قبل ماہ شوال میں رسولِ کریم ﷺ کے حبالۂ نکاح میں آ گئیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود نکاح پڑھایا پانچ صد درہم حق مہر مقرر ہوا۔ اور اُمّ المؤمنین لقب سے نوازی گئیں، یہ لقب بھی قرآنی ہے۔

سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی والدہ کے ساتھ ہجرت کی اور اَلْمُهَاجِرَة قرآنی لقب پایا (حیاۃ الصحابہؓ ہجرۃ النساء) یہ تینوں القاب سابقۃ الاسلام، المهاجرۃ اور اُمُّ الْمُؤْمِنِیْن بڑی عظمت کے نشان ہیں۔

Marfat.com

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْن (اہلِ ایمان کی روحانی ماں) حُمَیْرَاء (گوری رنگت والی)

یہ لقب اُمُّ الْمُؤْمِنِیْن سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لیے اختیار کیا گیا اگر چہ سب سے پہلی اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا ہیں تاہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سمیت سب ازواج مطہراتؓ کے لیے استعمال ہونے لگا۔ (معجم الالقاب والاسماء اُمّ المومنین) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سفید رنگ کی وجہ سے یَا حُمَیْرَاء کہہ دیا کرتے تھے۔

(تہذیب الکمال ۹/۴۲۰)

اَلْحَنِیْفَة (ہر طرف سے یکسو)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا گھر گہوارۂ اسلام تھا، اس لیے یہاں آنکھ کھولنے والی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پیدائشی مسلمان تھیں، وہ خود بیان کرتی ہیں کہ ”جب میں نے اپنے والدین کو پہچانا انہیں مسلمان پایا، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر روزِ اوّل سے کفر وشرک کا سایہ تک نہ پڑا۔ اس قسم کے صحابی کو اَلْحَنِیْفُ اور صحابیہؓ کو اَلْحَنِیْفَة لقب سے یاد کیا جاتا ہے، قرآنِ کریم نے یہ لقب حضرت ابراہیمؑ کو اس طرح دیا: وَ لٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا (ال عمران ٦٧) اور ابراہیمؑ سب (مذاہب سے دور) یکسو مسلمان تھے۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کفر، شرک، یہودیت اور نصرانیت سے بچے رہنے اور قبولِ اسلام میں لیت ولعل نہ کرنے والوں کو یہ ابراہیمی لقب دیا جاتا تھا۔ (سیرۃ ابن کثیر ج ۳ ص ۱۰۴۵)

اَلْمُؤْمِنَة (ایمان والی) اَلْمُبَرَّاَةُ (تہمت سے بری)

منافقین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق نازیبا الفاظ کہے اور ان پر تہمت لگائی کہ وہ پاک دامن نہیں ہیں اس واقعہ کی وجہ سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قدرتاً تشویش ہوئی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی ناحق کی بدنامی کے صدمے سے بیمار ہو گئیں۔ اس وقت غیرتِ الٰہی جوش میں آئی اور آیۃ براءۃ نازل ہوئی۔

لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّ قَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ (سورۃ نور ۱۲)

یعنی ”جب تم نے یہ سنا تو تم نے مومن مردوں اور عورتوں کی نسبت نیک گمان کیوں نہیں کیا اور کیوں نہ کہا یہ صریح تہمت ہے“۔

Marfat.com

اس آیت براءت کے نزول کی وجہ سے ان کو اَلْمُبَرَّاۃُ اور اَلطَّیِّبَۃ القاب دیے گئے۔

(اسد الغابہ الاصابۃ، حلیۃ الاولیاء)

اس آیت میں اَلْمُؤْمِنَۃ قرآنی خطاب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔

حَبِیْبَۃُ رَسُوْلِ اللہ (اللہ کے رسول ﷺ کی محبوبہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے طلبِ علم، عمل صالح، الحب فی اللہ اور عشقِ رسالت ﷺ کی وجہ سے سید الانام ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بے حد محبوب تھیں۔

حضور ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

''اے باری تعالیٰ (یوں تو میں سب بیویوں سے برابر کا سلوک کرتا ہوں) یہ تو وہ ہے جو میرے اختیار میں ہے اور جو میرے اختیار سے باہر ہے (کہ دل کا میلان کس طرف زیادہ ہے) تو اسے آپ بہتر جانتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، الاحزاب ۵۱)

آپ ﷺ سے پوچھا گیا: آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا۔

(معرفۃ السنن حدیث نمبر ۱۴۵۱۱، ۱۴۵۱۳)

اس قسم کے فرامین اور آپ ﷺ کے اظہار محبت کی بناء پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حَبِیْبَۃُ رَسُوْلِ اللہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

(سنن الترمذی: ۳۸۸۸، المستدرک علی الصحیحین، حدیث ۵۶۸۴)

متعدد روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی زبانوں پر یہ لقب عام استعمال ہوتا تھا۔

(السنن الکبریٰ ۴۴۵۰)

الصِّدِّیْقَۃُ رَضِیَ اللہ عنہا بنتُ الصِّدِّیق
(حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی صدیقہ رضی اللہ عنہا)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مجالس سے حدیث رسول ﷺ کے پھول حاصل کرنے والے عظیم تابعی حضرت مسروق رحمۃ اللہ عنہ اس طرح حدیث بیان کرتے: حدثتنی الصِّدِّیقَۃ بنتُ الصِّدِّیق، حَبِیْبَۃُ حَبِیْبِ اللہِ۔ المبرّاۃ مِنَ اللہ۔ (السنن الکبریٰ ۴۴۵۰)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے الصِّدِّیق لقب کی چند وجوہات ہیں۔

۱۔ سب سے پہلے ایمان وتصدیق نبوت۔

Marfat.com

۲۔ واقعہ معراج کی بلا خوف تردید تصدیق۔

۳۔ اور آسمانی باتوں کی تصدیق ہے۔ یہ تینوں صفات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں پائی جاتی ہیں، اسی لیے تابعین رحمۃ اللہ علیہم میں ان کا یہ لقب منقول تھا، جو صحابہ کرامؓ کی مبارک زبانوں پہ جاری تھا۔ حضرت مریم علیہا السلام کی برأت اللہ نے اپنے کلام میں نازل فرمائی اور سورۃ المائدہ کی آیت ۷۵ میں ان کو صدّیقہ لقب سے نوازا جب اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کے لیے کلام اترا تو ان کو اسی قرآنی لقب اَلْمُبَرَّاۃُ سے یاد کیا جاتا ہے۔

اَلْعَتِيْقَةُ بِنْتُ الْعَتِيْق (جہنم سے محفوظ باپ کی بیٹی) اَلْغَازِيَة

حِلیۃ الاولیاء میں ان کا ایک لقب العتیقۃ (جہنم سے آزاد) لکھا ہے وہ بھی ان کے والد کی طرف نسبت کرتے ہوئے یوں لکھا ہے۔

اَلْعَتِيْقَةُ بِنْتُ الْعَتِيْق۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں فرمایا: اَنْتَ عَتِيْقٌ مِّنَ النَّارِ (تم جہنم سے آزاد ہو) اور آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جہنم سے بری قرار دیا (سیر اعلام النبلاء، عائشہ بنت الصدیقؓ) باپ، بیٹی کی ان مشترکہ فضائل کی بناء پر صاحب حلیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اَلْعَتِيْقَةُ بِنْتُ الْعَتِيْق لقب سے یاد کیا ہے۔ یارِ غار ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرح وہ بھی حضور ﷺ کے ساتھ غزوہ بنی مصطلق اور غزوہ احد میں حضور ﷺ کے ساتھ تھیں اس لیے ان کا شمار اَلْغَازِيَاتُ لقب والی صحابیاتؓ میں شمار ہوتا ہے۔

(السیرۃ الحلبیہ ۳۷۸/۲)

اَعْلَمُ النَّاس (سب سے بڑی عالمہ) خَطِيْبَةُ النِّسَاء (عورتوں میں بڑی خطیبہ)

آنکھ کھولی تو گھر میں علم و عمل کی باتیں ان کی طبعی پاکیزگی کے لیے کافی تھیں اس کے بعد جب وہ اولین و آخرین کے سب سے بڑے علم والے (ﷺ) کے گھر میں آئیں تو بڑا فیض ملا۔ ان سے ۲۲۱۰ (دو ہزار دو سو دس) حدیثیں مروی ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ احکامِ شرعیہ کا ایک چوتھائی حصہ حضرت عائشہؓ سے منقول ہے۔

بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرامؓ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ہر قسم کے مسائل پوچھا کرتے تھے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو کوئی مشکل ایسی پیش نہ آئی جس کا علم

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس نہ ہو۔ یعنی ہر مسئلہ کے متعلق انہیں سرورِ کائنات ﷺ کا اسوہ معلوم تھا۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ کا قول ہے کہ قرآن، حدیث فقہ، تاریخ اور علم الانساب میں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر میں نے کسی کو نہیں دیکھا احنفؒ بن قیس اور موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بن طلحہ کا قول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر میں نے کسی کو فصیح اللسان نہیں دیکھا۔

(فضائل الصحابۃ آیت نمبر ۱۶۴۰)

عرب وعجم کی روحانی اولاد اس مادرِ علمی سے ایک عرصہ تک مستفید ہوتی رہی اور اماں جی رضی اللہ عنہا اپنے حافظہ، استحضارِ علمی اور مشاہدات حیات نبوی ﷺ کی مدد سے فصیحانہ انداز میں علوم نبوت تقسیم کرتی تھیں، حضرت معاویہؓ کا قول ہے کہ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ بلیغ، زیادہ فصیح اور زیادہ تیز فہم کوئی خطیب نہیں دیکھا۔ (سبل الہدیٰ ج ۱۱ ص ۱۷۹)

آپ کے درِ اقدس کی جبیں سائی کرنے والے صحابہؓ و تابعینؒ آسمانی علوم کے ساتھ آپ ﷺ کی خطیبانہ طرزِ گفتگو سے بھی حصہ لیتے تھے۔

ان خوبیوں کی وجہ سے ان کو اَعْلَمُ النَّاس ''سب سے بڑی عالمہ'' (تہذیب الکمال ج ۲۰ ص ۱۷) اور اَفْصَحُ النَّاس سب سے بڑی خطیبہ القاب دیے گئے۔

(سیر اعلام النبلاء، عائشہ بنت الصدیقؓ)

مُحْسِنَۃ و مُعَلِّمَۃُ الْاُمَّۃ (امت محمدیہ ﷺ کی محسنہ معلمہ)

اُمّ المؤمنین ہونے کے ناطے پوری امت ان کی مرہونِ احسان ہے اہل سیر کے نزدیک علمی کمالات، دینی خدمات اور سرورِ عالم ﷺ کی تعلیمات وارشادات کے نشر واشاعت کے اعتبار سے صدیقہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کا کوئی حریف نہیں ہوسکتا اگر انہیں ''محسنہ امت'' کہا جائے تو اس میں مطلق کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ وہ خود فرماتی ہیں کہ میری برأت میں قرآن نہ اترتا تو امت ہلاک ہو جاتی۔

(سیر اعلام النبلاء، عائشہ رضی اللہ عنہا)

علم دین کا ایک بڑا حصہ امت تک پہنچانے کی بناء پر معلمۃ الامۃ ان کا لقبِ خاص ہے۔

(نساء حول رسول اللہ ﷺ)

Marfat.com

اَحْسَنُ الرَّأیِ، اَفْقَهُ النِّسَاء (عورتوں میں سب سے زیادہ دینی مسائل جاننے والی)

اصحابؓ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں فقہاء کو ایک خاص درجہ وفضیلت حاصل تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی فقیہہ تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو حدیث روایت کرتیں اکثر اس کا پس منظر اور اسباب وعلل بھی بیان کر دیتیں۔ وہ ناسخ منسوخ، راجح، مرجوح، روایات کو خوب جانتی تھیں۔

کتاب وسنت کی جو توجیہ آپؓ کرتیں اسے باور کرنے کے لیے دور از کار تاویلوں کی ضرورت نہ پڑتی تھی اس لیے کہ وہ افقہ النساء (سب سے بڑی فقیہہ تھیں) صحابہؓ وتابعین رحمۃ اللہ علیہم سب کی زبانوں پر یہ لقب جاری تھا اور اکثر اہل سیر نے احسن الرّای (سب سے اچھی رائے والی) لقب کا ذکر بھی کیا ہے۔

(اسد الغابہ عائشہ رضی اللہ عنہا بنت الصدیقؓ)

اَجْوَدُ النَّاس (عورتوں میں سب سے بڑھ کر سخی) اَلطَّبِيبَةُ (دواء دینے والی)

ابتدائے اسلام میں کس مپرسی کا عالم تھا اس کے باوجود جو ملتا اسے صدقہ کرنے میں دیر نہ لگاتیں وہ بے حد فیاض، مہمان نواز اور غریب پرور تھیں۔ ایک بار حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان کو ایک لاکھ درہم بھیجے۔ انہوں نے یہ رقم اسی وقت غریبوں، مسکینوں میں تقسیم کر دی۔ اس دن روزے سے تھیں شام ہوئی تو خادمہ نے کہا ''اُمّ المؤمنین! کیا اچھا ہوتا اگر آپ نے اس رقم سے کچھ گوشت ہی خرید لیا ہوتا۔'' فرمایا ''تم نے یاد دلایا ہوتا'' (حلیہ الاولیاء، عائشہ رضی اللہ عنہا) ایسے واقعات کی وجہ سے بقول حضرت علیؓ ان کو اَطْوَ النَّاسِ (نیکی کے ہر کام میں اول) لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

(سیر اعلام النبلاء، الزبیر بن العوامؓ)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ان کو اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکرؓ کو عورتوں میں سَخِيَّةُ النَّفْسِ اور اَجْوَدُ النَّاسِ لقب سے متعارف کرواتے تھے۔

(سیر اعلام النبلاء اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکرؓ)

ایام حج میں ان کا خیمہ کوہ حرا اور ثبیر کے درمیان نصب ہوتا، وہاں حلقہ درس قائم کرتیں اور

Marfat.com

تشنگانِ علم جوق در جوق ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مسائل پوچھتے اور فیض یاب ہوتے تھے۔ وہ الطبیبۃ صحابیاتؓ میں سے تھیں ان سے کسی نے پوچھا: آپ نے علم دین حضور ﷺ سے سیکھا، علم الانساب والد گرامی سے مل گیا، شعر و شاعری بھی خاندانی خاصہ ہے۔ لیکن علم طب آپ کیسے جان گئیں؟ فرمانے لگیں: جب حضور ﷺ بیمار تھے تو بڑے بڑے طبیب آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ ان کی باتوں کو میں بڑے غور سے سنتی اور دواؤں کو یاد کر لیتی تھی اس سے مجھے یہ علم حاصل ہو گیا۔ (الاصابۃ استدراک عائشۃ علی الصحابۃؓ)

اَلْمُبَشَّرَۃُ بِالْجَنَّۃِ (جنت کی بشارت پانے والی)

1- عام صحابہؓ و صحابیاتؓ کے ساتھ ان کو بار ہا دار النعیم کا مژدہ ملا، اس کے ساتھ بطور خاص حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے (حضرت) عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہتھیلی کی سفیدی کو جنت میں دیکھا۔ (سیرۃ ابن کثیر، باب کیفیۃ احتضارِ وفاتہ)

2- ان کی چوکھٹ پہ لاتعداد مسلمانوں کو خلد بریں کے پروانے ملتے تھے اور ان کا گھر ریاض الجنۃ کا حصہ تھا، اب بھی وہ مکان رشکِ بہشت ہے تو اس گھر کی ملکہ کو کتنی بار جنت کی بشارت ملی ہو گی؟

3- حضرت عروہ بن زبیر بن العوامؓ حواری رسول ﷺ تو بطور فخر کہا کرتے تھے کہ میری خالہ عَجَائِزُ الْجَنَّۃِ (یعنی جنت کی معمر خواتین) لقب رکھنے والی خواتین میں سے ہیں۔

(السیرۃ الحلبیۃ باب بنیان الکعبۃ)

بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے تمام ازواجِ نبی ﷺ کو جب بہشتی ہونے کی خبر ملی کہ حضرت صدیقہ کائناتؓ کو کس قدر نوازا گیا ہو گا کہ وہ تو محبوبہ رسول ﷺ ہیں۔

ان حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان صحابیاتؓ میں سے ہیں جن کو بطور خاص اَلْمُبَشَّرَۃُ بِالْجَنَّۃِ لقب سے نوازا گیا۔

۱۷ رمضان ۵۸ھ (۱۳ جون ۶۷۸ء) کو نماز وتر کے بعد شب کے وقت وفات پائی۔ جنازہ میں اتنا ہجوم تھا کہ اس سے پہلے رات کے وقت کبھی نہ دیکھا گیا تھا۔ نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور وصیت کے مطابق جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

Marfat.com

اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمرؓ العدویہ

سلسلہ نسب اس طرح ہے:

حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ۔ آپ بڑی خوش قسمت خاتون تھیں، آیئے! ان کے قرآنی اور آسمانی مراتب کو دیکھیں اور ان کو ملنے والے القاب و خطابات پر طائرانہ نظر ڈالیں!

جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوگئیں اور ان کی عدت کا زمانہ پورا ہو گیا، تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ان کے نکاحِ ثانی کی فکر ہوئی۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحابؒ میں لکھا ہے کہ ''حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سابق الاسلام، المھاجرۃ '' قرآنی القاب سے مزین مومنہ تھیں'' ان کے جیون ساتھی کا انتخاب بھی منجاب اللہ ہونا تھا، لیکن عالم اسباب میں ایسا ہوا کہ ان کے والد نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لینے کے لیے کہا، وہ خاموش رہے۔

وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ (اسی زمانے میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ کا انتقال ہوا تھا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنی لختِ جگر سے نکاح کر لینے کے لیے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں ابھی نکاح نہیں کرنا چاہتا۔'' (الاستیعاب، حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر رضی اللہ عنہ)

اُمّ المؤمنینؓ اور حضرت عثمان ذُوالنُّورینؓ:

حضور ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی اس شخص سے ہو گی جو عثمان رضی اللہ عنہ سے بہتر ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح اس سے ہوگا، جو حفصہ رضی اللہ عنہا سے بہتر ہے۔''

اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا اور اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ اس طرح وہ (حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا) اُمّ المؤمنین لقب سے ملقب ہوگئیں۔ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے نکاح کے طفیل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین کے ذی وقار لقب کے مالک بن گئے۔

Marfat.com

اَلْمَرْاَۃُ الْقُرْآنِیَّۃ :

دیگر ازواج نبی ﷺ کے تذکرہ قرآن میں ان کا بھی مکمل حصہ ہے اس کے ساتھ ان کو ایک عزت یہ ملی کہ خاص آیات اتریں جن کا پس منظر ان کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔

سورۃ تحریم کی ابتدائی آیات کے نزول کے متعلق دو واقعات تفاسیر میں لکھے ہیں دونوں کے پس منظر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و حفصہ رضی اللہ عنہا کے نام ہیں۔ ایک دفعہ رسولِ کریم ﷺ کو اُمّ المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کے ہاں معمول سے زیادہ دیر ہو گئی کیوں کہ حضور ﷺ وہاں شہد کھانے میں مشغول رہے جو کسی نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ہدیہ بھیجا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بمقتضائے فطرت رشک پیدا ہوا۔ ان میں اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا میں بہنا پا تھا چنانچہ وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں، صورتِ واقعہ بیان کی اور کہا: جب رسولِ کریم ﷺ تمہارے پاس تشریف لائیں تو ان سے یہ کہنا: ''یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ (کیوں کہ مغافیر کی بو اچھی نہیں ہوتی اس لیے آئندہ آپ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد کھانے سے پرہیز کریں گے)

آپ ﷺ نے اس سوال پر شہد نہ کھانے کی قسم کھا لی تو اللہ نے اس قسم کے توڑنے کا حکم صادر فرمایا۔

2- دوسرا واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی باندی حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے اس دن میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں خلوت فرمائی جس روز حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی باری تھی، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو رشک بھرا غصہ آیا۔ حضور ﷺ نے جب ان کو ناراض دیکھا تو فرمایا میں کبھی بھی ماریہ رضی اللہ عنہا سے تعلق نہ رکھوں گا۔ لیکن تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتائے بغیر نہ رہ سکیں راز فاش کر دیا، ادھر وحی نازل ہوئی اور یہ آیت نازل فرمائی جس میں اس قسم کو پورا کرنے سے منع فرما دیا۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ

(سورۃ تحریم:۱)

یعنی ''اے نبی تم اپنی بیویوں کی رضامندی کے لیے جو چیز خدا نے حلال کی ہے اس کو اپنے اوپر کیوں حرام کرتے ہو۔'' (تفسیر البغوی ۱۶۲/۸)

Marfat.com

اَلسِّتْرُ الرَّفِیْعُ (بلند مرتبہ ور از دان)

شہد نہ کھانے یا حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا قبطیہ کے پاس نہ جانے کی قسم کا تذکرہ آپ ﷺ نے صرف حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کیا تھا جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا (التحریم آیت نمبر ۳) ''جب نبی ﷺ اپنی زوجہ کو ایک راز کی بات کہی'' اس آیت میں صَاحِبَۃ سِرّ رَسُوْلِ اللّٰہ (راز دانِ رسول ﷺ) حضرت حفصہ ہیں، ان ہی کی خوشی کے لیے آپ ﷺ نے حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے نہ ملنے کا عہد فرمایا، جس کا ذکر سورۃ تحریم کی پہلی دو آیتوں میں ہے۔ (تفسیر الدر المنثور سورۃ التحریم)

اس عظیم رازدانی کی بناء پر حضرت حفصہ کو صَاحِبَۃ سِرّ رَسُوْلِ اللّٰہ ﷺ لقب دیا گیا۔ (مشاہیر النساء المسلمات) اسی بناء پر ان کو السّتر الرفیع (بلند مرتبہ رازوں والی) کہا جاتا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء، حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمرؓ)

صَوَّامَۃٌ (روزے دار) قَوَّامَۃٌ (شب زندہ دار)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی عبادت وریاضت پر اللہ نے اسی دنیا میں مہر قبول اس انداز سے لگائی کہ ان کو دو القاب لسان نبوی ﷺ سے ملے اور تیسرے لقب کی تصدیق بھی ہوگئی ایک دن آپ ﷺ نے ان کو طلاقِ رجعی دے دی، سیدنا جبریل علیہ السلام آسمانوں سے اترے، خدمتِ نبوی ﷺ میں اللہ کا کلام پیش کیا: (یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ : سورۃ الطلاق :۱) پھر اللہ کا حکم سنایا۔

رَاجِعْ حَفْصَۃَ فَاِنَّھَا صَوَّامَۃٌ قَوَّامَۃٌ

(الدر المنثور، بحر العلوم، السمرقندی سورۃ الطلاق، مسند بزار، ۱۴۰۱)

(حضرت) حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کیجئے! وہ تو بڑی روزہ دار ہیں اور قیام لیل والی ہیں۔ اس روایت کی بناء پر ''صاحب حلیہ'' نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ان دو القاب صَوَّامَۃٌ قَوَّامَۃٌ کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، حفصہ رضی اللہ عنہا)

اسی روایت میں ہے کہ یہ تو جنت میں بھی آپ ﷺ کی اہلیہ رہیں گی (لکھا جا چکا ہے کہ تمام امہات المومنینؓ جنت میں حضور ﷺ کے ساتھ ہوں گی اس جملہ سے اُمُّ الْمُؤْمِنِیْن کے اَلْمُبَشَّرَۃُ

Marfat.com

بِـالْـجَنَّةِ لقب کی تصدیق ہوتی ہے۔ (ملاحظہ: اوپر والی آیت کے وقت حضرت ابن عمرؓ نے اپنی بیوی کو طلاق دے رکھی تھی آپ ﷺ نے ان کو رجوع کا حکم دیا۔

(اسباب نزول قرآن)

وَارِثَةُ الصَّحِيفَةِ الجَامِعَة (جمع شدہ قرآنِ کریم کی وارث)

علامہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ سے حلیۃ میں ان کا یہ لقب اس روایت کی بنیاد پر لکھا ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے خلافت صدیقی رضی اللہ عنہ میں قرآنِ کریم کو مختلف چیزوں پر جمع کیا۔ پھر خلافت عمری رضی اللہ عنہ میں ایک صحیفہ (کتاب) کی شکل ہوگئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یہ صحیفہ (ان کی وصیت کے بعد بطور ترکہ) حضرت عمر کی بیٹی اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی حفاظت میں تھا، وہ ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے طلب کر کے اس کی نقلیں تیار کروائیں اور باقاعدہ پہلا مجموعہ قرآن اُمّ المؤمنینؓ کے پاس ہی رہا۔

(تفسیر التحریر والتنویر تفسیر الطبری ج ۱، ص ۶۱)

اور ''وَارِثَةُ الصَّحِيفَةِ'' حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر فاروقؓ ہی رہیں۔

(حلیۃ الاولیآء، حفصہ رضی اللہ عنہا)

حَافِظَاتُ الْقُرْآن (قرآن مجید کی حافظائیں)

قرآنِ کریم کی حافظہ صحابیاتؓ کی تعداد بہت کم ہے اُمّھاتُ المؤمنین میں سے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اور دیگر صحابیاتؓ میں سے حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے حفظ کیا اور حضرت ہند رضی اللہ عنہا بنت اسید الانصاریہ، حضرت ام ہشام رضی اللہ عنہا، بنت حارثہ، حضرت رائطہ رضی اللہ عنہا بنت حیان، حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا بنت ربیع قرآنِ کریم کے بعض حصوں کی حافظہ تھیں۔ ام سعد رضی اللہ عنہا قرآنِ کریم کا درس بھی دیتی تھیں۔ (سیر الصحابیاتؓ بحوالہ اسد الغابہ)

حضرت ام ہشام رضی اللہ عنہا اور حضرت ہند رضی اللہ عنہا بنت اسید کا بیان ہے کہ انہوں نے رسولِ رحمت ﷺ سے نماز میں قرآن کی بعض سورتوں مثلاً سورۃ ق وغیرہ کو یاد کیا۔

(اسد الغابہ، ام ہشام رضی اللہ عنہا، ہند بنت اسید)

اس بیان سے پتہ چلتا ہے کہ:

۱۔ ہر صحابیہؓ کو اوساط مفصّل قصارِ مفصّل اور طوالِ مفصّل تو ضرور یاد تھیں اس لیے کہ ایک

Marfat.com

عرصہ تک عورتوں نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نمازیں پڑھیں۔

۲۔ حکم الٰہی ہوا وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِي بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ (الاحزاب:۳۴)

اے اہل بیت! تمہارے گھروں میں قرآن کی جو آیتیں (نبی ﷺ کی زبان سے) پڑھی جارہی ہیں، ان کو یاد کرو! اب کیسے ممکن ہے کہ ان اہل بیتؓ نے سستی کی اور قرآنِ کریم کا ایک بڑا حصہ یاد نہ کیا؟ ناظرہ کے لیے تو بہت کم انتظام تھا کہ قرآنِ کریم لکھا ہوا کم لوگوں کے پاس تھا حفظ ہی ایک ذریعہ تھا قرآن پڑھنے کا، اس لیے ایک بڑی تعداد میں صحابیاتؓ نے قرآنِ کریم کو یاد رکھا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی اس لقب سے متصف ہیں۔

مُتَصَافِيَتَيْنِ (دو گہری سہیلیاں)

جیسا کہ سورۃ تحریم کی ابتدائی آیات کے شانِ نزول میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وحفصہ رضی اللہ عنہا کی یکجہتی اور متفق المزاجی کا واقعہ مذکور ہوا اس قسم کے متعدد واقعات کی بناء پر ان دونوں ازواج نبی ﷺ کو صحابہ کرامؓ کے ماحول میں مُتَصَافِيَتَيْنِ دو گہری سہیلیاں کہا جاتا تھا۔

(تفسیر الخازن، مقاتل سورۃ التحریم)

یہ لقب اس طرح مستعمل تھا، جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اکٹھا نام لیا جائے تو ان کو شیخین اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ یکجا مذکور ہوں تو ختنین، حضرت حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حسنین یا رَيْحَانَتَيْنِ کہا جاتا ہے۔ (تفصیل کے لیے ''اصحاب رسول ﷺ کے القاب)

اَلطَّبِيْبَةُ (معالجہ) اَلْكَاتِبَةُ (لکھنے والی) اَلْعَالِمَةُ (علم والی):

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہونے کے ناطے وہ علم وتقویٰ کا بحرِ بے کراں تھیں تاہم آنحضور ﷺ نے فنون میں دلچسپی لیتے ہوئے ہمیشہ ان کو سیکھنے کی ترغیب دی، جن خواتین کو دم یا دوا کے ذریعے علاج کا کوئی طریقہ آتا اسے اَلطَّبِيْبَة اور جسے لکھنا آتا اسے اَلْكَاتِبَة کہا جاتا تھا حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بیٹھی تھیں کہ آنحضور ﷺ تشریف لے آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: (اے شفا!) تم نے جس طرح حفصہ رضی اللہ عنہا کو لکھنا سکھایا اسی طرح ان کو چیونٹی کاٹے سے شفاء والا دم بھی سکھا دو۔ (معرفۃ الصحابۃ الشفاءؓ) چنانچہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی اَلطَّبِيْبَةُ اور اَلْكَاتِبَةُ القاب سے نوازی گئیں۔ لکھنے کے ساتھ حصولِ علم کا شوق ان کو منبع العلومؐ سے مسلسل استفادے کی طرف راغب کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے ایک دن فرمایا: بدری اور حدیبیہ والے

Marfat.com

صحابہؓ جہنم میں نہ جائیں گے، سن کر فوراً پوچھا: قرآن میں تو آتا ہے ہر شخص وارِدِ جہنم ہوگا، حضور ﷺ نے فرمایا اسی آیت کا اگلا حصہ پڑھو، وَنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا (مریم:۷۲) پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں منہ کے بل گرائیں گے۔ (اسد الغابہ، مبشر بنت البراء) اس قسم کے پیچیدہ سوالات اور حضور ﷺ کے کامل جوابات سے وہ اَلْعَالِمَات میں شمار تھیں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ۴۵ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ مدینہ کے گورنر مروان نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور کچھ دور تک جنازہ کو کندھا دیا۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنازہ کو قبر تک لے گئے پھر ام المومنینؓ کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور بھتیجوں نے قبر میں اتارا۔

Marfat.com

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْن حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت خُزیمہ

زینب بنتِ خزیمہ بن حارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ کی بیٹی تھیں۔ قرآنِ کریم کی آیت میں اہل ایمان خواتین کی صفت اَلْمُتَصَدِّقَاتُ (صدقہ کرنے والیاں) کی سچی مصداق تھیں۔

اَلْھِلَالِیَۃُ (قبیلہ بنو ہلال کی چشم و چراغ) اُمُّ الْمَسَاکِیْن (ناداروں کی ماں)

بنو ہلال سے تھیں اس لیے ان کے نام کا امتیاز الہلالیۃ لقب کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

(معرفۃ الصحابہؓ زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ)

قبولِ اسلام سے قبل ہی نہایت دریا دل اور کشادہ دست تھیں فقیروں اور مسکینوں کی امداد کے لیے ہر وقت کمر بستہ رہتی تھیں اور بھوکوں کو نہایت فیاضی سے کھانا کھلایا کرتی تھیں ان صفات کی وجہ سے لوگوں میں ''اُمُّ الْمَسَاکِیْن'' کے لقب سے مشہور ہو گئی تھیں۔

(تہذیب الکمال فی ذکر ازواجہ)

اَطْوَلُ الْیَدَیْنِ (دراز ہاتھوں والی)

یہی خیرات ایک اور لقب کا پس منظر بن گئی۔ ایک دن رحمت عالم ﷺ سے امت کی ماؤں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم (ازواجِ مطہراتؓ) میں سب سے پہلے آپ ﷺ سے کون ملے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جس کے ہاتھ لمبے ہیں وہ مجھے پہلے ملے گی۔ تو یہ سن کر امت کی ماؤں نے اپنے ہاتھ ماپنا شروع کر دیے۔ جب حیاتِ نبوی ﷺ میں ہی حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ کی وفات ہوئی تو سب کو معلوم ہو گیا کہ لمبے ہاتھوں سے مراد صدقہ و خیرات ہے اور اَطْوَلُ الْیَدَیْنِ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ ہیں۔

(معرفۃ الصحابہؓ زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ)

Marfat.com

ملاحظہ:

دیگر مورخین نے یہ لقب اُمّ المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش سے منسوب کیا ہے، جو بجا ہے دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ بھی صدقہ وخیرات میں ان سے پیچھے نہیں تھیں اور وہ حضور ﷺ سے پہلے جنت میں پہنچ گئیں اس لیے وہ سب سے پہلے حضور ﷺ سے آخرت میں ملیں گی اور ان کے بعد یہ شرف (لقب اُمُّ الْمَسَاكِيْن) حضرت زینب رضی اللہ عنہا بن جحش کو ملا۔

اُمُّ الْمُؤْمِنِيْن (مؤمنوں کی ماں)

ان کے پہلے شوہر حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی شہادت کے بعد رسولِ کریم ﷺ نے اسی سال حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ سے نکاح کرلیا۔ اس وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عمر تقریباً تیس سال تھی اور ان کو اُمّ المؤمنین لقب مل گیا۔ (اسد الغابہ ذکر ازواجہؐ)

سرور کائنات ﷺ کے عقدِ نکاح میں آتے ہی آپ ﷺ سے عرض کی: میں آپ ﷺ سے کسی مہر کا مطالبہ نہیں کرتی۔ (قرآنِ کریم کی سورۃ الاحزاب: ۵۰) میں حضورؐ کے لیے خاص طور پر ایسی خاتون سے نکاح کی حلت بیان فرمائی اور اسے وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً فرمایا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی وہ قرآنی مومنہ ہیں۔ انہیں آپ ﷺ کے نکاح میں آئے دوتین مہینے ہی گزرے تھے کہ پیغام اجل آ گیا۔ خیر البشر ﷺ نے خود نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن فرمایا۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ ہی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے ہاتھوں میں رخصت ہوئیں۔ دوسری سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے حضور ﷺ کے بعد وفات پائی۔

(فتح القدیر احکام القرآن للجصاص، السراج المنیر معرفۃ الصحابہؓ خدیجہ رضی اللہ عنہا)

Marfat.com

اُمُّ المُؤمِنِین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا بنتِ اُمیہ مخزومیہ

نام ہند، کنیت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا قریش کے خاندان مخزوم سے تھی۔

اَلسَّابِقَۃُ الْاُوْلٰی (قبولِ اسلام میں پہل کرنے والی)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے پہلے خاوند ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسی زمانہ میں دولتِ اسلام سے بہرہ یاب ہوگئی تھیں جب اسلام کو قبول کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔

اس طرح یہ دونوں میاں بیوی ان عظیم نیک فطرت انسانوں میں شامل ہو گئے جنہیں اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن بننے کا شرف حاصل ہوا۔ ان سعید روحوں نے اسلام کی خاطر بڑی مصیبتیں اٹھائیں، لیکن جادہ حق سے ان کے قدم نہ ڈگمگائے، ان کے اس لقب (اَلسَّابِق) کا ذکر خیر سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۱۰۰ میں آتا ہے۔

ذَاتُ الْھِجْرَتَیْنِ (دو ہجرتوں والی)

مُھَاجِرَۃُ ظَعِیْنَۃٌ (ہودج (کجاوہ) سوار مہاجرہ):

ہجرتِ حبشہ سے پہلے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اسلام قبول کر چکے تھے۔ چنانچہ بعض روایتوں کے مطابق وہ بھی دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ عازمِ حبش ہوئے۔ کچھ دن وہاں گزارنے کے بعد واپس آ گئے۔ اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا قصد کیا۔ اس لیے وہ ذات الھجرتین لقب سے متصف ہیں وہ جب مدینہ میں داخل ہوئیں تو اس وقت تک کوئی عورت ہودج میں اونٹ کی سواری پر ہجرت کر کے نہ آئی تھی اس لیے جملہ اہل اسلام نے ان کو یہ لقب دیا اَوَّلُ ظَعِیْنَۃُ الْمُھَاجِرَۃِ (پہلی ہودج سوار مہاجرہ) (عیون الاثر، ج ا ص ۲۰۰) انہوں نے نبی علیہ السلام سے عرض کی: مہاجرینؓ کا ذکر قرآن میں آتا ہے مہاجرات کا کیوں نہیں؟ اس پر آیت (ال عمران: ۱۹۵) اتری اللہ نے فرمایا:

فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ

Marfat.com

اُنثٰی۔ اللہ نے ان کے لیے قبولیت کرتے ہوئے فرمایا: میں کسی مرد یا عورت کے عمل کو ضائع نہ کروں گا۔

اَیِّمُ الْعَرَبِ (عرب کی بیوہ)

۳ ہجری میں حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شریک ہوئے اور نہایت پا مردی سے داد شجاعت دی۔ ان کا بازو ایک زہریلے تیر سے زخمی ہو گیا۔ علاج سے وقتی طور پر صحت یاب ہو گئے لیکن چند ماہ بعد یہ زخم پھر تازہ ہو گیا اور اسی کی تکلیف سے واصل بحق ہو گئے، ان کی اہلیہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اَیِّمُ الْعَرَبِ لقب دیا گیا۔ (الطبقات الکبری لابن سعد، ام سلمہ رضی اللہ عنہا)

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْن (مومنوں کی ماں)

جب رسولِ کریم ﷺ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر تعزیت کے لیے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے بھی اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو تلقین کی کہ ”اے اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا! ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے خیر مانگو اور اللہ سے التجا کرو کہ وہ تمہیں ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر ساتھی دے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سوچا کرتیں کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے؟ تا آنکہ وہ حضور ﷺ کے نکاح میں آ گئیں۔ اور ان کو اُمّ المؤمنین (قرآنی لقب) کا شرف حاصل ہو گیا، بلاشبہ یہ ایک بڑا اعزاز تھا۔ (اسد الغابہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ الاسد، اسد الغابہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا)

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا (اللہ ان سے راضی ہو گیا) اَلْمُؤْمِنَۃ (صاحبہ ایمان)

صلح حدیبیہ میں موجود تھیں اس صلح سے پہلے بیعت رضوان ہوئی جس کے تمام شرکاء کو رضی اللہ عنھم کا خطاب ملا۔ اور ان کو اللہ نے قرآنِ کریم میں ام المومنین لقب سے یاد فرمایا: لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ اللہ ان سے راضی ہو گیا جب کہ وہ آپ ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔ (الفتح ۱۸) ان شرکاء حدیبیہ کو اَصْحَابُ الشَّجَرَہ کہا جاتا ہے۔

واقعہ یہ ہے ۶ ہجری میں رسول کریم ﷺ نے چودہ سو صحابہؓ کے ہمراہ بیت اللہ کے لیے مکہ کا عزم فرمایا۔ قریش نے سنا تو انہوں نے مسلمانوں کی مزاحمت کا ارادہ کر لیا۔ اور چند شرائط پر صلح کر کے حضور ﷺ نے عمرہ کا ارادہ ترک کرتے ہوئے احرام کھولنے اور بال منڈوانے کا فیصلہ فرما لیا۔

Marfat.com

اگرچہ شرائط بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں، لیکن نبی ﷺ کے صحابہؓ اللہ کی ہر بات کو تسلیم کرتے تھے اور اپنی مرضی قربان کرتے تھے۔

العالمۃ صاحبۃ الرّأی (اچھی رائے والی) القاریۃ (اچھا پڑھنے والی):

لیکن اس موقعہ بال کٹانے میں ان سے کچھ دیر ہوئی تو حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی اچھی رائے نے تعمیل کا راستہ آسان کر دیا جب رسولِ کریم ﷺ نے حکم الٰہی کے ماتحت یہ شرائط منظور کر لیں لیکن عام مسلمان جو مصلحتِ خداوندی کو نہ سمجھ سکے، ان شرائط سے بہت شکستہ دل ہوئے کیوں کہ انہیں وہ مسلمانوں کے مفاد کے خلاف معلوم ہوتی تھیں۔ حضور ﷺ نے صلح کے بعد مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ قربانی کریں۔ شکستہ دل صحابہؓ نے قربانیاں دینے میں کچھ تامل کیا۔ حضور ﷺ اس سے ملول ہوئے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ہمراہ تھیں۔ آپ ﷺ نے ان سے ذکر کیا تو انہوں نے مشورہ دیا۔ ''یا رسول اللہ ﷺ! مسلمانوں نے آپ ﷺ کا فرمان اچھی طرح نہیں سمجھا، آپ ﷺ خود باہر نکل کر قربانی کریں اور احرام اتارنے کے لیے بال منڈوائیں۔

حضور ﷺ نے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا مشورہ قبول کر لیا اور کسی سے کچھ کہے بغیر خود ہی قربانی کی اور احرام اتارا، جب صحابہ کرامؓ نے دیکھا کہ حضور ﷺ کا فرمان حتمی ہے تو سب نے دھڑا دھڑ قربانیاں کیں اور سر کے بال منڈوا دیے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ان کی دیگر آراء اور اس دن اس خوبصورت مشورہ کی وجہ سے صاحِبَۃ الرَّأی لقب سے نوازا گیا۔ علم دین میں تمام کبار صحابہؓ شاگردی کا شرف حاصل کرنا چاہتے تھے۔ (الاصابۃ ام سلمہ رضی اللہ عنہا مشاہیر النساء المسلمات) امہات المومنین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام تھا قرآنِ کریم حضور ﷺ کی طرز پر پڑھ لیتی تھیں اور شاگردوں کو تجوید وقرأت کے نبوی ﷺ اصولوں سے واقف کرواتی تھیں۔ ان سے بڑی قاریۃ اور العالمۃ لقب کا مصداق کون ہوگا۔ (سیر الصحابیاتؓ بحوالہ الطبقات)

اَلْمُسْلِمَۃُ (مسلمان خاتون) اَلْمُؤْمِنَۃ (ایمان والی)

ایک دفعہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اس کی کیا وجہ ہے کہ ہمارا قرآن میں ذکر نہیں، ایک روایت میں ہے کہ یہ سوال حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیسؓ نے حبشہ سے واپسی پر کیا اور اس میں حضرت بنت کعب کا نام بھی آتا ہے بہر حال ان میں سے ہر ایک نے مختلف اوقات میں ایک ہی سوال کیا۔ حضور ﷺ ان کی بات سن کر منبر پر

Marfat.com

تشریف لے گئے اور یہ آیت پڑھی:

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

(سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۳۵)

اس مکمل آیت میں دس اعمال والی مسلمان خواتین کا ذکر خیر ہے۔

۱۔	اسلام قبول کرنے والی	۲۔	ایمان والی
۳۔	ہجرت کرنے والی	۴۔	سچ بولنے والی
۵۔	صبر کرنے والی	۶۔	اللہ سے ڈرنے والی
۷۔	صدقہ کرنے والی	۸۔	روزہ رکھنے والی
۹۔	شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی	۱۰۔	کثرت سے ذکر کرنے والی

اس تذکرے کے بعد فرمایا: اللہ نے ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم تیار رکھا ہوا ہے، اللہ نے قرآن میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوال کا جواب اس انداز سے اتارا کہ ہر قسم کے اسلامی اعمال کی وضاحت آ گئی کہ خواتین کے یہ اعمال اسی طرح اجر و ثواب رکھتے ہیں جس طرح مردوں کی نیکیوں کا بدلہ ملتا ہے۔

(اسباب نزول القرآن)

یہ دس صفات تمام ازواج میں تھیں یہاں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اَلْمُتَصَدِّقَة (صدقہ کرنے والی) صفت کو بیان کیا جاتا ہے۔ ایسا نہ ہوتا کہ کوئی سوالی خالی ہاتھ چلا جائے۔ زیادہ نہ ہوتا تو تھوڑا یا جو کچھ بھی ہوتا سائل کو دے ڈالتیں۔

ایک مرتبہ چند مساکین جن میں عورتیں بھی تھیں ان کے گھر آئے اور بڑی لجاجت سے سوال کیا، ام الحسن رضی اللہ عنہا ان کے پاس بیٹھی تھیں۔ انہوں نے ان کو سخت سست کہا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو روکا اور فرمایا ہم کو اس کا حکم نہیں۔ پھر لونڈی کو حکم دیا کہ ان کو خالی ہاتھ نہ جانے دو اور کچھ نہ ہو تو ایک ایک چھوہارا ان کے ہاتھ پر رکھ دو۔ (الوافی بالوفیات، ھندؓ بنت ابی امیۃ)

مذکورہ حقائق سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے قرآنی لقب اَلْمُسْلِمَةُ کے ساتھ دیگر نو قرآنی لقبوں کی تصدیق ہوتی ہے، کہ وہی سائلہ ہیں اور دیگر ازواجِ نبی ﷺ کے ساتھ بھی ان القاب کی مصداق اوّل ہیں۔

Marfat.com

ام الرّبائب (ربائب النبی ﷺ کی والدہ)

یہ اماں کی نیک نفسی اور اسلام کے ساتھ عشق کے ثمرات تھے کہ ربّ قدّوس ان پر مہربان ہوتے گئے اور ان کو درجات و مناقب ملتے گئے، تاریخ کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ "امّ الرّبائب" بھی ان کا ایک لقب ہے حضور رسولِ کریم ﷺ کی صلب مبارک سے ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ چار بچے (دو لڑکے اور دو لڑکیاں) ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے تھے، ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا حبشہ میں پیدا ہوئے۔ رسولِ کریم ﷺ نے حضرت حمزہؓ کی دختر امامہ رضی اللہ عنہا کا نکاح انہی سے کیا تھا، ان کو رَبِیبُ النّبی لقب ملا۔ (اسد الغابہ سلمہ بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ)

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں بحرین اور فارس کے عامل تھے ان کو ربیبُ النبیؐ لقب ملا (الاصابہ عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ)

۳۔ زینب رضی اللہ عنہا (بروایت دیگر درہ رضی اللہ عنہا) صاحبزادیاں تھیں ان دونوں کو رَبِیبۃ رسول اللہ لقب سے نوازا گیا۔ (اسد الغابہ زینب رضی اللہ عنہا، درہ رضی اللہ عنہا)

حضور ﷺ کی تربیت میں رہنے کی وجہ سے رَبِیبُ النّبیؐ اور بچیاں رَبِیبۃ النبی لقب سے یاد کی جاتی تھیں اور ان کی والدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ان ربائب کی ماں (اُمّ الرّبائب) کہا جاتا ہے۔

(اسد الغابہ، درۃ بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا)

صحابیاتؓ بھی ان کے درِ دولت پہ آ کر سوالات کرتی تھیں اور وہ خود بھی مذہبی سوالوں کا شوق رکھتی تھیں ایک بات ان کے اپنے ذہن میں آئی یا کسی صحابیہؓ نے ان سے پوچھا تو وہ بارگاہِ نبوی ﷺ عرض گزار ہوئیں۔

یا رسول اللہؐ! مرد جہاد کر کے مالِ غنیمت سے حصہ لیتے ہیں اور ان کو وراثت میں سے بھی پورا حصہ ملتا ہے جب کہ خواتین (جہاد میں نہ جانے کی وجہ سے) جہادی مال سے محروم (اور عورت ہونے کے ناطے) وراثت سے بھی کم حصہ لے سکتی ہیں۔

رحمت عالم ﷺ پر اس سوال کا جواب سات آسمانوں سے اس طرح اترا: وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ تم میں سے کسی کو اللہ نے جو درجہ و مقام دے دیا ہے، تم اس کی خواہش نہ کرو! (بلکہ تمہیں جس حال میں رکھا ہے، اس پر شاکر و قانع رہو!)۔

(النساء: ۳۲ تفسیر مظہری آیت ہذا، الترمذی ۳۰۲۲)

Marfat.com

اُمّ المؤمنین ام الحکم حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش

سلسلہ نسب یہ ہے

زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش بن رباب بن یعمر بن صبرۃ بن مرۃ۔

ماں کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب تھا جو رسولِ کریم ﷺ کی پھوپھی تھیں اس لحاظ سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا رسول کریم ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

اَلسَّابِقَةُ الْاُوْلٰی (قبولِ اسلام میں پہل کرنے والی) اَلْمُهَاجِرَةُ

حضرت زینب رضی اللہ عنہا ان خوش قسمت لوگوں میں تھیں جنہوں نے قرآنی لقب اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن کا شرف حاصل کیا۔ ۱۳ بعد بعثت میں اپنے اہل خاندان کے ہمراہ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئیں۔ قرآنِ کریم میں ہجرت والی خواتین کو اَلْمُهَاجِرَاتُ لقب سے نوازا گیا ہے۔

اَلْمُؤْمِنَة (صاحبہ ایمان) اَلْخَاشِعَة (اللہ کا خوف رکھنے والی)

نبی اکرم علیہ السلام نے ان کا نکاح اپنے غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو ان کو اور ان کے بھائی کو عجیب لگا کہ ایک قریشیہ کی نسبت غلام کی طرف ہو۔ اس لیے ان کی فہمائش کے لیے قرآنِ کریم اترا، وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا (الاحزاب:۳۶) آیت کی تفسیر کا لبِ لباب یہ ہے کہ مومن مرد اور مومنہ عورت کے لیے نبیؐ کے فیصلے سے اختلاف درست نہیں ہے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اللہ سے ڈر گئیں، استغفار کیا اور راضی ہو گئیں، نباہ پھر بھی نہ ہو سکا تو اللہ نے آسمانوں پر حضور ﷺ سے ان کا نکاح کر دیا، (جس کا ذکر آگے آتا ہے)۔

۱۔ اس آیت میں ان کو اَلْمُؤْمِنَة قرآنی لقب سے نوازا گیا۔

۲۔ وہ اللہ سے ڈر گئیں اس لیے اَلْخَاشِعَة (ڈرنے والی) لقب سے مزین ہوئیں۔

Marfat.com

۳۔ انہوں نے اپنی مرضی کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے تابع کر دیا اس لیے اَلرَّاضِيَةُ (راضی برضا) لقب سے یاد کی جاتی ہیں۔ امام اصبہانی نے حلیہ میں ان القاب کو لکھا ہے۔

ملاحظہ:

اَلْخَاشِعَاتُ (سورہ الاحزاب آیت نمبر ۳۵ سے اور اَلرَّاضِيَةُ سورۃ الفجر آیت نمبر ۲۸ کے تخریج ہے یہ دونوں ایمانی قرآنی اور آسمانی القاب ہیں۔ (تفسیر البغوی سورۃ الاحزاب:۳۶)

جب اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ مومن مرد و عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ نبی کے فیصلے کے خلاف رہیں تو انکے بھائی نے بھی اجازت دے دی اور خود حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بھی سرِ تسلیم خم کر دیا۔

اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کا عقد حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ہو گیا۔ لیکن دونوں میں میاں بیوی والی مطلوبہ محبت قائم نہ رہ سکی اور حضرت زید رضی اللہ عنہ طلاق کی طرف آمادہ نظر آئے۔

تو حضور ﷺ نے انہیں سمجھایا کہ طلاق اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ فعل نہیں ہے۔ سورہ احزاب کی اس آیت میں آپ ﷺ کے اس فرمان کا ذکر ہے، فرمایا:

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ۔ (الاحزاب آیت ۳۷)

ترجمہ: یاد کرو اس وقت کو جب تم اس شخص (زید) سے جس پر اللہ نے بھی احسان کیا اور آپ نے بھی احسان کیا، یہ کہہ رہے تھے کہ اپنی بیوی کو نکاح میں رکھو اور خدا سے ڈرو!

بہرحال حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نباہ نہ ہوا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بالآخر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی،

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْن (اہل ایمان کی ماں)

جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا ایام عدت پورے کر چکیں تو حضور ﷺ نے خود ان سے نکاح کرنا چاہا لیکن عرب میں اس وقت تک رسوم جاہلیت کا اثر باقی تھا اور لوگ منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹے کے برابر سمجھتے تھے۔ چونکہ حضرت زید رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے منہ بولے بیٹے تھے اور لوگوں میں زیدؓ بن محمد ﷺ کے نام سے مشہور تھے اس لیے خوف تھا کہ اس نکاح کی وجہ سے ایک فتنہ نہ کھڑا

Marfat.com

ہو جائے ،اس لیے اجتناب فرمایا لیکن سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے مقدر کہ اللہ تعالیٰ خود ان کی طرف سے ولی بنے اور آسمانوں پہ نکاح فرما کر حضرت جبریلؑ کے ذریعے اطلاع دی۔

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا ۔ (الاحزاب ۳۷)

''پھر جب زید اس سے اپنی حاجت (طلاق) پوری کر چکا تو ہم نے وہ (حضرت زینبؓ) تیرے نکاح میں دی۔''

گویا اللہ تعالیٰ نے خود حضور ﷺ کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے کر دیا، اس کے بعد حضور ﷺ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور بلا استیذان اندر چلے گئے۔

نزولِ آیات کی بناء پر ان کو ''اَلْمَرْاَةُ الْقُرْاٰنِيَة' کہا جاتا ہے اور اَلنَّبِيّ الْاُمِّي کی زوجہ مطہرہ کی وجہ سے وہ اُمّ المومنینؓ ہیں۔ اللہ نے فرمایا: وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب:۵۳)(اور آپ ﷺ کی بیویاں امت کی مائیں ہیں)

آیتُ الحِجاب ،آیتُ الثُّقَلاء :

حضور ﷺ کے اس آسمانی نکاح کی دعوت ولیمہ میں چند لوگ باتوں میں مشغول ہو گئے اور اٹھنے کا خیال ہی نہ رہا۔ رسولِ کریم (ﷺ) از راہ مروت انہیں اُٹھنے کے لیے نہ فرماتے اور بار بار اندر آتے اور باہر جاتے۔ اسی مکان میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی دیوار کی طرف منہ کیے بیٹھی تھیں۔ جب بہت دیر ہوئی تو حضور ﷺ کو تکلیف ہوئی اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب نازل کی، اس آیت کو آیت الثُقلا اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ حضرات آپ ﷺ کی طبیعت پہ بوجھ بنے رہے جن کا تذکرہ آیت میں ہے (الآلوسی الاحزاب ۵۳ الدر المنثور ،المنیر للزحیلی)

اَوّاہٌ (خدا سے ڈرنے والی)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نہایت دین دار، پرہیز گار، حق گو اور مخیّر تھیں۔ ان کی عبادت و زہد کا خود رسولِ کریم ﷺ کو اعتراف تھا۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاصابہ'' میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ مہاجرین کی ایک جماعت میں مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی اس موقع پر موجود تھیں۔ انہوں نے کوئی ایسی بات کہی جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ناگوار گزری۔ انہوں نے ذرا تلخ لہجے میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو دخل دینے سے منع کیا۔ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ ان سے کچھ نہ کہو یہ اَوّاہٌ (خدا سے ڈرنے والی) ہیں وہاں ایک

Marfat.com

صحابیؓ نے بارگاہِ نبوی ﷺ میں عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! اَلْاَوَّاہُ کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: اَلْخَاشِعُ (اللہ سے ڈرنے والا) اَلدَّعَّاءُ (بہت دعائیں کرنے والا) اَلْمُتَضَرِّعُ (زاری کرنے والا) آپ ﷺ نے پھر یہ آیت پڑھی اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ لَاَوَّاہٌ مُّنِیْبٌ (التوبہ:۱۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی الاواہ تھے اور اللہ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو لقب ابراہیمی کے انوارات سے نوازا تھا۔

صَنَّاعُ الْیَدَیْنِ (فنی ہاتھوں والی)

دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی مسلسل تیاری کے لیے مخلوق خدا پر خرچ کرنا ان کو بڑا پسند تھا۔ ایک دفعہ رسولِ کریم ﷺ نے ازواج مطہراتؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: اَسْرَعُکُنَّ لَحُوْقًا بِیْ اَطْوَلُکُنَّ یَدًا

''تم میں سے وہ مجھے جلد ملے گی جس کا ہاتھ سب سے دراز ہوگا'' لمبے ہاتھ سے حضور ﷺ کی مراد فیاضی تھی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بے حد فیاض اور مخیرّ تھیں۔ چنانچہ اس پیش گوئی کا مصداق ثابت ہوئیں۔ (اسد الغابہ، زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش)

حضور ﷺ کی تمام ازواج مطہراتؓ میں سے سب سے پہلے انہوں نے ہی وفات پائی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا خود اپنے دست و بازو سے روزی کماتی تھیں۔ وہ فن دباغت جانتی تھیں۔ اس سے جو آمدنی ہوتی تھی، خدا کی راہ میں صدقہ کر دیتی تھیں۔ (الاستیعاب، زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش)

اس فن کی وجہ سے جملہ مورخین واہل سیر نے ان کا لقب صَنَّاعُ الْیَدَیْنِ (فن کار ہاتھوں والی لکھا ہے۔ (سمط النجوم، حیاۃ الصحابہؓ جلد۲ص:۴۲۳، الاصابہ)

مُفْزِعُ لِلْیَتَامیٰ (یتیموں کی ہمدرد) مَلْجَأُ الْاَرَامِلِ (بیواؤں کی جائے پناہ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں تمام امہات المومنینؓ کا خطیر وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا یہ وظیفہ ملتے ہی حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا کرتی تھیں، ایک دفعہ سالانہ وظیفہ ملا تو اس کو اپنے رشتہ داروں اور یتیموں میں تقسیم کر کے دعا کی۔

''اے اللہ! آئندہ یہ مال مجھ کو نہ ملے کیوں کہ یہ ایک آزمائش ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا۔'' زینب رضی اللہ عنہا بڑی مخیرّ ہیں۔ (الطبقات الکبری، زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش) پھر مزید ایک ہزار درہم حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجے۔ انہوں نے وہ بھی فوراً خیرات کر دیے۔

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ترپن سال کی عمر میں ۲۰ ہجری میں وفات پائی وہ آپ ﷺ کے بعد سب ازواج مطہراتؓ سے پہلے فوت ہوئیں۔ان کے انتقال سے مدینہ کے فقراء ومساکین میں کہرام مچ گیا۔کیوں کہ وہ ان کی مربی ودستگیر تھیں۔وفات کے وقت سوائے ایک مکان کے کوئی ترکہ نہ چھوڑا، سب کچھ اپنی زندگی میں راہ خدا میں لٹا چکی تھیں۔مسکینوں سے محبت کی بناء پر ان کو اُمّ المساکین (مسکینوں کی ماں) مَفْزَعُ الْاِطْعَام (کھانا کھلانے والی) اور مَلْجَأُ الْاَرَامِل (بیواؤں کی جائے پناہ) القاب کے ساتھ معروف تھیں۔

(فضائل الصحابۃ کتاب معرفۃ الصحابۃ من مستدرک تاج العروس سمط)

جس قدر خوبیوں سے اللہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو معمور فرمایا، یہ ایک مادرامت کا حصہ ہے۔

حَمِیْدَۃٌ فقیدۃ (بے مثال اور قابلِ تعریف خاتون)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی وفات پر فرمایا:

ذَھَبَتْ حَمِیْدَۃٌ فَقِیْدَۃٌ مفزعاً لِلْیَتَامٰی وَالْاَرامل۔

''وہ نیک بخت بے مثل خاتون چلی گئیں اور یتیموں اور بیواؤں کے لیے ہمدرد تھیں۔مذکورہ القاب بھی غالباً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس ارشاد سے ماخوذ ہیں۔

(سمط النجوم امہات المومنینؓ وسرار یہ ﷺ)

Marfat.com

اُمّ المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث

برہ نام، قبیلہ خزاعہ کے خاندان مصطلق سے تھیں۔

نسب نامہ یہ ہے: برہ بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک۔

اُمّ المومنین (مومنوں کی ماں)

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد حارث بنو مصطلق کے سردار تھے۔ انہوں نے قریش کے اشارے پر اپنے قبیلہ کو مدینہ پر حملہ کے لیے تیار کیا۔ رسولِ کریم ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ ﷺ ۲ر شعبان ۵ ہجری کو مجاہدین کی ایک جمعیت کے ہمراہ مدینہ سے بنو مصطلق کی طرف روانہ ہوئے۔ حارث اور اس کی فوج کو مسلمانوں کی پیش قدمی کی اطلاع ملی تو وہ بھاگ گئے۔ رسولِ کریم ﷺ نے مریسیع میں قیام کیا یہاں کے لوگوں نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی۔ ان کے ۱۱ آدمی مارے گئے اور چھ سو کے قریب گرفتار ہو گئے۔

ان اسیروں میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ جب مال غنیمت کی تقسیم ہوئی وہ حضرت ثابتؓ بن قیس کے حصہ میں آئیں۔ چوں کہ قبیلہ کے رئیس کی بیٹی تھیں، لونڈی بن کر رہنا گوارا نہ ہوا حضرت ثابتؓ سے درخواست کی کہ مجھ سے کچھ روپیہ لے کر چھوڑ دو، وہ راضی ہو گئے اور ۱۹ اوقیہ سونے کا مطالبہ کیا۔

اب حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا رسولِ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: مصیبت زدہ ہوں' آزاد ہونا چاہتی ہوں، از راہ کرم میری مدد فرمایئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ میں تمہارا زرِ مکاتبت ادا کر دوں اور تم سے نکاح کر لوں۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا فوراً راضی ہو گئیں۔ چنانچہ رسولِ کریم ﷺ نے ان کا زرِ مکاتبت ادا کر کے ان سے نکاح کر لیا اور ان کا پہلا نام برہ بدل کر جویریہ نیا نام رکھا اور انہوں نے اُمّ المؤمنین ذی وقار لقب پایا۔

(الاصابۃ، جویریہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث)

Marfat.com

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا بنت شمعون النصریہ، حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا، ام ابراہیم رضی اللہ عنہا ان تمام سے حضور ﷺ ازدواجی تعلقات کی بنیاد یہ آیت ہے:

وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ (الاحزاب:۵۰)

اے نبی ﷺ! جو غنیمت کا مال تمھیں دیا اس میں سے جو کنیزیں تمھاری ملکیت میں آ چکی ہیں وہ تمھارے لیے حلال ہیں

عَاتِقَةُ الْمِائَة (ایک سو خاندانوں کو آزاد کرانے والی)

ان کے حرم نبوی ﷺ میں داخل ہوتے ہی صحابہ کرامؓ نے قرابت نبوی ﷺ کا پاس کرتے ہوئے تمام اسیران جنگ رہا کر دیے۔ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اس موقع پر موجود مصطلق کے سو خاندان آزادی کی نعمت سے بہرہ مند ہوئے۔ (الروض الانف، غزوہ بنی المصطلق)

اس واقعہ کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''میں نے جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی عورت کو اپنے قبیلہ کے لیے باعثِ رحمت نہیں پایا۔ (الاستیعاب، جویریہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث) اس لیے ان کو عَاتِقَةُ الْمِائَة لقب دیا گیا کہ ان کی برکت سے ایک سو خاندان آزاد ہوئے۔ (مشاہیر النساء المسلمات)

اَلْمُبَشَّرَةُ بِالْجَنَّةِ (جنت کی خوشخبری حاصل کرنے والی)

۱۔ لکھا جا چکا ہے کہ تمام امہات المومنینؓ جنت میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوں گی۔

۲۔ حضرت نبی کریم نے فرمایا: ستر ہزار اہل بقیع جنت میں بغیر حساب جائیں گے۔

(مستدرک حاکم ۶۹۳۴)

اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے ۶۵ سال کی عمر میں ۵۰ ہجری میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں اس لیے وہ اَلْمُبَشَّرَةُ بِالْجَنَّةِ ہیں۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے چند احادیث منقول ہیں جن کے راویوں میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت جابرؓ جیسے جلیل القدر صحابہؓ شامل ہیں۔ اس لیے وہ مُعَلِّمَاتُ الصَّحَابَةِ میں اپنا مقام رکھتی ہیں۔

Marfat.com

اُمُّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا القُرشیَّہ الاُمویّہ

نام رملہ اور کنیت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا تھی۔

نسب نامہ یہ ہے اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیانؓ صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس۔

اَلسَّابِقَةُ الْاُوْلٰی (قبولِ اسلام میں پہل کرنے والی)

حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا بڑی نیک فطرت اور صالحہ خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قدیم الاسلام ہونے کا شرف عطا کیا حالاں کہ ان کے والد فتح مکہ تک مشرکین قریش کی قیادت کرتے رہے اور وہ اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ (سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۰۰) قرآنی لقب سے بہریاب ہوگئیں۔

(اسد الغابہ، اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیانؓ)

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْن (اہل ایمان کی ماں)

حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح عبید اللہ بن جحش سے ہوا جو حبشہ میں مرتد ہو گیا حضرت اُمّ المومنین اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا حبشہ میں ہجرت کر کے اس کے ساتھ تھیں ان کو بڑا افسوس ہوا۔ دوسری طرف مدینہ میں آیت اتر چکی تھی:

عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّجْعَلَ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ عَادَیْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً (الممتحنہ:۸)

جلد ہی اللہ آپ کے دشمنوں کے اندر آپ کی محبت ڈالے گا

چنانچہ وعدہ سب سے پہلے حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ وعدہ پورا ہوا۔ حضرت نبی کریم ﷺ کو ان کے بیوہ ہونے کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے ان کے ایام عدت پورے ہونے کے بعد حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری کو نجاشی شاہ حبش کے پاس اس غرض کے لیے بھیجا کہ وہ حضور ﷺ کی طرف سے حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام دے۔ نجاشی نے اپنی ایک لونڈی

Marfat.com

کے ذریعہ سے رسولِ کریم ﷺ کا پیغام نکاح حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کو بھیجا انہیں بے حد مسرت ہوئی۔ اظہارِ تشکر کے طور پر لونڈی کو چاندی کے دو کنگن اور نقرئی انگوٹھیاں عطا کیں اور حضرت خالدؓ بن سعید بن العاص کو اپنا وکیل مقرر کیا۔ شام کو نجاشی نے حضرت جعفرؓ بن ابی طالب اور دوسرے مسلمانوں کو بلا کر خود نکاح پڑھایا اور حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ''اُمّ المؤمنین'' قرآنی لقب حاصل کرلیا۔ (الاستیعاب خالد بن سعیدؓ)

ذَاتُ الْھِجْرَتَیْنِ (دو ہجرتوں والی)

اب ان کا وہ دور شروع ہو گیا جس پر فرشتے بھی رشک کرتے ہیں۔ حضرت خالد بن سعیدؓ نے لوگوں کو ولیمہ کھلا کر رخصت کیا۔ نکاح کے کچھ عرصہ بعد حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا حبشہ سے مدینہ منورہ آ گئیں۔ حضور ﷺ ان دنوں خیبر کی مہم پر تشریف لے گئے تھے۔ یہ اواخر ٦ ہجری یا اوائل ٧ ہجری کا واقعہ ہے۔ (التاریخ الکبیر، ج۲ص ۱۸)

حبشہ اور مدینہ دونوں شہروں کی ہجرت کی وجہ سے ان کو ذات الھجرتین (دو ہجرتوں والی) لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔ یہ لقب جنابِ رسالت مآب ﷺ نے دونوں شہروں کی طرف ہجرت کرنے والے حضرات و خواتین کو عنایت فرمایا (دیکھئے حضرت اسماءؓ بنت عمیس کے ذکر القاب میں ان کا ایک اور لقب اَصحابُ السَّفِینَۃ کا ذکر موجود ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے کشتی میں ہجرت کا سفر کیا اور سمندر پار اسلام پہنچانے کا ذریعہ بنے، حضور ﷺ کو اس لقب کے پورے قافلے سے بڑا پیار تھا۔

اَلتَّقِیَّۃُ (پرہیزگار)

امت کی یہ سب مائیں تقویٰ کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھیں ان کی موجودگی میں ایک دفعہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص بارہ رکعت نفل روزانہ پڑھے گا، اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ حضرت اُمّ حبیبہ سُن رہی تھیں۔ اس کے بعد ساری زندگی بارہ رکعت نفل روزانہ نہایت پابندی سے پڑھتی رہیں۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر ۷۲۸)

ان صالح عادات کی بناء پر ان کا لقب اَلتَّقِیَّۃ تھا۔ (مشاہیر النساء المسلمات)

Marfat.com

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حُیَی

صفیہ ؓ نام تھا حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھیں۔ قرآنِ کریم میں اللہ نے فرمایا:

وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ (الاحزاب ۵۰) اور آپ ﷺ کے لیے وہ عورتیں بھی حلال ہیں جو بطور غنیمت آپ ﷺ کی ملکیت میں ہوں۔ اس آیت میں مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ کا خطاب حضرت محمدؐ کو ہے اور اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ سے حضرت صفیہ ؓ، حضرت جویریہ ؓ اور حضرت ماریہ ؓ ہیں جو جنگ خیبر میں بطورِ غنیمت گرفتار ہو کر آئیں۔

حضرت صفیہ ؓ کا باپ حیی بن اخطب یہودیوں کے نامور قبیلہ بنو نضیر کا سردار تھا، حیی نبی (حضرت ہارون علیہ السلام) کی اولاد ہونے کی وجہ سے اپنی قوم میں بے حد معزز و محترم تھا اور تمام قوم اس کی وجاہت کے آگے سر جھکاتی تھی۔ اس لیے حضرت صفیہ ؓ حضرت حسان کے حصہ میں آئی تو انہوں نے نبی علیہ السلام سے عرض کی: یہ سردار کی بیٹی ہے آپ کے لیے ہی مناسب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے: یہ وہ تعلق ہے جس کی اجازت قرآن میں مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ کے الفاظ سے ملی اور حضرت صفیہ ؓ کو سُلَيْلَةُ الْاَنْبِيَاءِ نبی (حضرت ہارون علیہ السلام) کی اولاد میں ہونے کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ (مشاہیر النساء المسلمات)

ان کے یہودی خاندان کی وجہ سے کسی نے انہیں یہودیہ کہہ دیا تو اللہ نے فرمایا وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (الحجرات: آیت نمبر ۱۱) بُرے ناموں سے نہ پکارو! (البغوی ۷/۳۴۳) اور کسی نے نبی اکرم ﷺ پر سوال اٹھایا، جس سے آپ ﷺ کو ذہنی کوفت ہوئی تو اللہ نے فرمایا: وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (الاحزاب: ۵۸) جو مومن مردوں اور عورتوں کو تکلیف دیتے ہیں یہ بڑا گناہ کر رہے ہیں۔ اس آیت میں مؤمنہ لقب حضرت صفیہ ؓ کا ہے۔ (تفسیر الآلوسی آیت ہٰذا)

Marfat.com

قبولِ اسلام کے بعد یہودیت کا طعن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے لیے بڑی دل آزاری کا موجب ہوتا تھا، لیکن وہ نہایت صبر وتحمل سے کام لیتیں اور کبھی کسی کو سخت جواب نہ دیتی تھیں ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا یہی طعنہ سننے کی وجہ سے رو رہی تھیں۔

(۲) اس رقیق القلبی کی بناء پر ان کا ایک لقب ذَاتُ الْعَیْنِ الْبَاکِیَہ بھی تھا۔

(۳) اس لقب کی وجہ سے مذکورہ واقعہ میں الفاظ میں اَتَتْ رَسُوْ لَ اللّٰہِ بَاکِیَۃً (وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتی ہوئیں آئیں (روح البیان الحجرات:۱۱ حلیۃ الاولیاء صفیہ)

یہ ان کے ایک لقب کا پس منظر تھا، اس واقعہ کا بقیہ حصہ اگلے عنوان کے تحت آرہا ہے۔

اَلْهَارُوْنِيَّةُ (حضرت ہارونؑ کی نسل)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا نسب حضرت ہارون موسیٰ علیہ السلام سے جاملتا ہے اس لیے ان کا ایک لقب الھارونیۃ ہے۔ (تفسیر روح البیان الاحزاب:۳۳) بہر حال! جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روتے دیکھا اور وجہ دریافت کی تو کہا ''عائشہ رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم تمام ازواج میں افضل ہیں، کیوں کہ بیوی ہونے کے علاوہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار بھی ہیں لیکن تم یہودن ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی دلجوئی کے لیے فرمایا:

''اگر عائشہ رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ان کا خاندان نبوت سے تعلق ہے تو تم نے کیوں نہ کہہ دیا کہ میرے باپ ہارون علیہ السلام اور میرے چچا موسیٰ علیہ السلام اور میرے شوہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دلجوئی کی ادھر اللہ کی طرف سے ان کے حق میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا گیا۔

وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ

اور نہ عورتیں عورتوں سے تمسخر کریں ممکن ہیں وہ ان سے اچھی ہوں۔

(الآلوسی اسباب نزول القرآن الواحدی، سورۃ الحجرات ۱۱)

صَادِقَة (سچ بولنے والی)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرضِ وفات میں تمام ازواجِ مطہراتؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں آئیں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے چین دیکھا تو عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کاش! آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی بیماری مجھے ہو جاتی، دوسری ازواجؓ نے ان کی طرف دیکھا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

وَاللّٰهُ اِنَّهَا لَصَادِقَةٌ ''واللہ وہ سچی ہے، یعنی ان کا اظہارِ عقیدت نمائشی نہیں بلکہ سچے دل سے وہ یہی چاہتی ہیں۔ (الاصابۃ، صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی) نبی علیہ السلام کا ان کو صادقہ قرار دینا ان کے درجۂ صدیقیت کا نشان ہے۔

اَلزَّاكِيَةُ (پاکیزہ نفس) اَلتَّقِيَّه (پرہیزگار)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی ایک لونڈی نے امیر المومنین سے شکایت کی کہ اُمّ المومنینؓ میں ابھی تک یہودیت کی بو پائی جاتی ہے کیوں کہ وہ اب بھی ہفتہ (سبت) کو اچھا سمجھتی ہیں اور یہودیوں سے دلی لگاؤ رکھتی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تحقیقِ احوال کے لیے خود اُمّ المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے جواب دیا ''جب سے خدا نے مجھے السَّبت (ہفتہ) کے بدلے جمعہ عنایت فرمایا تو ہفتہ کو دوست رکھنے کی ضرورت نہیں رہی، ہاں یہودیوں سے بے شک مجھے لگاؤ ہے کہ وہ میرے قرابت دار ہیں اور مجھے صلہ رحمی کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ حضرت عمرؓ اُمّ الْمُؤْمِنِيْن کی حق گوئی سے بہت خوش ہوئے اور واپس تشریف لے گئے۔ (الاستیعاب، صفیہ رضی اللہ عنہا)

اس کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے لونڈی کو بلا کر پوچھا: تجھے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے پاس میری شکایت کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ اس نے کہا مجھے شیطان نے بہکایا تھا۔ (حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اخلاقِ عظیمہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا:

اِذْهَبِيْ فَاَنْتِ حُرَّةٌ (الاصابة، صفيه رضی اللہ عنہا بنت حيي)

''جا میں نے تجھے (راہ خدا میں) آزاد کیا۔

یعنی صرف معاف ہی نہیں کیا، بُرائی کا بدلہ نیکی اور احسان کے ساتھ دیا، اس قسم کے متعدد واقعات ان کے آتے ہیں اسی صاف قلبی کی وجہ سے ان کے القاب، اَلتَّقِيَّة (پرہیزگار) اَلزَّاكِيَة (پاک نفس)، اَلصَّافِيَة (قلب ونظر کی صاف) تھے۔ (حِلية الاولياء صفيه رضی اللہ عنہا) وہ عاقلہ وحلیمہ تھیں۔

(عیون الاثر ذکر ازواجہؐ)

Marfat.com

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْن (مؤمنوں کی ماں) رَدِیْفَۃُ النَّبِیِّ (ہمرکاب نبوی ﷺ)

غزوہ خیبر کے بعد مقام صحباء میں آپ ﷺ کے ساتھ نکاح اور رسم عروسی کے بعد آپ ﷺ کی سواری پر سوار ہوئیں۔ صحابہؓ اور صحابیاتؓ میں ان حضرات وخواتین کو رَدِیفُ النبیؐ کہا جاتا ہے جنہیں اللہ نے یہ دولت دی کہ ان کو سید عالم ﷺ کی سواری پر ہم رکابی کی دولت مل گئی۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی ان ہی خوش نصیبوں میں سے ہیں۔ (مسند احمد: ۱۲۹۹۲)

صحابہ کرامؓ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے لیے ایک خیمہ پردے کے لیے نصب کیا تھا، جب آپ ﷺ تشریف لائے تو فرمایا:

قُوْمُوْا عَنْ اُمِّکُمْ (اپنی امی کے خیمے سے دور ہو جاؤ) اور جب ولیمہ ہوا تو فرمایا: کُلُوْا مِنْ وَلِیْمَۃِ اُمِّکُمْ تم اپنی امی کا ولیمہ کھاؤ! (الطبقات الکبریٰ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی)

۱۔ مذکورہ بیان سے ان کا ردیفۃ النبیؐ ہونا۔

۲۔ اور اُمّ المؤمنینؓ ہونا معلوم ہوا

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ قرآنِ کریم نے ان کو اُمّ المومنینؓ لقب سے نوازا ہے۔ (الاحزاب: ۶) تو خود نبی کریم بھی صحابہؓ کو اُمُّکُمْ (تمہاری ماں) فرمایا کرتے تھے۔ رمضان ۵۰ ہجری میں دنیائے فانی کو الوداع کہا اور سیدنا محمد کریم ﷺ سے جنت میں جا ملیں۔

Marfat.com

اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث الھلالیہ

اصل نام بَرّہ تھا۔ سرور عالم ﷺ کے نکاح میں آنے کے بعد میمونہ رضی اللہ عنہا نام رکھا گیا۔ قبیلہ قیس بن عیلان سے تھیں۔

سلسلہ نسب یہ ہے میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث بن حزن بن بجیر بن ہزم۔

اُمّ المُؤمِنِینؓ (مومنوں کی ماں)

۷ہجری میں ان کے شوہر نے وفات پائی۔

اسی سال رسولِ کریم ﷺ عمرہ کے لیے مدینہ سے مکہ روانہ ہوئے تو آپ ﷺ کے عم محترم حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب نے ان سے نکاح کر لینے کی تحریک کی۔ حضور ﷺ رضامند ہو گئے، چنانچہ احرام کی حالت میں شوال ۷ ہجری میں ۵۰۰ درہم حق مہر پر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا اور اُمّ المؤمنین کے ذی احترام لقب سے ممتاز ہوئیں۔

اَلْمَوْھُوْبَۃُ (اپنی جان نبی علیہ السلام کو ہبہ کرنے والی) اَلْمُؤْمِنَۃُ (ایمان والی):

انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کی: مجھے مہر کی ضرورت نہیں، ان کی تعریف میں قرآنِ کریم نازل ہوا وَامْرَاَۃً مُّؤْمِنَۃً اِنْ وَّھَبَتْ نَفْسَھَا لِلنَّبِیّ (الاحزاب ۵۰) اور وہ عورتیں بھی آپ ﷺ کے لیے حلال ہیں جو بغیر عوض (مہر) اپنی جان پیغمبرؐ کو دے دیں۔ اس آیت کے شان نزول میں اور بھی اقوال ہیں تاہم اَلطّبری القرطبی اور ابن کثیر وغیرہ تفاسیر میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا نام لکھا ہے۔ اس آیت سے ان کے اَلْمُؤْمِنَۃُ لقب کی تصدیق ہوتی ہے۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نہایت خدا ترس اور متقی تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے بارے میں فرمایا ہے۔ ''میمونہ رضی اللہ عنہا ہم میں سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والی اور صلہ رحمی کا خیال رکھنے والی تھیں۔''

Marfat.com

اَلْاَخَوَاتُ الْمُؤْمِنَاتُ (مومن بہنیں)

رسول رحمت ﷺ نے مہاجرین وانصارؓ میں اسلامی بھائی چارہ قائم فرمایا، جو ایک عالمی اخوت کی بنیاد تھی، اگرچہ خواتین اسی نظام کے تابع ہوکر اپنے شوہر یا بھائی اور والد کے اسلامی بھائی کے خاندان کو عزت دیتی تھیں ان کا الگ سے کوئی نظام نہ تھا یہ خصوصیت صرف چار خواتین کو ملی کہ آپ ﷺ نے ان کو الاخوات اَلْمُؤْمِنَاتُ (مومنہ بہنیں) لقب سے نوازا۔

۱۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث۔

۲۔ حضرت ام الفضل زوجہ عباسؓ۔

۳۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت عمیس زوجہ حمزہؓ

۴۔ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا بنت عمیس زوجہ شداد (معرفۃ الصحابہ اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس)

صَاحِبَۃُ الْاُمْنِیَّۃِ (امیدوں والی)

مقام ''سرف'' مکہ سے دس میل پر ہے، یہیں ان کی حضور ﷺ کے ساتھ رسم عروسی ادا ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: اے میمونہ رضی اللہ عنہا! جہاں تمہاری یہ خوشی کی رات گزری ہے یہیں تمہاری موت اور تدفین ہوگی، جب حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ میں بیمار ہوئیں تو فرمایا: مجھے اسی جگہ لے چلو امید ہے وہیں موت آئے گی۔

(سبل الھدیٰ باب نمبر ۸۴)

چنانچہ سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ۵۱ ہجری میں سرف کے مقام پر (جہاں ان کی رسم عروسی ادا ہوئی تھی) وفات پائی۔ جب جنازہ اٹھایا گیا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا: ''جنازہ کو زیادہ حرکت نہ دو۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی رفیقہ حیات تھیں۔ ادب کے ساتھ آہستہ آہستہ چلو۔ (تفسیر التحریر والتنویر الاحزاب ۶)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں اتارا۔ حضور ﷺ نے ان کے مرنے اور تدفین کے بارے میں جو فرمایا تھا اس کے پورا ہونے کی انہوں نے آخر عمر تک امید رکھی بالآخر ان کی تمنا پوری ہوگئی اس لیے ان کو صَاحِبَۃُ الْاُمْنِیَّۃِ (تمناؤں اور امیدوں والی) کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْن حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا المصریۃ

مقوقس رومی نے آپ ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ حضرت ماریہؓ کو روانہ کیا اس لیے تمام اہل سیر نے ان کو خادمۃُ النبی ﷺ لقب سے یاد کیا ہے۔ (معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، ماریہؓ)

آپ ﷺ نے ان کو آزاد فرمایا تھا اس لیے ان کو مَوْلَاۃُ الرَّسُوْل صلی اللہ علیہ وسلم (رسول اللہ ﷺ کی آزاد) کردہ لقب بھی دیا جاتا ہے۔ (الاستیعاب، ماریۃ القبطیۃ)

اُمُّ اِبْرَاهِیْم (حضرت ابراہیمؓ کی والدہ)

آزاد کرنے کے بعد حضور ﷺ نے حضرت ماریہؓ کو اپنے حرم میں داخل فرمایا ۸ ہجری میں ان کے بطن سے حضور ﷺ کے صاحبزادے ابراہیمؓ پیدا ہوئے اور ۱۷۔۱۸ ماہ زندہ رہ کر داغ مفارقت دے گئے۔ حضرت ماریہؓ ان کی وفات پر بے اختیار رونے لگیں اور حضور ﷺ بھی اشکبار ہو گئے، حضرت ابراہیمؓ بن محمد ﷺ کی نسبت ان کے ساتھ ایسی خوبصورت لگی کہ احادیث و تفاسیر میں ان کا نام کم استعمال ہوتا ہے اور ام ابراہیمؓ لقب زیادہ منقول ہے آنحضرت ﷺ بھی ان کو اسی لقب سے یاد فرماتے تھے۔ (تفسیر مظہری کی آیت التحریم کے ذیل میں)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی باری میں ایک دفعہ حضرت ام ابراہیم رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس آ گئیں، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار ہوا، آپ ﷺ نے ان کو خوش کرنے کے لیے فرمایا: چلو اب ہم ماریہ رضی اللہ عنہا کے پاس نہ جائیں گے لیکن یہ بات کسی کو نہ کہنا!

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اس راز کو راز نہ رکھ سکیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہہ بیٹھیں۔ اللہ نے حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کی تائید میں فرمایا:

یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ (التحریم:۱)

اے نبی! اللہ کی حلال کردہ کو آپ ﷺ نے کیوں حرام کر لیا؟ اس کے بعد آپ ﷺ نے

Marfat.com

حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ محبت شروع فرمادی۔ (الطبری ابن کثیر، الدر المنثور سورۃ التحریم)

اہل سیر کا بیان ہے کہ سرور عالم ﷺ جیسا سلوک ازواجِ مطہراتؓ سے کرتے تھے، ویسا ہی حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے کرتے تھے اور انہیں بھی پردہ میں رہنے کا حکم دیا تھا۔

حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے۔قبطیوں (مصر کے عیسائیوں) کے ساتھ حسنِ سلوک کرو اس لیے کہ ان سے عہد اور نسب دونوں کا تعلق ہے۔ان سے نسب کا معاملہ تو یہ ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ اور میرے فرزند ابراہیمؓ کی والدہ (ماریہؓ) دونوں اسی قوم سے ہیں اور عہد کا تعلق یہ ہے کہ ان سے معاہدہ ہو چکا ہے، مصر کی نسبت سے اہل سیر نے ان کو ام ابراہیم المصریہؓ بھی لکھا ہے۔

(المشاہیر النساء المسلمات)

اَلْمُجَاهِدَةُ الْمُطَاطِئَةُ (نبی علیہ السلام کو سہارا دینے والی مجاہدہ)

حافظ ابن کثیر نے ''البدایہ و النہایہ'' میں لکھا ہے کہ حضرت ماریہؓ نہایت پاک باز اور نیک سیرت تھیں ایک جنگ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھیں، آپؐ نے ان کے سہارے سے دیوار کے اوپر سے مشرکین پر تیر اندازی فرمائی۔اس عظیم شرف کی وجہ سے ان کو اَلْمُجَاهِدَةُ الْمُطَاطِئَة لقب دیا گیا۔(حلیۃ الاولیاء ماریہؓ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔محرم ۱۶ ہجری کا دن اہل مدینہ کے لیے ایک سوگوار دن تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب اہلِ مدینہ کو جمع کیا جنازہ پڑھایا اور جنت البقیع میں دیگر ازواج نبی ﷺ اور بنات نبیؐ کے ساتھ دفن کروادیا۔

حضرت ماریہؓ کو جو شرف حضرت نبی علیہ السلام کی قربت خاص کا حاصل ہوا، اس میں ان کی شریک و سہیم تین اور خواتین ہیں ان کو سَرَارِی النَّبیؐ کہا جاتا ہے۔

سَرَارِی النَّبیؐ (نبی اکرم ﷺ کے حرم کی کنیزیں)

۱۔ حضرت سیرینؓ۔

۲۔ حضرت ریحانہؓ بنتِ شمعون۔

۳۔ ایک وہ خاتون جن کو حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش نے حضور ﷺ کو ہبہ کر دیا تھا، ان چاروں

Marfat.com

کو تاریخ وسیر والوں نے سَرَاری النَّبِیؐ لقب سے یاد کیا ہے۔(شرح الزرقانی،۴۔۲۶۳)
سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۰ میں تمام مفسرین نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ملاحظہ:

حجرات نبویہ ﷺ کی زینت امت کی ماؤں کے القاب کیا خوب ہیں بس کہیے کہ ساری نورانی صفات کے مراکز یہی گھر تھے جن کی دربانی وجبیں سائی پر جبریل بھی ناز کرتے تھے، ازواجِ نبی ﷺ کی ایمانی اور قرآنی سیرت سے ایک بڑا حصہ بَنَات النَّبِی ﷺ نے اپنے اندر سمو لیا تھا اس لیے اگلا باب ان ہی کے نام ہے۔

Marfat.com

باب 3

بنات النبی ﷺ

(نبی اکرم ﷺ کی بیٹیاں)

یعنی ان ہستیوں کے قرآنی تذکرے اور ذکر القاب جن کے نام کے احترام میں آج بھی ہر مسلمان آنکھیں بچھالیتا ہے۔ دل میں ایک نور محسوس کرتا ہے، ان کی اخلاقی بلندی کو ہر عورت چھونے کا دعویٰ بھی کیوں کرے کہ ان کے مربی حضور ﷺ تھے۔اتنی عالی سند خواتین اب نہیں ہوں گی، بس جنت میں بھی ملیں گی اور وہ بھی ان کو جوان کے القاب و خطابات اور ذکر قرآنی کو حرز جان بنا کر اپنی پستی کو رفعت میں بدلیں گے، اس لیے کہ بنات الرسول ﷺ کا کردار بے داغ اور اعمال منور تھے۔

الطّاہرات (صاف دل خواتین)

اسی کردار و عمل اور ایمانیات میں ثابت قدمی کے لیے جب پردے کے لیے بڑی چادروں کا حکم ہوا تو ازواج و بنات نبی ﷺ کو بطور خاص خطاب فرماتے ہوئے ارشاد ہوا۔

۱۔ یَا اَیُّهَا النَّبِی قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَا بِيْبِهِنَّ ۔ (الاحزاب:۵۹)

اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہیے کہ وہ اپنی چادریں اپنے (منہ کے) اوپر لٹکالیا کریں۔

اس آیت میں پردے کا حکم عام ہے، اس کے باوجود ازواج و بنات رسول ﷺ کا یہ اعزاز ہے کہ ان کو خصوصی خطاب فرمایا۔

Marfat.com

۲۔ اس آیت سے پہلے ایک سلسلہ احکام میں فرمایا: ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ (الاحزاب:۵۳) (پردے کا) یہ طریقہ تمہارے لیے اور ان (مردوں کے لیے) زیادہ دلی صفائی کا ذریعہ ہوگا، ان دونوں آیات سے یہ بات اظہر من الشّمس ہوتی ہے کہ ازواجؓ و بناتِؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے الطّاھِرَاتُ (پاکیزہ قلب ہونے کا) لقب قرآنِ کریم سے ثابت ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے پردے کا وہ اہتمام کیا جس پر قرآنِ کریم نے دلی صفائی کی خوشخبری سنائی ہے۔

حق و صداقت کی علامات:

اس آیت کے پس منظر میں یہ کہنا ہے کہ بناتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور صداقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بلایا گیا۔ وہ قرآنی شخصیات ہیں۔ رحمت عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ان بیٹیوں کا ذکر قرآنِ کریم میں تمام صحابیاتؓ، صالحات، متصدقات اور الذّاکرات کے ساتھ بھی آیا ہے۔ اَلْمُهَاجِرَات و المُعَذَّبات میں بھی موجود ہے اور دو آیتوں میں الگ سے بھی موجود ہے لیکن۔

ا۔ جب نجران کے نصاریٰ نے اسلام کی حقانیت کو پکارا اور سیدنا محمد عربی علیہ السلام کی دلنشین اور دلائل سے معمور گفتگو سے بھی وہ مطمئن نہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے حکم دیا کہ ان کے ساتھ مباہلہ کرلیں اور اس کا طریقہ یہ بتایا کہ:

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۔(ال عمران:۶۱)

اگر یہ لوگ آپ کے دلائل کو تسلیم نہ کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کہہ دیجیے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو سامنے لے آتے ہیں اور تم اپنے بیٹوں کو لے آؤ اور ہم اپنی عورتوں کو لے آتے ہیں اور تم اپنی عورتوں کو، ہم اپنی جانوں کو لے آتے ہیں اور تم اپنی جانوں کو پھر ہم (مل کر) دعا کرتے اور جھوٹوں پر لعنت کرتے ہیں۔ جب اس آیت کا نزول ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سمیت اپنی سب بیٹیوں کو لائے اور نصاریٰ نے مباہلے سے معذرت کرلی، لیکن ازواجُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بناتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ان کا کردار اور ایمان اتنا شفاف اور واضح تھا کہ اسے بطور دلیل اقوامِ عالم کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

زینب رضی اللہ عنہا نام تھا۔رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں والدہ حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا تھیں ان کا نکاح حضرت ابوالعاصؓ سے ہوا جو بدر کے بعد مسلمان ہوئے۔

اَلسَّابِقَةُ الاُولٰی (قبولِ اسلام میں سبقت لے جانے والی) اَلْمُهَاجِرَةُ (ہجرت والی)

جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم منصبِ رسالت پر فائز ہوئے تو شوہر کی مخالفت کے باوجود حضرت زینب رضی اللہ عنہا فوراً ایمان لے آئیں اس طرح وہ اَلسَّابِقَةُ الاَوّل قرآنی لقب سے معمور ہوئیں ،ہجرت مدینہ میں ان کو شدید تکلیفوں سے گزرنا پڑا اور اَلْمُهَاجِرَة آسمانی لقب پایا وہ ان خواتین میں سے ہیں جن کو اَلسَّیِّدَات لقب دیا گیا۔(سیر اعلام النبلاء، زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

قرآنی لقب اَلسَّابِقُوْنَ الاَوَّلُوْنَ سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۰۰ میں اور اَلْمُهَاجِرَات سورۃ الممتحنہ آیت نمبر ۱۲ میں ہے۔

صَاحِبَةُ الْقِلَادَة (ہاروالی)

رمضان المبارک ۲ ہجری میں حق اور باطل کے درمیان پہلا معرکہ بدر کے میدان میں ہوا، اس میں حق غالب رہا اور قریش مکہ کے بہت سے آدمی مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہوگئے۔ان میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت ابوالعاصؓ بھی تھے۔جو ابھی تک مسلمان نہ ہونے کی وجہ سے کافروں کے ساتھ آئے تھے انہیں ایک انصاری حضرت عبداللہؓ بن جبیر نے اسیر کیا۔اہل مکہ نے جب یہ خبر سنی تو قیدیوں کے قرابت داروں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے عزیزوں کی رہائی کے لیے زرِفدیہ بھیجا۔ادھر سورہ انفال کی آیت نمبر ۶۷ نازل ہوچکی تھی جس میں حکم تھا کہ قیدیوں سے فدیہ لے لو! چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بھی مکہ سے اپنے دیور عمرو بن ربیع کے ہاتھ

Marfat.com

یمنی عقیق کا ایک ہار اپنے شوہر کی رہائی کے لیے بھیجا، یہ ہار حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ان کی والدہ حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا نے شادی کے وقت جہیز میں دیا تھا جب سرور کائناتؐ کی خدمت میں یہ ہار پیش کیا گیا تو حضور ﷺ کو حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا یاد آ گئیں اور آپ ﷺ آبدیدہ ہو گئے۔

(معرفۃ الصحابۃؓ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہؐ)

اَلْمُسْتَضْعَفَاتِ (کمزور عورتیں)

حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اِنْ تَرُدُّوْا عَلَیْھَا قَلَادَتَھَا فَافْعَلُوْا (اگر مناسب سمجھو تو) یہ ہار زینب رضی اللہ عنہا کو واپس بھیج دو (یہ اس کی ماں کی نشانی ہے)۔ ابو العاصؓ کا فدیہ صرف یہ ہے کہ وہ مکہ جا کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو فوراً مدینہ بھیج دیں تمام صحابہؓ نے ارشاد نبوی ﷺ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ حضرت ابو العاصؓ نے بھی یہ شرط قبول کر لی اور رہا ہو کر مکہ پہنچے۔

(سیر اعلام النبلاء، زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا ان دنوں مکہ کی ان صحابیاتؓ میں سے تھیں جن کو قرآنِ کریم نے اَلْمُسْتَضْعَفِیْنَ کہا ہے جس کا ذکر سورۃ نساء کی آیت نمبر ۹۸ میں ہے۔

(سیر اعلام النبلاء، ابو العاص بن ربیع)

قیدیوں کی آزادی کے سلسلہ میں ہار کا ذکر اور نبی علیہ السلام کے اس ہار پر آبدیدہ ہونے اور اس ہار کے ساتھ غیر معمولی یادوں کے وابستہ ہونے کی وجہ سے انکو صاحِبَۃُ الْقَلَادَۃ کہا جاتا ہے۔

(المشاہیر النساء المسلمات)

مُجِیْرَۃُ الْمُسْلِمِیْن (مسلمانوں کی طرف سے پناہ دینے والی)

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے تذکرہ میں لکھا گیا ہے کہ خواتین کو بھی آپ ﷺ نے یہ درجہ دیا کہ وہ کسی قومی مجرم کو پناہ دے سکتی ہیں، پناہ دینے والی کو اَلْمُجِیْرَۃُ کہا جاتا ہے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو بھی یہ لقب اس وقت ملا۔

۲ ہجری میں ابو العاصؓ ایک تجارتی قافلہ کے ہمراہ شام جا رہے تھے۔ کہ عیصؑ کے مقام پر مجاہدین اسلام نے قریش کے قافلہ پر چھاپہ مارا اور تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ حضرت ابو العاصؓ بھاگ کر مدینہ چلے گئے اور دوسرے مشرکین کو مسلمانوں نے گرفتار کر لیا۔ حضرت ابو العاصؓ نے مدینہ پہنچ کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی پناہ لی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے حضورؐ سے عرض کی:

Marfat.com

میں ابوالعاص کو پناہ دینا چاہتی ہوں۔ حضور ﷺ نے مسلمانوں کو کہا: فَهَلْ أَنْتُمْ مُجِيْرُوْنَ أَبَا الْعَاصِ وَ أَصْحَابَهُ؟ (زاد المعاد ج۳ ص ۲۵۳)

کیا تم ابوالعاص اور ان کے ساتھیوں کو پناہ دیتے ہو؟ صحابہؓ نے بقصد تعظیم منظور کر لیا۔ اس پناہ کی وجہ سے ان کو مجیرۃ المسلمین کہا جاتا ہے کہ انھوں نے مسلمانوں کی طرف سے مجرموں کو پناہ دی تھی۔

ملاحظہ: اس لقب کی تفصیل حضرت امِّ ہانیؓ بنت ابی طالب کے ذکر میں ہے۔

معاہدہ صلح کے بعد جو خواتین ہجرت کر کے مدینہ آئیں ان میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نام بھی ہے ان خواتین کو اَلْمُمْتَحِنَةُ الْمُهَاجِرَة اور اَلْمُؤْمِنَاتُ قرآنی القاب سے نوازا گیا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حضرت ام کلثومؓ کا ذکر القاب و نزول آیات)

چوں کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوالعاصؓ میں شرک کی وجہ سے تفریق ہو گئی تھی اس لیے جب ابوالعاصؓ مشرف باسلام ہو کر مدینہ پہنچے تو حضور ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو پہلے حق مہر ہی کے ساتھ دوبارہ نکاح کر کے حضرت ابوالعاصؓ کے گھر بھجوا دیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس واقعہ کے بعد زیادہ عرصہ زندہ نہ رہیں اور ۸ ہجری میں خالقِ حقیقی کے حضور پہنچ گئیں۔

Marfat.com

حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رقیہ رضی اللہ عنہا نام، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں۔

والدہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں، ان کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا اور بیعت کی۔ اس بیعت میں ان کی دیگر ہمشیرائیں بھی شامل تھیں۔ رضی اللہ عنہن

(الطبقات الکبری، رقیۃ بنت رسول اللہ)

اس طرح سب بَنَاتُ الرَّسُوْل، قرآنی لقب اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن (التوبۃ: ۱۰۰) قرآنی لقب سے متصف ہیں اور سب ہی ان المُبَایِعَات میں سے ہیں جن کی شان اللہ نے الممتحنۃ آیت نمبر ۱۰ میں بیان کر کے ان کو اَلْمُؤْمِنَاتُ لقب سے نوازا گیا ہے۔

ذَاتُ الْهِجْرَتَيْن (دو ہجرتوں والی)

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ ہی میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دی تھی۔ مکہ میں کفار نے جب مسلمانوں کو بے حد ستایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حبش کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ ہجرت کر کے حبش چلے گئے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شاندار ہجرت کے بارے میں فرمایا: (حضرت) ابراہیم علیہ السلام اور (حضرت) لوط علیہ السلام کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے خدا کی راہ میں اپنی بیوی کے ہمراہ ہجرت کی ہے۔

کچھ عرصہ بعد حضرت عثمانؓ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا واپس مکہ تشریف لے آئے، لیکن کفار کی ایذا رسانیاں پہلے سے بھی بڑھ گئی تھیں۔ چنانچہ دوبارہ حبش کی طرف ہجرت کر گئے۔ جب ہجرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہوا تو مدینہ کا سفر کیا اس لیے ذَاتُ الْهِجْرَتَيْن لقب سے نوازی گئیں۔

(سمط النجوم، ج ۱ ص، ۲۱۵)

Marfat.com

حضور ﷺ بدر میں شریک تھے، کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وقتِ اجل آ پہنچا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ جب فتح کی خوشخبری لے کر مدینہ میں داخل ہو رہے تھے اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنتُ الرسول ﷺ کو قبر میں اتارا جا رہا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ، رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہؐ)

Marfat.com

حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ

والدہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اکثر اہل سیر نے لکھا ہے کہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بعث نبوی ﷺ سے چھ سال قبل پیدا ہوئیں۔

بَضْعَةُ النَّبِیّ (جگر گوشہ نبی ﷺ)

جن کے ہاں وہ تیسرے نمبر پر آپ ﷺ کی بیٹی ہیں ان اہل سیر نے ان کا لقب البُضْعَةُ الثَّالِثَة رکھا ہے اس لیے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرح وہ بھی جگر گوشہ رسول ﷺ ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء زینب رضی اللہ عنہا بنت الرسول ﷺ)

وہ ثالثہ ہوں یا رابعہ بہر حال بضعۃ النبی ﷺ ہیں۔ یہ لقب حضورؐ کے فرمان فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِنِّی سے ماخوذ ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ۲/۴۱)

اَلْمُهَاجِرَةُ (ہجرت کرنے والی) اَلْمُبَایِعَةُ (بیعت کرنے والی)

جن خواتین اسلام کو اللہ نے اپنی محبت میں گھر بار چھوڑنے کی عزت بخشی ان کو قرآنی الفاظ میں المھاجرۃ کہا جاتا ہے تمام اہل سیر نے ان کی ہجرت مدینہ کا ذکر کیا ہے۔ علامہ صالحی شامی کی تحقیق یہ ہے کہ انہوں نے بیعت رسول ﷺ میں دیگر خواتین کے ساتھ شمولیت اختیار کی۔ ان وجوہات کی بنا، پر وہ اَلْمُهَاجِرَةُ ور اَلْمُبَایِعَةُ لقب سے متصف ہیں۔

(سبل الہدی ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت الرسول ﷺ)

وہ ان قرآنی خواتین میں سے ہیں جن کو اللہ نے یہ توفیق دی کہ وہ نبی ﷺ سے بیعت کر کے گناہوں کو چھوڑنے اور نیکی کرنے کا عزم کریں اور پھر خود ہی ان بیعت کرنے والیوں کو اَلْمُؤْمِنَاتُ قرآنی لقب دیا۔ (الممتحنہ ۱۲)

Marfat.com

ثَانِيَةُ النُّوْرَيْنِ (دوسری روشنی)

قبل از اسلام حضور ﷺ کی دونوں بیٹیوں کی نسبت ابولہب کے بیٹوں کی طرف تھی۔ قبولِ اسلام کے جرم میں عتبہ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو اور عتیبہ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ واقعہ طلاق کے بعد حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عقد نکاح میں آئی اس نکاح کو چند ہی سال گزرے تھے کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وقتِ آخر آ پہنچا اور انہوں نے ۲ ہجری میں وفات پائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات سے سخت صدمہ پہنچا۔ ان کے گھر سے نورِ نبوت کی روشنی جاتی رہی اور نبی اکرم ﷺ کی عزیز داری کا شرف چھن گیا۔

ادھر آسمانوں پر یہ فیصلہ ہو گیا کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا جگر گوشۂ نبوت ﷺ دنیا سے رخصت ہوئیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوسری نورِ نظر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور ﷺ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پڑھا دیا جائے۔

نکاح کے وقت حضور ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے جبریل امین کی معرفت مجھے حکم بھیجا ہے کہ اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو اسی حق مہر پر جو رقیہ رضی اللہ عنہا کا تھا تمہارے عقد میں دے دوں۔ (سبل الہدی مناقب السیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا)

اس نکاح کے بعد حضرت عثمان ذُوالنُّوْرَيْن کہلائے اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ثَانِيَةُ النُّوْرَيْن لقب سے نوازی گئیں۔ (المشاہیر النساء المسلمات)

اَلْمُبَشَّرَةُ بِالْجَنَّةِ (جنت کی خوشخبری پانے والی)

دورِ نبوی ﷺ میں لسانِ نبی ﷺ سے جن کو بہشتی ہونے کا شرف ملا ان کو اَلْمُبَشَّرَةُ بِالْجَنَّةِ لقب دیا جاتا تھا۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اس نکاح کے بعد چھ سال تک زندہ رہیں۔ انہوں نے شعبان ۹ ہجری میں وفات پائی۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس نے رسولِ کریم ﷺ کی ہدایت کے مطابق ان کو غسل دیا۔

حضور ﷺ نے کفن کے لیے اپنی چادر دی اور خود نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت ابوطلحہؓ، حضرت اسامہؓ بن زیدؓ اور حضرت فضل بن عباسؓ قبر میں اترے اور سیدہ کو جنت البقیع میں سپرد کر دیا۔ (الاستیعاب، سبل الہدی۔ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا بنتُ الرسول ﷺ)

آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل بقیع میں سے ستر ہزار مدفون بقیع کو بغیر حساب کتاب

Marfat.com

جنت میں داخل کیا جائے گا۔(المستدرک الحاکم:۶۹۳۴)

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا السَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن قرآنی لقب حاصل کرنے والی خواتین میں سے ہیں جن کے لیے قرآنی اعلان ہے۔وَاَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَار کہ ان کے لیے ایسی جنتوں کا وعدہ ہے' جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں۔(سورۃ التوبۃ:۱۰۰)

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ جس وقت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو قبر میں اتارا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں تھا۔سیدہ ام کلثومؓ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔(سیر اعلام النبلاء زینب رضی اللہ عنہا بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

فاطمہ نام، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی اور سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ والدہ حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا تھیں۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا (جہنم سے بچانے والی)

ان کا یہ نام وحی الٰہی سے رکھا گیا، لِاَنَّ اللّٰہَ فَطَمَھَا وَذُرِّیَّتَھَا وَمُحِبِّیْھَا عَنِ النَّارِ اس لیے یہ نام رکھا کہ فَطَمَ کے معنیٰ بچانا اور فاطمہ کے معنیٰ بچانے والی)۔ اللہ نے ان کو جہنم سے بچایا ہے، ان کی اولاد کو بھی عذابِ نار سے بچایا اور جس نے ان سے محبت کی، اس کو آخرت کے عذاب سے بچائے گا۔

(شرح الزرقانی فی ذکر اولاد، کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۲۲۶)

بَتُوْل (دنیا سے بے رغبت)

بچپن ہی سے نہایت متین اور تنہائی پسند تھیں۔ نہ کبھی کسی کھیل کود میں حصہ لیا اور نہ گھر سے قدم باہر نکالا ہمیشہ والدہ ماجدہ کی خدمت میں رہتیں۔ ان سے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ایسے سوالات پوچھتیں جن سے ان کی ذہانت وفطانت کا ثبوت ملتا۔ دنیا کی نمود ونمائش سے سخت نفرت تھی۔ اسی لیے ان کا لقب بتول رکھا گیا۔ یہ حضرت مریم علیہ السلام کا لقب ہے۔

(اتحاف السائل باب ولادتھا تاج العروس، ب، ت، ل)

اَلزَّھْرَاء (روشن چہرے والی)

ا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لاڈلی بیٹی اور نورِ نظر کی تربیت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دیتی تھیں۔ اَلصَّادِقُ وَالْاَمِیْن

Marfat.com

والد اور اَلطَّاهِرَةُ وَالْمُطَهَّرَةُ ماں کی لاجواب تربیت اور بے مثال تعلیم کا یہ اثر تھا کہ ان کا دل اور چہرہ دونوں منور تھے۔ اسی لیے لقب الزہراء پایا، زھراء کے معنی روشن منور جبیں شخصیت۔

(تہذیب الکمال ج ۳۵،ص ۳۹۹)

۲۔ علامہ زین الدین لکھتے ہیں:

سُمِّيَت بِالزَّهْرَاءِ لِأَنَّهَا زَهْرَةُ الْمُصْطَفٰی (اتحاف السائل) بِمَا لِفَاطِمَةَ مِنَ الْفَضَائِل ، وِلَادَتُهَا) زھراء بمعنی رونق ،حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی قلبی رونق۔

۳۔ زہراء کے معنی نور: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی نور نظر تھیں۔

۴۔ جس طرح اللہ نے آپ ﷺ کی برکت سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو قلبی پاکیزگی دی تھی، اسی طرح ان کو خواتین کے ایام سے بھی بچایا تھا تاکہ کوئی نماز و عبادت متاثر نہ ہو اس لیے الزہراء (پاکیزہ نفس) لقب عطا ہوا۔ (سبل الہدی ج ۱۰ص ۴۸۶ میں متعدد احادیث سے یہ لقب اسی دلیل سے ثابت کیا گیا ہے جو اوپر عبارات سے متعلق گزری) اور لکھا ہے کہ اسی بناء پر آپؓ کو طَاهِرَةٌ مُّطَهَّرَةٌ لقب سے نوازا گیا ہے، فرمایا: اٰدَمَةٌ طَاهِرَةٌ مُّطَهَّرَةٌ لَا تَحِيضُ۔

(سبل الہدی باب من اختص بہ، کنز العمال ۳۴۲۲۶ جمع الجوامع :۲۰۹، جامع الاحادیث ۲۱۰)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْن (سب جہانوں کی عورتوں کی سردار)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں تو آپ ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، جب معلوم ہوا کہ بیماری کے ساتھ بھوک نے بھی گھر میں ڈیرے ڈال رکھے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بیٹی! کیا تم اس بات پہ راضی نہیں کہ تم سب جہانوں کی عورتوں کی سردار ہو؟ عرض کرنے لگیں: جی ابا جی، لیکن آپ ﷺ نے تو یہ فضیلت حضرت مریم علیہا السلام کی فرمائی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی اور تم اپنے زمانے کی خواتین جنت کی سردار ہو۔

ترجمان القرآن حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے چار خط کھینچے اور پوچھا: جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہؓ نے مودبانہ عرض کی: اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خواتین جنت میں سب سے افضل حضرت خدیجہ الکبریٰؓ پھر حضرت

Marfat.com

فاطمۃ (الزہراؓ) پھر حضرت مریم علیہا السلام پھر حضرت آسیہؓ بنت مزاحم زوجہ فرعون ہیں۔

(اسد الغابہ فاطمۃؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً (اللہ کی عطاء پہ راضی)

جب مکہ فتح ہوا، اہم شہروں کی فتوحات اور غزوات میں کامیابی پر مسلمانوں کی غربت اور افلاس کی کمی ہوئی اور مدینہ منورہ میں بکثرت مالِ غنیمت آنا شروع ہو گیا تھا۔ ایک دن حضرت علیؓ کو معلوم ہوا کہ مالِ غنیمت میں کچھ لونڈیاں آئی ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ''فاطمہ رضی اللہ عنہا! چکی پیتے پیتے تمہارے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں اور چولہا پھونکتے پھونکتے تمہارے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا ہے، آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مالِ غنیمت میں بہت سی قیدی خواتین آئی ہیں، جاؤ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خادمہ مانگ لاؤ!'' حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں لیکن شرم وحیا حرف مدعا زبان پر لانے میں مانع ہوئی۔ تھوڑی دیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہ کر واپس آ گئیں اور حضرت علیؓ سے کہا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کنیز مانگنے کا حوصلہ نہیں پڑتا، پھر دونوں میاں بیوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اپنی تکالیف بیان کیں اور ایک لونڈی کے لیے درخواست کی۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں تم کو کوئی قیدی خدمت کے لیے نہیں دے سکتا ابھی اصحاب صُفّہ کی خورونوش کا تسلی بخش انتظام مجھے کرنا ہے، میں ان لوگوں کو کیسے بھول جاؤں، جنہوں نے اپنا گھر بار چھوڑ کر خدا اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کی خاطر فقر وفاقہ اختیار کیا ہے۔

دونوں میاں بیوی خاموشی سے گھر تشریف لے گئے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آرام کر رہی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس چیز کے تم خواہش مند تھے، اس سے بہتر ایک چیز میں تم کو بتاتا ہوں۔ ہر نماز کے بعد دس دس بار سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھا کرو اور سوتے وقت سبحان اللہ، الحمدُ للہ، ۳۳، ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھ لیا کرو۔ یہ عمل تمہارے لیے بہترین خادم ثابت ہوگا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سر بستر سے نکالا اور کہا رَضِیْتُ عَنِ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ۔

(تہذیب الکمال ج ۲ ص ۳۲۲، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۹۸۸)

Marfat.com

اس قسم کے واقعات کی بناء پر رَاضِیَۃٌ مَّرضِیَۃٌ لقب سے نوازا گیا۔ رَاضِیَۃٌ بِمَا اُوْتِیَتْ مَرْضِیَۃٌ عند اللّٰہ تعالیٰ یہ لقب اس شخص کو دیا جاتا ہے جو اللہ کی ہر عطا پہ راضی ہو اور جو اللہ کے پاس اس کا اجر و ثواب ہے اس پر خوش ہو۔ (تفسیر الآلوسی سورۃ والفجر ۸)

بَضْعَۃُ الرَّسُوْلِ (جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ لقب خود نبی علیہ السلام نے ان الفاظ میں دیا:

فَاطِمَۃُ اِبْنَتِیْ وَبَضْعَۃٌ مِّنِّی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرا جگر گوشہ اور بیٹی ہے۔

(حلیۃ الاولیاء فاطمہ رضی اللہ عنہا)

اس لقب کا پس منظر یہ ہے: ایک دن اپنے اصحابؓ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: سب سے اچھی عورت کون ہے؟ مختلف حضرات کے جوابات درست نہ ہوئے، تو محفل سے حضرت علیؓ اٹھے، اور گھر جا کر بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جواب مانگا، انہوں نے جواب دیا۔ اَنْ لَّا یَرَیْنَ الرِّجَالَ وَلَا یَرَوْنَھُنَّ جس عورت پہ کسی مرد کی نظر نہ پڑے اور نہ اس کی نظر کسی غیر مرد پر پڑے، وہ عورت سب سے اچھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں جب یہ جواب پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر حضرت علیؓ سے پوچھا: کس نے جواب سکھا دیا؟ عرض کی: فاطمہ رضی اللہ عنہا نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر والا تاریخی جملہ ارشاد فرمایا، جس سے ان کا لقب بَضْعَۃُ الرَّسُوْلِ تخریج کیا گیا ہے۔

(حلیۃ الاولیاء ۲/۴۱)

اَلْاَبْرَار (نیک لوگ)

سورۃ الدھر آیت نمبر ۸ میں اللہ فرماتے ہیں: اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُھَا کَافُوْرًا نیک لوگ ایسے جام سے پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی)۔ اس سے آگے آیات میں نیک لوگوں کی علامات ذکر کی ہیں۔ آیئے ایک واقعہ کی روشنی میں ان نیک نفس انسانوں سے متعارف ہوتے ہیں جن کو قرآنِ کریم اَلْاَبْرَار لقب دیتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ ایک دفعہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے ساری رات ایک باغ سینچا اور اجرت میں تھوڑے سے جو حاصل کیے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کا ایک حصہ لے کر آٹا پیسا اور کھانا تیار کیا۔ عین کھانے کے وقت ایک مسکین نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا ''میں بھوکا ہوں۔ حضرت سیدہ فاطمہؓ نے وہ سارا کھانا اسے دے دیا۔ پھر باقی اناج کا کچھ حصہ لے کر پیسا اور کھانا

Marfat.com

پکایا۔ ابھی کھانا پک کر تیار ہوا ہی تھا کہ ایک یتیم نے دروازہ پر آ کر دستِ سوال دراز کیا وہ سب کھانا اسے دے دیا۔ پھر باقی اناج پیسا اور کھانا تیار کیا اتنے میں ایک مشرک قیدی نے اللہ کی راہ میں کھانا مانگا۔ وہ سب کھانا اس کو دے دیا گیا۔ غرض، سب اہل خانہ نے اس دن فاقہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ ان سب اہل خانہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ۔ (اور وہ اللہ کی راہ میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

(الدھر، تفسیر مظہری، البیضاوی، الرازی، السمعانی القشیری)

اسی سورہ پاک کی آیت نمبر ۵ میں ان صفات والوں کو اَلْاَبْـرَار (نیک لوگ) لقب دے کر عزت بخشی گئی ہے۔ معلوم ہوا حضرت علیؓ کا یہ گھرانہ اس قرآنی لقب کا مصداق تھا۔

اَلْمُؤْمِنَةُ الْغَازِيَة (غزوہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں شرکت کرنے والی مومنہ)

یہ ان خواتین کا لقب ہے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شرکت کا اعزاز ملا۔

(مسلم باب النساء الْغَازِيَاتُ)

غزوہ احد میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم شدید زخمی ہو گئے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر مشہور ہو گئی۔ مدینہ میں یہ خبر پہنچی تو حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا دوسری خواتین کے ہمراہ بادیدہ گریاں میدان احد میں پہنچیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو باحیات دیکھ کر جان میں جان آئی، لیکن پدر محترم کو اس حالت میں دیکھ کر سخت غمزدہ ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کو بار بار دھوتی تھیں، لیکن پیشانی کے زخم سے خون نہ تھمتا تھا، بالآخر کھجور کی چٹائی جلا کر زخم میں بھری جس سے خون تھم گیا۔

(زاد المعاد، احداث غزوہ احد)

اس معرکہ میں شریک حضرات وخواتین کے اَلْمُؤْمِن اور اَلْمُؤْمِنَة ہونے کی گواہی سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۲۱ میں دیتے ہوئے اللہ نے فرمایا: وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (میدان احد میں جانے کے لیے) گھر سے نکلے اور مومنوں کو ان کے جنگی ٹھکانوں پہ جما رہے تھے، اس آیت کے نزول نے تمام شرکاء احد کو اَلْمُؤْمِن اور اَلْمُؤْمِنَة القابات دیے، جب اس لقب کی تقسیم ہوئی تو امید ہے کہ اللہ کی طرف سے خواتین میں سب سے پہلے یہ اعزازی لقب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ملا۔

Marfat.com

مُشَبَّهَةُ الرَّسُوْل (اللہ کے رسول ﷺ کے مشابہہ)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول ﷺ کی چال ڈھال اٹھنے، بیٹھنے میں، اندازِ گفتگو اور خلقی مشابہت میں آپ ﷺ کے بہت قریب تھیں۔

سیدۃ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹے حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما بھی آپ ﷺ کے مشابہہ تھے۔ (اسد الغابہ، حسین بن علی رضی اللہ عنہما)

اس لیے حضرت علیؓ کے اس گھرانے کا امتیازی لقب مُشَبَّهِیْنَ بِالنَّبِیّ ہے۔ اس لقب کے حاملین کی تعداد ۱۲ سے زائد ہے۔ (فتح الباری، مناقب الحسن والحسینؓ)

ملاحظہ:

مُشَبَّهِیْنِ رَسُوْل ﷺ حضرات کا ایمان افروز تذکرہ ہماری کتاب ''آغوشِ نبوت'' میں دیکھیے۔

صَاحِبَةُ سِرِّ النَّبِیّ (نبی ﷺ کی رازدار)

حضرت حذیفہؓ کو یہ لقب ملا کہ ان کو صَاحِبُ سِرِّ النَّبِیّ کہا جاتا ہے، خواتین میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہ مقام حاصل ہے۔ وصال نبوی ﷺ سے کچھ دن پہلے آپ ﷺ نے ان کے کان میں کوئی بات کہی جسے سن کر وہ رونے لگیں، پھر حضور ﷺ نے کوئی اور بات ان کے کان میں کہی، جسے سن کر وہ ہنسنے لگی۔ جب چلنے لگیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پوچھا: ''اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! تیرے رونے اور ہنسنے میں کیا بھید تھا؟ سیدہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''جو بات حضور ﷺ نے اخفاء میں رکھی ہے، میں اسے ظاہر نہ کروں گی۔

رسولِ کریم ﷺ کی رحلت کے بعد ایک دن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور بعض روایتوں کے مطابق حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس واقعہ کی تفصیل پوچھی۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''پہلی دفعہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ پہلے حضرت جرائیل علیہ السلام سال میں ہمیشہ ایک بار قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے، اس سال خلافِ معمول دو بار کیا ہے، اس سے قیاس ہوتا ہے کہ میری وفات کا وقت قریب آ گیا ہے، اس پر میں رونے لگی۔

پھر حضور ﷺ نے فرمایا ''تم اہل بیت میں سے سب سے پہلے مجھے ملو گی اور تم جنتی عورتوں کی سردار ہوگی، اس بات سے مجھے خوشی ہوئی اور میں ہنسنے لگی۔ (صحیح مسلم باب فضائل فاطمہ رضی اللہ عنہا)

Marfat.com

یہ اہم راز اور وہ بے شمار باتیں جو ایک باپ اور بیٹی کے درمیان ہو سکتی ہیں ان کی وجہ سے صَاحِبَۃُ سِرِّ النَّبی ﷺ ان کا لقب ہے۔

حَبِیْبَۃُ النَّبِیّ (نبی ﷺ کی محبوب شخصیت)

رَیْحَانَۃُ النَّبِیّ (نبی رحمت کی راحتِ جاں)

معجم الصحابہؓ میں حدیث نمبر ۸۱۳ میں ہے:

آپؐ نے فرمایا: فاطمۃ اَحَبُّ اِلَیَّ فاطمہ رضی اللہ عنہا مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ ان دونوں روایات کی بناء پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے القاب میں۔

۱۔ حَبِیْبَۃُ النَّبِیّ (نبیؐ کی محبوب شخصیت) رَیْحَانَۃُ النَّبِیّ (نبی ﷺ کی راحت جاں) حَافِظَۃُ اَسْرَارِ النَّبِیّ (نبی ﷺ کی محرم راز) القاب مذکور ہیں۔ (مَشَاہِیْرُ النِّسَاء المُسلمات)

بایں ہمہ اس حدیث طیبہ سے آپ ﷺ کا اَلْمُبَشَّرَۃُ بِالْجَنَّۃِ لقب ثابت ہوتا ہے۔

اَلْمُبَشَّرَۃُ بِالْجَنَّۃِ (جنت کی خوشخبری یافتہ)

ابھی گزرا کہ آپ ﷺ نے ان کو سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃ قرار دیا اور نبی علیہ السلام سے جلد ملنے کی خبر دی اس لیے رسولِ کریم ﷺ کی جدائی کا سب سے زیادہ صدمہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو ہوا اور وہ ہر وقت غمگین نبی علیہ السلام کی ملاقات کی منتظر و دل گرفتہ رہنے لگیں۔ ان کا دل ٹوٹ چکا تھا۔ حضور ﷺ کی رحلت کے چھ ماہ بعد ہی ۳ رمضان المبارک ۱۱ ہجری کو ۲۹ سال کی عمر میں عازم فردوسِ بریں ہوئیں۔

صَاحِبَۃُ الْحَیَاء (حیاء والی) اَھْلُ الْکِسَاءِ (چادر والی)

بَضْعَۃُ النَّبِیّ لقب کے تحت گزرا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا عورت کی سب سے بڑی خوبی پردہ اور حیاء کو سمجھتی تھیں ان کی اپنی زندگی بھی حیاء سے معمور تھی۔ ان کی وفات سے پہلے حضرت اسماءؓ نے کہا "اے بنت رسول ﷺ! میں نے حبش میں دیکھا ہے کہ جنازے پر درخت کی شاخیں باندھ کر ایک خیمے کی صورت بنا لیتے ہیں، اور اس پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو صفتِ حیاء کی بناء پر یہ سب کچھ بہت اچھا لگا، ان کی دلچسپی دیکھ کر حضرت اسماءؓ نے کھجور کی چند شاخیں منگوائیں اور انہیں جوڑ کر اور پھر ان پر کپڑا تان کر سیدہ بتول

Marfat.com

رضی اللہ عنہا کو دکھایا۔ انہوں نے اسے پسند فرمایا۔ چنانچہ وفات کے بعد ان کا جنازہ اسی طریقہ سے اُٹھا۔

(الاستیعاب، فاطمۃ بنت رسول اللہؐ)

جنازہ میں بہت کم لوگوں کو شرکت کا موقع ملا اس لیے کہ سیدہ رضی اللہ عنہا کی وفات رات کے وقت ہوئی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وصیت کے مطابق رات ہی کو دفن کیا۔ نماز جنازہ حضرت عباسؓ نے پڑھائی، حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ اور حضرت فضل بن عباسؓ نے قبر میں اتارا۔ دارِ عقیل کے ایک گوشہ میں مدفون ہوئیں۔

(الطبقات الکبری، زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

وہ ان اہل بیت میں سے ہیں جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر ڈال کر اہل بیت لقب سے نوازا۔ ان کو اَہلُ الکِسَاء (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کملی کے نیچے آنے والے) کہا جاتا ہے اس چادر کی بڑی شان ہے اس کی مناسبت سے اللہ نے قرآن پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّل استعمال فرمایا ہے۔

ملاحظہ: اَہلُ الکِسَاء لقب کی تشریح امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے باب میں ہے۔

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت علی القرشیہ

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے جس گھرانے میں ہوش کی آنکھیں کھولیں وہ روئے زمین کا بہترین گھرانا تھا، ان کے نانا سید الانبیاء، فخر موجودات رحمتِ دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو نانی اسلام کی خاتون اول اُمّ المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا الکبریٰ تھیں۔ والد اسد اللہ الغالب سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے، والدہ سیدہ النساء خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء بتول رضی اللہ عنہا تھیں۔

اَھْلُ الْبَیْتِ ، سِبْطَۃُ الرَّسُوْل ، زَیْنَبُ الْکُبْرٰی رضی اللہ عنہا :

ان کے بھائی جوانانِ جنت کے سردار سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ شہید کربلا تھے، چچا محبوب رسول سیدنا جعفر طیارؓ شہید موتہ تھے، حضرت حسینؓ سبطُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقب سے مزین تھے، ان کی بہن زینب رضی اللہ عنہا سبطۃ الرّسُوْل ﷺ تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اہل بیت قرآنی لقب سے مزین خانوادے کی روشن قندیل ہیں۔

(الاصابہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت علیؓ)

ان کا نام زینبُ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہے جب کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنتِ عقیل کا نام زینبُ الصُّغریٰ ہے۔ (تاریخ الطبری، ج ۱۱ص ۶۳۰)

ملاحظہ: الصُّغریٰ اور الکبریٰ کی بحث حضرت خدیجہ کے بیان میں لکھی جا چکی ہے۔

رَدِیْفَۃُ النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم رکاب)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ کئی مرتبہ حسنینؓ کی طرح وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوشِ مبارک پر سوار ہوئیں سرورِ عالم ﷺ حجۃ الوداع کے لیے مکہ معظّمہ تشریف لے گئے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں اس وقت ان کی عمر پانچ سال تھی اور یہ ان کا پہلا سفر تھا۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم رکابی کی بناء پر آپ کا لقب رَدِیْفَۃُ النَّبِیؐ ہے۔

Marfat.com

خَطِیبَۃُ النِّسَاء (بے مثال خطیبہ)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بے مثال خطیب تھے، وہ اپنے خطبات اور تقاریر میں فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیتے تھے۔ حضرت زینبؓ کو اپنے عظیم باپ کی فصاحت و بلاغت اور زورِ بیان ورثہ میں ملے۔ ان کے عدیم المثال خطبات تاریخ نے اپنے صفحات میں محفوظ کر لیے ہیں، انہیں پڑھ کر کون سا دل ہے جو پگھل نہ جائے اور کون سی آنکھ ہے جو اشک بار نہ ہو جائے۔ اللہ نے ان کو نبوی ﷺ و علوی نسبت دی تھی تو اس کے ساتھ ساتھ خاندانی فصاحت و بلاغت سے نَجِیبَۃُ الطَّرْفَیْن بنایا تھا اس لیے وہ اپنے زمانے کی عورتوں میں سے بڑی خطیبہ تھیں۔

(الاعلام للذرکلی السیدہ زینبؓ)

اَلْعَاقِلَۃُ (سمجھدار خاتون)

۱۰ محرم الحرام ۶۱ ہجری کو کربلا کا المناک سانحہ پیش آیا جس میں حضرت زینبؓ کی آنکھوں کے سامنے ان کے بچے، بھتیجے، بھائی اور ان کے متعدد ساتھی شامی فوج سے مردانہ وار لڑتے ہوئے ایک ایک کر کے شہید ہو گئے۔ اس موقع پر سیدہ زینبؓ نے جس حوصلے، شجاعت اور صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا، تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

۱۰ محرم کو جب تمام جاں نثارانِ اہل بیت ایک ایک کر کے دوشِ رسول ﷺ کے سوار پر قربان ہو گئے اور سیدنا حسینؓ حضرت زینبؓ کے سامنے مردانہ وار لڑتے ہوئے شہید ہو گئے ظالم شامیوں کے دل ان کی شہادت سے بھی ٹھنڈے نہ ہوئے تو انہوں نے شہدائے کربلا کے مقدس جسموں کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کیا اس وقت صبر و تحمل اور جرأت کا اظہار اور بچے کھچے مظلوم خاندان کو سنبھالنے کے لیے ہوش مندی کا مظاہرہ کرنا خاص انہی کا حصہ تھا اس لیے ان کو تمام مورخین اَلْعَاقِلَۃ (سمجھدار) ہونے کا لقب دیتے ہیں۔

(اسد الغابہ زینبؓ بنت علیؓ)

سیدہ زینبؓ ۱۲ محرم الحرام ۶۱ ہجری اور قافلہ حسینی کے پسماندگان کو (جن میں کچھ خواتین بچے اور عابد بیمار تھے) شامی فوجی اسیر کر کے کوفہ کی طرف لے چلے۔ شہداء کے لاشے ابھی میدانِ کربلا میں بے گور و کفن ہی پڑے تھے۔ جب یہ ستم زدہ قافلہ ان کے پاس سے گزرا تو

Marfat.com

اہلِ قافلہ فرطِ الم سے نڈھال ہو گئے، ایسے مشکل حالات میں خاندان کو بچا کر لانا اور حالات اور پوری امت کے زخموں پر مرہم رکھنا ان کی سمجھداری کی بیّن دلیل ہے۔

دُرَّةُ الْمَشْرِقْ (مشرق کا موتی)

بے پناہ مصائب نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے دل و جگر کے ٹکڑے اڑا ڈالے تھے۔ کربلا سے واپس آنے کے بعد کبھی کسی نے ان کے چہرے پر مسکراہٹ نہیں دیکھی۔ ایک روایت کے مطابق انہوں نے ۶۲ ہجری میں مدینہ منورہ ہی میں اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کی اور یوں یتیمانِ اہل بیت کی سر پرست شہدائے کربلا کی یادگار، اور دشمنوں کو عذاب الٰہی سے ڈرانے والی بے مثال خطیبہ، اپنے محبوب اور مظلوم بھائی سے جنت الفردوس میں جا ملیں۔ ان کو دُرَّةُ الْمَشْرِقْ کا خطاب اہل مصر نے دیا۔ (معجم الالقاب، درة المشرق)

حَامِلُ لِوَاءِ الْعَدْل (انصاف کا جھنڈا اٹھانے والی)

ایک اور روایت کے مطابق حضرت زینب رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ پہنچ کر شہیدان کربلا کے مصائب نہایت دردانگیز لہجہ میں کمال فصاحت و بلاغت سے لوگوں کو سنایا کرتی تھیں۔ لوگ ان سے بہت متاثر ہوتے اور ان میں اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کا جذبہ پیدا ہوتا۔ اس لیے ان کو حَامِلُ لِوَاءِ الْعَدْل لقب دیا گیا۔ (معجم الالقاب حامل لواء العدل)

(اکثر واقعات البدایہ والنہایہ سے لیے گئے)

ملاحظہ

بَنَاتُ الرَّسُوْلؐ کی مجلس سے اٹھنے کو کسی کا بھی دل نہیں چاہتا، تاہم ان کے فیضِ صحبت سے جن شخصیات نے روحانی کمالات حاصل کیے، ان میں وہ لڑکیاں بھی ہیں جو حضورؐ کی کسی زوجہ مطہرہ کے ساتھ آئیں اور حضورؐ کی نسبی بچیوں کے ساتھ تربیت پائی۔ اگلے باب میں ان رَبِیبَاتُ النَّبیؐ کے ذکر قرآنی القاب کا ذکر ہے۔ ان رَبِیبَات نے بھی بَنَاتُ النَّبیؐ کے سرچشمہ علم سے آگہی و روشنی پائی۔

Marfat.com

باب:4

رَبِیبَاتُ النَّبِیّ ﷺ
(نبی ﷺ کی پروردہ)

اگلے صفحات کے مطالعہ سے آپ کو علم ہوگا کہ حضور ﷺ نے جو نکاح کیے ان میں سے بعض خواتین کے ساتھ بچے تھے ان بچوں کو حضور ﷺ نے تربیت سے نوازا اس لیے وہ رَبَائِبُ النَّبِیّ لقب پا گئے، قرآن میں ان کا تعارف یہ ہے۔

اللہ نے فرمایا: وَرَبَائِبُكُمُ اللَّتِي فِي حُجُورِكُم مِن نِسَائِكُمُ اللَّتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ.

(سورۃ النساء آیت ۲۳)

اور وہ عورتیں تم پر حرام ہیں جو تمہاری پرورش میں ہوں، تمہاری ان بیویوں سے ہیں جن سے تم نے خلوت کی ہے۔

تین باتیں یہاں بڑی اہم ہیں جو اس آیت کے پس منظر اور پیش منظر میں ثابت ہیں۔

۱۔ دور رسالتؐ میں اور خود رسول اللہ ﷺ کے گھر میں ''رَبَائِب'' کے وجود نے یہ آیت اتاری اور قیامت تک آنے والے بعض اہم مسائل کو پیش کیا ہے۔

۲۔ اس سلسلے میں قرآن پاک کا حکم عام ہے اور حضور ﷺ کی ربائب بچیاں اس آیت میں مذکور ہیں۔

۳۔ ان بچیوں کا یہ لقب قرآنی و آسمانی ہے۔

اب اگلے صفحات میں ان کے دیگر القاب کا مطالعہ ہوگا۔ یہاں آٹھ رَبِیبَاتُ النَّبِیّ ﷺ لکھی گئی ہیں۔

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ

اُمّ المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں جو ان کے پہلے شوہر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ عبدالاسد مخزومی کی صلب سے تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔

زینب رضی اللہ عنہا بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بن عبدالاسد بن ہلال۔

ذَاتُ السَّفِیْنَۃِ (کشتی والی)

ان کا نام بھی برہ تھا اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا میں تبدیل فرمایا۔

وہ اپنی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ کی ہجرت میں تھیں اس لیے ان خواتین میں سے ہیں جن کو ذَاتُ السَّفِیْنَ (کشتی والی) اس لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ہجرت کا عظیم سفر کشتی میں کیا تھا۔ (حلیۃ الاولیاء، اسماء بنت عُمیس)

رَبِیْبَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ (اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت یافتہ)

ان کا شمار قرآن پاک سورۃ نساء میں آیت نمبر ۲۳ کے اس جملے کی مصداق صحابیاتؓ میں ہوتا ہے۔ وَرَبَائِبُکُمُ اللّٰتِی فِیْ حُجُوْرِکُم تفصیل ابھی گذری۔ حضرت زینبؓ کی والدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں آئیں تو ننھی زینب رضی اللہ عنہا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آغوشِ تربیت میں آگئیں۔ ان کا اصل نام برہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر زینب رکھا۔

اس شرف عظیم کی یادگار میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو رَبِیْبَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ (الاستیعاب، معقلؓ بن مقرن)

اور آپ رضی اللہ عنہا ان ربائب میں سے ایک ہیں جن کا ذکر سورہ نساء میں ہے۔

Marfat.com

اَفْقَہُ النِّسَاء (اپنے زمانے کی عورتوں میں علم دین کی زیادہ سمجھ رکھنے والی)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن شفقت میں تربیت پائی تھی، اس لیے فضل وکمال کے لحاظ سے نہایت بلند مرتبے پر فائز تھیں۔ علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ''اسد الغابہ'' میں لکھا ہے۔

''كَانَتْ مِنْ اَفْقَهِ نِسَاءِ زَمَانِهَا''

(وہ اپنے زمانے کی فقیہ ترین خاتون تھیں)

اربابِ سیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ بڑے بڑے ذی علم لوگ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے مسائل پوچھا کرتے تھے۔ حافظ ابن حجر نے ''الاصابہ'' میں ابورافع کا قول لکھتے ہیں:

میں نے مدینہ کی کسی فقیہ عورت کا ذکر کیا تو زینب رضی اللہ عنہا بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو ضرور یاد کیا۔

(الاصابۃ، زینب رضی اللہ عنہا بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ)

ان کے چہرے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی چھڑکا تھا جس کی وجہ سے جوانی کے حسن و جمال میں اس وقت بھی فرق نہ آیا جب کہ وہ معمر ہو چکی تھیں، جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی معجزہ ظاہر ہو جائے اسے ''آیت اللہ'' کہا جاتا ہے۔

(دیکھئے تذکرہ حضرت عمیرہ بنت مسعود)

Marfat.com

حضرت دُرّہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سلمہؓ

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت ابی سلمہؓ کی ہمشیرہ تھیں۔ والد حضرت ابو سلمہؓ کی وفات کے بعد انہوں نے بھی سرورِ عالم ﷺ کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی۔

رَبِيبَةُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ (اللہ کے رسول ﷺ کی تربیت شدہ)

اس شرفِ عظیم کی وجہ سے حضرت درہ رضی اللہ عنہا کو عہد نبوی ﷺ میں رَبِيبَةُ رَسُوْلِ اللّٰہِ (اللہ کے رسول ﷺ کی پروردہ) لقب سے پکارا جاتا تھا۔

(معرفۃ الصحابۃؓ، درہ رضی اللہ عنہا)

اور وہ ان قرآنی شخصیات میں سے ہیں جن کا ذکر سورہ نساء کی آیت نمبر ۲۳ میں ہے۔ (تفصیل) باب کے تعارف میں۔

Marfat.com

حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت عُبید اللہ

اُمّ المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیانؓ کی صاحبزادی تھیں اوران کے پہلے شوہر عبیداللہ بن جحش کی صلب سے تھیں۔سلسلہ نسب یہ ہے۔

حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت عبیداللہ بن جحش بن رئاب۔

رَبِیبَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم (اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں رہنے والی)

اُمّ المومنین حضرت اُمّ حبیبہؓ کوان کے شوہر نے حبشہ میں طلاق دی وہ اپنی بچی کے ساتھ پردیس میں بے یارو مددگار رہ گئیں اور کچھ عرصہ بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پیغام نکاح بھیجا، جوانہوں نے قبول کرلیا اور نجاشی شاہ حبشہ نے ان کا غائبانہ نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کردیا۔حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا غزوۂ خیبر کے موقع پر حبش سے مدینہ منورہ آئیں،تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بچی حبیبہؓ کو بھی اپنے سایۂ عاطفت میں لے لیا اور نہایت محبت سے ان کی پرورش کی۔اس پروقار رشتہ کی یادگار میں حضرت حبیبہؓ کو رَبِیبَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ کہا جاتا ہے۔

(اسد الغابہ حبیبہ بنت عبید اللہؓ)

اس طرح وہ ان معزز خواتین میں شامل ہیں جن کا ذکر قرآنِ کریم کی سورۂ نساء کی آیت نمبر۲۳ میں آتا ہے۔

Marfat.com

حضرت فارعہ بنتِ اسعد انصاریہ رضی اللہ عنہا

جلیل القدر صحابی حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ انصاریؓ کی صاحبزادی تھیں۔ بعض روایتوں میں ان کا نام فریعہ بیان کیا گیا ہے خاندانی تعلق خزرج کی شاخ بونجاز سے تھا سلسلہ نسب یہ ہے:

فارعہؓ بنت اسد بن زرارۃ بن عدس بن عبید۔

پانچ رَبِیبَات رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ تربیت یافتہ)

والد گرامی نے شوال ۱ھ میں حلق کے عارضے سے وفات پائی وفات سے پہلے انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ میرے مرنے کے بعد آپ میری بچیوں کو اپنی تحویل میں لے لیں (یعنی ان کی سرپرستی یا کفالت فرمائیں) چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں یتیم بچیوں فارعہ رضی اللہ عنہا، حبیبہ رضی اللہ عنہا اور کبشہ رضی اللہ عنہا کی تربیت فرمائی اور ان کی شادیاں کیں۔ حضرت فارعہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت نبیط بن جابرؓ سے ہوئی ان کا تعلق بھی بونجار سے تھا (الاصابۃ، زینب رضی اللہ عنہا بن نبیط)

ملاحظہ: ''رَبِیبَـہ'' ان بچوں کا لقب ہے جو اپنی والدہ کے ساتھ دوسرے والد کے زیر سایہ رہتے ہوں جیسا کہ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کے ذکر القاب میں گزرا لیکن حضرت علیؓ کے متعلق لکھا ہے۔ (رُبِّی فِی حُجْرِ النَّبِیّ) ان کی تربیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ ہوئی۔ (الاصابۃ علیؓ بن ابی طالب)

اس سے معلوم ہوا کہ جن بچوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ تربیت پائی ان کو رَبِیبُ النَّبِیّ اور بچیوں کو رَبِیبَۃُ النَّبِیّ لقب دیا جا سکتا ہے۔

یَتِیْمَۃٌ (جس کے والد وفات پا گئے)

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں یتیموں کے خاص خیال رکھنے کی وجہ سے کسی

Marfat.com

کے یتیم ہوتے ہی اس کے ساتھ یَتِیْـمَة لقب معروف ہو جاتا تھا جیسے حضرت ام سعدؓ بنت سعد بن ربیع الانصاریہ (الاصابۃ، ام سعد بنت سعد)

کُوَیْسَة یَتِیْمَه بھی آپ ﷺ کی ربیبۃ تھیں۔ (الاصابة کویسةؓ)

اَلدَّارِیَةؓ

(معرفة الصحابة، صميتة اللّيثيةؓ)

ملاحظہ:

قارئین! رَبیبات النبی ؐ کی بلند نصیبی اور لیاقت، القاب کے آئینہ میں آپ نے دیکھ لی۔ ان کی عزت میں سیدنا محمد کریم ؐ سے عزیز داری کا بھی بڑا دخل تھا، اب ایسی چند عورتوں کے ذکر قرانی، القاب وخطابات کا مطالعہ کرتے ہیں جن کو آپ ﷺ کی ''اَقَارِب'' (رشتہ دار) ہونے کا شرف حاصل تھا۔

Marfat.com

باب 5

اَقَارِبُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ دار خواتین)

اسے دنیا و آخرت کے بڑے اعزازوں میں گننا چاہیے کہ کسی کو امام الانبیاء علیہ السلام سے عزیز داری نصیب ہو۔ اللہ کے ہاں بھی اسے خاص مقام میں شمار کیا گیا ہے جب مشرکین نے اہل اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ستانے کے لیے شرافت کی ہر حد پار کر لی تو اللہ نے آپ کو حکم دیا۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی (الشوریٰ ۲۳)

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے کہہ دو، میں تم سے (اس تبلیغ پر) کوئی اُجرت نہیں مانگتا سوائے رشتہ داری کی محبت کے۔ اس آیت کی رو سے واجب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں سے محبت کی جائے۔ (الدر المنثور، آیت ہذا کی روشنی میں)

قرآنِ کریم میں اس لقب کا ذکر گیارہ بار آیا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ قرابت داری کا تعلق رکھنے والی خواتین کا ذکر اس آیت میں بھی ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ کا حکم ہوا تو فرمایا: وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ۔

(الشعراء: آیت نمبر ۲۱۴)

''اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم!) تم اپنے قریب ترین خاندان کو خبردار کرو'' نزول آیت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جن عزیز ترین رشتہ داروں کو اللہ سے ڈرایا، ان میں سے خصوصاً حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نام لیے اور اپنے عزیزوں (بنی فہر، بنی کعب اور قریش) کو الغرض ہر مومن و کافر رشتہ دار کے قبیلے کا نام لے کر ڈرایا۔ (التحریر والتنویر، الشعراء: ۲۶)

معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرباء قرآنی شخصیات میں سے ہیں، ان میں سے وہ خواتین

Marfat.com

خاص ہیں، جن کو نام لے کر آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے یہ آیت اتری ہے، اس باب میں ان کے القاب وخطابات، خوبیوں اور ملی خدمات وحُبِّ رسول اللہ ﷺ کے تذکرے اور ان کی وجہ سے اترنے والی قرآنی آیتوں کا ذکر ہوگا۔ اس سے پہلے ازواج وبنات نبی ﷺ کے دو الگ الگ بابوں میں حضور ﷺ کے دو بڑے رشتوں کا ذکر تھا کہ حضور ﷺ کی بیویاں اور بیٹیاں سب سے پہلے ''اَقَارِبُ النَّبِیِّ'' قرآنی لقب کے مصداق ہیں جن کا ذکر الگ الگ ابواب میں ہو چکا ہے، اس باب میں ان چند خواتین کا تذکرۂ القاب پڑھنے کو ملے گا، جن کا ذکر دیگر ابواب میں نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی قرابت صحابیاتؓ میں باعثِ فخر رہی ہے۔ دیکھیے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے مضمون میں ان کا لقب اَلْھَارُوْنِیَۃ ہے۔ حضورؐ نے ان سے فرمایا: کہ تمھیں حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کی نسبت پر فخر ہونا چاہیے۔ (تفسیر الآلوسی سورہ الفتح ۱۱)

7

Marfat.com

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب القرشیہ الہاشمیہ

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب کا شمار بڑی جلیل القدر صحابیاتؓ میں ہوتا ہے۔ وہ ہالہ بنت وہیب (یا اہیب) بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ کے بطن سے تھیں۔

اَلسَّیِّدَۃُ الْقُرَیْشِیَّۃ (قریشی خاندان کی معزز خاتون)

ہالہ اُمّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آمنہ کی چچازاد بہن تھی۔ اس رشتے کی وجہ سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ زاد بہن بھی ہوتی تھیں۔ شیر خدا حضرت حمزہؓ شہید احدان کے حقیقی بھائی تھے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبداللہ، عبدالمطلب کی ایک دوسری بیوی فاطمہ بنت عمرو کے بطن سے تھے۔

۱۔ اس رشتے سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں، اس لیے انہیں عَمَّۃُ النَّبیِ کہا جاتا ہے۔ (اسد الغابہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب)

۲۔ نسبی شرافت کی وجہ سے ان کو سیّدۃ قریشیہ لقب دیا گیا۔ یہ دونوں لقب ان کی عظمتِ شان کے بیّن نشان ہیں۔ (الاعلام للذرکلی، صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب)

اَلسَّابِقَۃُ الْاُوْلٰی اَلْمُھَاجِرَۃُ، اَلْمُبَشَّرَۃُ بِالْجَنَّۃِ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری پھوپھیوں اروٰی کے علاوہ ام حکیم بیضا، عاتکہ اور برّہ کے اسلام کے بارے میں اہل سیر میں اختلاف ہے، لیکن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے اسلام پر اور سابقۃ الاوّل قرآنی خطاب اوران کی ہجرت پر سب کا اتفاق ہے۔ اسی لیے مُہاجرات صحابیاتؓ میں سے ہیں۔ (تہذیب الکمال، ذکرائمامہؓ التوبۃ:۱۰۰)

قبولِ اسلام میں سبقت کی وجہ سے ان کو جنت کی قرآنی بشارت دی گئی۔

(سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۰۰)

Marfat.com

اَلْغَازِيَة (غزوہ میں شریک ہونے والی)

غزوۂ خندق میں شریک خواتین و مردوں کے لیے اللہ نے فرمایا:

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا (الاحزاب:١١)

''اس موقعہ پر مومنوں کی بڑی آزمائش ہوئی اور انہیں سخت بھونچال میں ڈالا گیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا عورتوں کے قلعے سے باہر آئیں اور اس یہودی کے سر پر زور سے ماری جو عورتوں کی طرف بڑھا جا رہا تھا وہ وہیں ڈھیر ہوگیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اس کا سر کاٹ کر قلعے سے نیچے پھینک دیا۔ یہود بنو قریظہ کو کٹا ہوا سر دیکھ کر یقین ہوگیا کہ قلعہ کے اندر بھی مسلمان فوج موجود ہے۔

(معرفۃ الصحابہؓ، صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب)

اس غزوہ میں شرکت کی وجہ سے وہ اَلْغَازِيَةُ لقب سے مزین ہوئیں اور قرآنِ کریم نے ان کو اَلْمُؤْمِنَةُ کا خطاب دیا جیسا کہ اوپر سورۂ احزاب کی آیت نمبر ١١ کے حوالے سے لکھا گیا۔

اِمْرَأَةٌ جَلْدَةٌ (مضبوط اعصاب والی)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خانوادہ نبوی ﷺ کی بزرگ خاتون تھیں جنہوں نے ہر امتحان میں کامیابی حاصل کی، غزوہ احد میں ان کو حضرت حمزہؓ کی المناک شہادت کا علم ہوا، وہ ان کی لاش کی طرف بڑھ رہی تھیں کہ حضور ﷺ نے ان کو میت کی جانب بڑھنے سے رکوایا۔ لیکن انہوں نے روکنے والے اپنے بیٹے کو گرا دیا وہ اِمْرَأَةٌ جَلْدَةٌ یعنی مضبوط اعصاب والی خاتون تھیں۔

(صفوۃ الصفوۃ ج اص ۱۴۸)

پھر ان کو بتایا کہ حضور ﷺ نے روکا ہے تو فوراً رک گئیں اور حضور ﷺ سے عذر خواہی کرتے ہوئے انہوں نے کہا: مجھے معلوم ہے بھائی کی لاش کو بگاڑ دیا گیا ہے، مجھے یہ پسند نہیں، لیکن میں صبر کروں گی اور ان شاء اللہ ضبط سے کام لوں گی۔

حضور ﷺ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے جواب سے آگاہ ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں شہیدِ راہِ حق حضرت حمزہؓ کی لاش دیکھنے کی اجازت دے دی۔ وہ بادیدہ نم لاش پر آئیں اور اپنے محبوب بھائی کے جسم کے ٹکڑے بکھرے دیکھ کر ایک آہ سرد کھینچی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّـا اِلَيْـهِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر خاموش ہوگئیں، پھر ان کے لیے دعائے مغفرت مانگی اور ان کی تدفین کے لیے دو چادریں حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر کے واپس مدینہ چلی گئی۔ (اسد الغابہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب)

Marfat.com

اَلشَّاعِرَةُ الْبَاسِلَة (بہادر شاعرہ)

ان کی شاعری میں بہادری، حوصلہ مندی، جرأت واقدام کا عنصر غالب تھا۔ الاصابہ میں ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حمزہؓ کی شہادت پر ایک پردرد مرثیہ کہا، جس کے ایک شعر میں رحمتِ عالم ﷺ کو یوں مخاطب کیا:

ان یومًا اتی عَلَیْکَ لیَومٌ کوّرت شَمْسُهُ وَ کَانَ مُضیًا۔

(الاصابة صفیه رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب)

ترجمہ: آج آپ ﷺ پر وہ دن آیا ہے کہ آفتاب سیاہ ہوگیا ہے۔ حالاں کہ اس سے پہلے وہ روشن تھا۔"

(شاعری کی بناء ان کا ایک لقب اَلشَّاعِرَةُ الْبَاسِلَةُ (بہادر شاعرہ) ہے۔

(الاعلام للذرکلی صفیہ رضی اللہ عنہا)

عجائز الجَنَّةِ (معمر جنتی خواتین)

حضرت عروہ بن زبیر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں، فرماتے ہیں چار صحابیاتؓ کو جنت کی خوشخبری ملی جو معمر تھیں میں ان کی اولاد ہوں۔ میری دادی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب القرشیہ الہاشمیہؓ اور میری دوسری دادی حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا القرشیہ الاسدیہ تھیں جب کہ میری خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر الصدیق القرشیہ التیمیہ اور میری والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق القرشیہ التیمیہ یہ چاروں عجائز الجنۃ لقب رکھتی ہیں۔

اَلْعَجَائِزُ: عجوزہ کی جمع ہے۔ عُجُوْزَہ معمر خاتون کو کہتے ہیں۔ حضرت عروہؓ نے کہا میں ان چاروں کا بیٹا ہوں گویا ایک جانب حواری رسول ﷺ کا خون ان میں بہتا تھا دوسری جانب صدیق رسول ﷺ کے خون پر ان کو فخر تھا۔ واقعہ کچھ یوں ہے: حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کروادیا جب انہوں نے حجاج بن یوسف کی مخالفت کے باوجود بھائی کی لاش کو کفن دفن کے لیے اٹھالیا تو حجاج غصے ہوکر بولا۔

لَا اُمَّ لَکَ تیری کوئی ماں نہیں ہے۔

حضرت عروہؓ نے فرمایا۔ یا ابنَ الْمُتَمَنّیه ! اَنَا ابنُ عَجَائِزِ الْجَنَّةِ۔

او متمنیہ کے بیٹے! سنو میں چار معمر جنتی خواتین کا فرزند ہوں۔ ملاحظہ: یہ چاروں محترم

Marfat.com

صحابیاتؓ بڑی عمر میں دنیا سے گئیں اور چاروں اَلْمُبَشَّرَۃ بِالْجَنَّۃ لقب رکھتی ہیں اس لیے ان کو عُجُوْزُ الْجَنَّۃ لقب دیا گیا ہے۔(السیرۃ الحلبیۃ باب بنیان قریش الکعبۃ۔الوافی بالوفیات حرف الحاء)

المتمنیۃ حجاج بن یوسف کی ماں کا نام ہے۔(تاج العروس۔منی)

اس لیے حضرت عروہؓ نے کہا اے اس عورت کے بیٹے جو صرف مُتَمَنِّیَۃ (ناجائز شعروں کے اشعار پڑھتی ہے،اس تمنا کے پیچھے ایک قصہ ہے۔مقصد حضرت عروہ کا یہ تھا کہ تمھاری ماں کوئی قابل ذکر ماں نہیں ہے میری مائیں وہ ہیں جن کی دونوں جہانوں میں عزت ہے۔

اَلْمُبَشَّرَۃُ بِالْجَنَّۃِ (جنت کی خوشخبری یافتہ)

رحمت عالم ﷺ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے، خالہ زاد بھائی اور شوہر کے بہنوئی تھے۔بچپن میں انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ ایک ہی گھر میں پرورش پائی تھی۔اس لیے انہیں حضور ﷺ سے غیر معمولی محبت تھی۔سرور عالم ﷺ کو بھی بہت عزیز تھیں۔جب اللہ نے فرمایا: وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (الشعراء:۲۱۴) اے پیغمبرؐ! تم اپنے قریب ترین خاندان کو خبردار کرو! تو نبی محترم علیہ السلام نے اپنے عزیز ترین رشتہ داروں کو فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکرؓ! اے حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمرؓ! اے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد؟ ﷺ! اے صفیہ رضی اللہ عنہا عمۃ محمد ﷺ اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ، میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا۔ (تفسیر الزمخشری، سورۃ الشعراء آیت ۲۱۴) سرور عالم ﷺ کو بھی ان سے بڑا تعلق خاطر تھا۔حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔اس وقت ان کی عمر ۷۳ برس کی تھی۔آخری آرام گاہ قبرستان بقیع میں ہے۔

(معرفۃ الصحابۃ صفیۃ رضی اللہ عنہا بنت عبد المطلب)

Marfat.com

حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب القرشیہ

یہ بھی عَمَّۃُ النَّبِی ﷺ (نبی اکرم ﷺ کی پھوپھی صاحبہ تھیں۔ حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب کے اسلام میں اختلاف ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں کہ عاتکہؓ مسلمان ہوئیں اور مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ (سیر الصحابہ بحوالہ اصابہ ترجمہ عاتکہؓ بنت عبدالمطلب)

صَاحِبَۃُ الرُّءیَاء (سچے خواب والی)

ادھر نبی کریم ﷺ نے صحابہؓ کو یہ خبر دی کہ مجھ کو قوم کے پچھاڑے جانے کی جگہیں دکھلائی گئیں اور ادھر مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب نے یہ خواب دیکھا کہ ایک شتر سوار آیا اور ابطح میں اونٹ بٹھا کر باآواز بلند یہ پکار رہا ہے۔

اَلَا اِنْفِرُوْا یَا لَغُدُرٍ لمصَارِعکم فِی ثَلَاثٍ

ترجمہ: اے آل غدر! اپنے مقتل اور پچھڑنے کی جگہ کی طرف تین دن میں نکل جاؤ۔

لوگ اس کے اردگرد جمع ہو گئے، پھر وہ اونٹ لیے ہوئے مسجد حرام میں گیا اور یہی آواز دی اس کے بعد جبل ابی قبیس پر چڑھا اور اوپر سے پتھر کی ایک چٹان پھینکی۔ جب وہ چٹان پہاڑ کے دامن میں پہنچی تو چور چور ہوگئی اور مکہ کا کوئی گھر نہ بچا جس میں اس کے ذرات نہ گئے ہوں۔

یہ خواب جنگل کی آگ کی طرح مکہ میں معروف ہوگیا، ابوجہل ابھی اس خواب کا مذاق اڑا رہا تھا کہ ابوسفیان کا قاصد ضمضم غفاری غم کی حالت میں چیختا چلاتا آیا کہ لوگو دوڑو اپنے قافلے کو بچاؤ محمد ﷺ کے ساتھیوں سے قافلے کو خطرہ ہے۔

یہ سن کر مکہ والے بھاگ کھڑے ہوئے اور بدر میں پہنچ کر خواب کی تعبیر دیکھ لی کہ بڑے

Marfat.com

بڑے سردار مارے گئے اور بہت سے گرفتار ہوئے اور مالِ غنیمت، فدیہ کی رقم اور فتح مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔ (البدایۃ والنھایۃ، غزوہ بدر)

ایک عورت کے اس خواب کو غیر معمولی شہرت اور حقانیت ملی تھی، اس لیے خواب دیکھنے والی کو اس کی مناسبت سے صَاحِبَۃُ الرُّءیَا لقب دیا گیا۔ لوگ پوچھتے تھے کہ بدر کے عظیم واقعہ کے بارے میں خواب کس عورت نے دیکھا تھا، یا یہ کہ صَاحِبَۃُ الرُّءیَا کون ہے؟ تو جواب ملتا: ہاشمی گھرانے کی چشم و چراغ عاتکہؓ ہیں۔ (معرفۃ الصحابۃ عاتکہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب)

ملاحظہ:

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنت الصَّیفی کو بھی صَاحِبَۃُ الرُّءیَا لقب حاصل تھا۔ ان کا ذکر آگے آرہا ہے۔

Marfat.com

حضرت اروی رضی اللہ عنہا بنت عبد المطلب الهاشمیہ القرشیہ

حضرت اروی رضی اللہ عنہا کے حسب و نسب کے بارے میں اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ وہ رحمت عالم ﷺ کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ ان کے قبولِ اسلام پر علامہ ابن سعد، ابن قیم اور بہت سے دوسرے اہل سیر کا اتفاق ہے۔ جناب ابوطالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرح وہ بھی آپ ﷺ کی اعانت وتائید و نصرت میں اس وقت پیش پیش تھیں جب بہت کم لوگ مسلمان ہوئے تھے اور کفار قریش ایذاء رسانی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے۔ (الاصابہ اروی رضی اللہ عنہا بنت عبد المطلبؓ)

عَمَّةُ النَّبِیِّ ﷺ (نبی اکرم ﷺ کی پھوپھی)

رسولِ رحمت ﷺ کے ساتھ ان کے خونی رشتے کو تمام مورخین نے اس انداز اور کثرت سے بیان کیا ہے کہ عَمَّةُ النَّبِیِّ ﷺ حضرت اروی رضی اللہ عنہا کا لقب خاص بن گیا۔

اَلْمُوَازِرَۃُ (کاموں میں معین خاتون)

اِلْاِیْــزَارُ سے ہے۔ (بوجھ برداشت کرنا، ہاتھ بٹانا)۔ یہ لقب حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کا بھی ہے۔

قرآنِ کریم میں آپ ﷺ کے وِزر (ذہنی دباؤ) کو کم کرنے کے انعام کے اظہار کے لیے ارشاد فرمایا: وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ (سورہ الم نشرح ۲) اور ہم نے آپ کا بوجھ اتار دیا اس آیت میں جہاں آپؐ کے وزراء (یعنی وہ اسباب و علل وافراد جن کی وجہ سے آپ ﷺ کا فکر کم ہوا) کا تذکرہ کیا گیا ہے وہاں تمام مفسرین نے سیدتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا کے کردار کا تذکرہ ضرور کیا ہے اور سب نے ہی ان کے اس لقب کی تصدیق کی ہے کہ (الموازرۃ الاول حضرت خدیجۃ الکبری طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا ہیں)

اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی جان، مال اور وقت کے ساتھ نبی علیہ السلام کا وہ ساتھ

Marfat.com

دیا جوایک لائق اور جانثار وزیر دے سکتا ہے۔ (امہات المومنین فی المدرسۃ النبوۃ)

اسی قسم کی خدمات اور قربانیوں کے طفیل یہ لقب حضرت اروی رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب کو بھی دیا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنی اولاد سے کہا: اہلِ مکہ کی پروا کیے بغیر محمد ﷺ کا مکمل ساتھ دو! اس سے آپ ﷺ کو ابتدائے اسلام میں تسلی ہوئی۔

(المشاہیر النساء المسلمات الموازرۃ طبقات ابن سعد، اروی بنت عبدالمطلب)

سَابِقَۃُ الْاِسْلَام (قبولِ اسلام میں سب سے پہلے) اَلْمُھَاجِرَۃُ:

انہوں نے ابتدائے اسلام میں ہی اپنے بیٹے حضرت طلیب بن عمیرؓ کو نبی اکرم ﷺ کی وزارت یعنی آپ ﷺ کے ساتھ ہر کام میں معین و مددگار رہنے کا حکم دیتے ہوئے وزارت کے الفاظ یوں ارشاد فرمائے۔

اِنَّ اَحَقَّ مَنْ وَّازَرْتَ وَعَضَدْتَّ ابْنَ خَالِکَ

تمہاری اعانت کے سب سے زیادہ مستحق تمہارے خالہ زاد (سیدنا محمد ﷺ ہیں)

(اسد الغابہ طلیب بن عمیر)

اس لحاظ سے آپ ﷺ کی پھوپھی سب سے پہلی یا دوسری الموازرۃ ہیں۔ (حالاں کہ اس وقت تک وہ مسلمان نہ تھیں) پھر جب بیٹے نے بڑی دردمندی سے ان کو دعوت دی تو وہ بھی سَابِقَۃُ الْاِسْلَام قرآنی لقب سے نوازی گئیں لیکن بوجوہ اسلام کا اظہار دیر سے کیا۔

ابن سعد کا بیان ہے کہ حضرت اروی رضی اللہ عنہا نے مدینہ کی ہجرت کا شرف حاصل کر کے اَلْمُھَاجِرَات (اَلْمُمْتَحِنَۃ آیت نمبر:۱۲) قرآنی لقب حاصل کرلیا۔

(طبقات بن سعد، اروی رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب)

اس طرح وہ سورہ الم نشرح آیت:۲، الشوریٰ:۲۳ اور الشعراء آیت نمبر:۲۱۴ کی تفاسیر میں مذکور ہیں۔

Marfat.com

حضرت رُقیقہ رضی اللہ عنہا عنہا بنت ابی صیفی

رسول اکرم ﷺ کے والد جناب عبداللہ کی حقیقی چچازاد بہن تھیں۔ نسب نامہ یہ ہے۔
رقیقہ بنت ابی صیفی بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔

اَلسَّابِقَۃُ الْاِسْلَامَ (قبولِ اسلام میں پہل کرنے والی)

اَلْمُبَایِعَۃُ (بیعت کرنے والی)

حضرت رقیقہ رضی اللہ عنہا نے بہت طویل عمر پائی۔ حضور ﷺ کی بیعت کے وقت وہ بہت معمر تھیں۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور حضور ﷺ کی بیعت سے مشرف ہوئیں۔

۱۔ اس لیے وہ ان اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ قرآنی لقب والی خواتین میں شامل ہیں جن کا تذکرہ (سورۃ التوبۃ: ۱۰۰) میں ہے۔

۲۔ بیعت کرنے کی وجہ سے وہ ان عورتوں میں سے ہیں جن کو اَلْمُمْتَحِنَۃُ آیت نمبر ۱۲ میں ذکر کیا گیا ہے اور (اَلْمُبَایِعَۃُ لقب سے نوازی گئیں)

صَاحِبَۃُ الرُّءْیَاء (اہم خواب والی)

حضرت رقیقہ رضی اللہ عنہا (صَاحِبَۃُ الرُّءْیَاء) اپنی کنیت ام مخرمہ بن نوفل سے معروف ہوئیں۔ (معرفۃ الصحابہ امیمہ بنت رقیقہؓ)

ان کے اس لقب کا پس منظر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا بچپنا تھا ابھی جناب عبدالمطلب باحیات تھے اور مکہ کی سرزمین بارش کو ترس گئی، انسان، چرند پرند الغرض ہر ذی رُوح بارش کے لیے بے قرار تھی کہ حضرت رقیقہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا، کہنے والا ان کو کہہ رہا تھا: آخری نبی ﷺ تمہارے اندر موجود ہیں، ان کے بزرگ اس چہرے مہرے اور جسمانی صفات والے

Marfat.com

(عبدالمطلب) اگر اس نو عمر کو لے کر دعا کریں تو رحمتِ الٰہی برسنے کو تیار ہے۔ یہ خواب عام نہ تھا بہت بڑی خبر کا حامل تھا، جناب عبدالمطلب نے اسے سچا خواب سمجھا، جناب رسالت مآب ﷺ کے ساتھ مل کر دعا مانگی جس کے بعد عرب کی زمین جل تھل ہو گئی اس کے ساتھ ہی حضرت رقیقہ رضی اللہ عنہا کو صَاحِبَةُ الرُّءْ یَاء (اہم خواب والی) لقب مل گیا۔

(الخصائص الکبری ذکر المعجزات اور معرفۃ الصحابۃ، الاصابۃ، اسد الغابہ میں ذکر امیمہ رضی اللہ عنہا بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا)

ملاحظہ: حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب کو بھی ایک دلچسپ خواب کی وجہ سے ''صَاحِبَةُ الرُّءْ یَاء'' لقب دیا گیا۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ اسد

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علیؓ کی والدہ تھیں۔

فَوَاطِمِ اَرْبَعَۃِ (چار فاطمائیں)

یوں تو مکہ اور مدینہ میں نا معلوم کتنی فاطمہ نامی خواتین ہوں گی، لیکن اللہ نے چار کو قرب نبوت کی دولت سے نوازا، اس قرب کی ایک مثال یہ ہے کہ: حضرت علیؓ کو ایک کپڑا دیا اور ارشاد فرمایا: فواطم کے درمیان بانٹ دو! چنانچہ وہ

☆ حضرت فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا۔

☆ سیدہ فاطمہؓ بنت اسد (والدہ علی المرتضیٰ)

☆ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت حمزہ بن عبدالمطلبؓ۔

☆ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت عتبہ بن ربیعہ۔ (حضرت امیر معاویہؓ کی خالہ) کے درمیان تقسیم کر آئے۔ (عیون الاثر ذکر اعمامہ وعماتہ تاج العروس ،ف،ط،م)

سیدنا محمد کریم ﷺ نے جب بہت کوشش فرمائی کہ کفار آپ ﷺ کی تکلیف کے درپے نہ ہوں تو آیت نازل ہوئی،

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ؕ (الشوریٰ ۲۳)

(اے محمد ﷺ! ان سے) کہہ دیجیے کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا ہاں رشتہ داری کی محبت چاہتا ہوں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد آپ ﷺ کی چچی ہیں اس آیت کی رو سے آپ ﷺ کے دیگر مسلمان اعزہ کے ساتھ حضرت فاطمہؓ بنت اسد کا احترام بھی لازمی ہے اس لیے کہ حضرت

Marfat.com

فاطمہؓ بنتِ اسد کا شمار ان جلیل القدر صحابیاتؓ میں ہوتا ہے جو امت مسلمہ کے لیے سرمایہ فخر و ناز ہیں۔

اُمُّ الْاِیْمَان:

۱۔ وہ سردارقریش ہاشم بن عبد مناف کی پوتی۔
۲۔ حضرت عبدالمطلب کی بھتیجی اور بہو، جناب ابوطالب کی زوجہ۔
۳۔ سرورکونینؐ کی چچی اور سمدھن۔
۴۔ حضرت جعفر طیارؓ شہید موتہ اور شیر خدا حضرت علی المرتضیٰؓ کی والدہ۔
۵۔ اور خاتون جنت سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء بتول رضی اللہ عنہا کی خوشدامن تھیں۔
۶۔ حضور نبی علیہ السلام کی پرورش میں ان کا بڑا حصہ ہے۔
۷۔ بچوں میں ان کی اولاد سب سے پہلے مومنین میں شمار ہے ممکن ہے اسی قسم کے مناقب اور مرکز ایمان ہونے کی وجہ سے ان کو اُمُّ الْاِیْمَان لقب دیا گیا۔

(مُشَاهِيْرُ النِّسَاءِ الْمُسْلِمَات)

هِيَ اَوَّلُ هَاشِمِيَّةٍ وَلَدَتْ لِهَاشِمِيٍّ (یعنی یہ پہلی ہاشمی خاتون ہیں جن سے ہاشمی اولاد پیدا ہوئی) کہا جاتا ہے کہ وہ شعر و شاعری میں بھی درک رکھتی تھیں۔ چنانچہ یہ شعر ان سے منسوب ہے جو انہوں نے اپنے فرزند عقیلؓ کے بارے میں کہا تھا۔

انت تکون ساجد نبیل   اذا تھب شمال بلیل

اَلْمُهَاجِرَةُ (ہجرت کرنے والی)

ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ سے بعض کتابوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ مکہ سے ہجرت مدینہ نہ کر سکیں، یہ صحیح نہیں ہے، بلکہ وہ اَلْمُهَاجِرَة بھی ہیں اور اَلْمُبَايِعَة بھی، یہ ثابت ہے کہ مدینہ میں جب ان کے فرزند ارجمند حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد اس خوشی میں شریک تھیں۔ اس قسم کے بے شمار حقائق سے معلوم ہوا کہ جب عام مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم ملا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئیں۔ (اسد الغابہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد) اور قرآنِ کریم کی ان سینکڑوں آیات کی مصداقہ بنیں جو مہاجرینؓ کی عظمتِ کردار، بلندی افکار اور اعانت اسلام پر دلالت کرتی ہیں، ہجرت کے موقع پر

Marfat.com

ان کے لختِ جگر حضرت علیؓ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ حضور ﷺ پُر نور انہیں اپنے بستر پر سلا کر سفرِ ہجرت پر روانہ ہوئے۔ (ابن ہشام، ذکر ہجرتہ)

اُمُّ النَّبِیِّ (نبی رحمت ﷺ کی ماں)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا، حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد ہی ہیں جن کو حضور ﷺ اس لیے اُمّی بَعْدَ اُمّی (میری ماں کے بعد ماں) فرمایا کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی والدہ کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی نے آپ ﷺ کو پالا، آپ ﷺ کی خدمت اپنی اولاد سے بڑھ کر کی اس کا اعتراف نبی رحمت ﷺ کے اس کلام میں موجود ہے جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات حسرت آیات پہ آپ ﷺ کی زبان مبارکہ سے صادر ہوا، آپ ﷺ نے روتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اے میری ماں اللہ آپ پر رحم کرے۔ (اُمّی بَعْدَ اُمّی) آپ میری ماں کے بعد ماں تھیں، آپ خود بھوکی رہتی تھیں مگر مجھے کھلاتی تھیں، آپ کو خود لباس کی ضرورت ہوتی تھی لیکن مجھے پہناتی تھیں''۔ (سمط النجوم العوالی۔ خلافۃ امیر المومنین ابی الحسنین علی ابن طالبؓ)

ذَاتُ الْقَمِیْصِ النَّبَوِیِّ (قمیص نبوت ﷺ کا شرف حاصل کرنے والی)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسدؓ نے ہجرت کے چند سال بعد رسول اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی وفات پائی۔ حضور ﷺ نے ان کی وفات کو شدت سے محسوس کیا اپنی قمیصِ مبارک اتار کر کفن دیا اور تدفین سے پہلے قبر میں اتر کر لیٹ گئے۔ لوگوں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا تو فرمایا: ابو طالب کے بعد ان سے زیادہ میرے ساتھ کسی نے مہربانی نہیں کی۔ میں نے اپنی قمیص ان کو اس لیے پہنائی کہ جنت میں انہیں اچھا لباس ملے اور قبر میں اس لیے لیٹا کہ شدائد قبر میں آسانی ہو۔ (اسد الغابہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد)

اس قمیصِ نبوی ﷺ کی مناسبت سے ان کو ذات القمیص النبوی ﷺ کہا جاتا ہے۔ یہ خاص برکت والی نعمت تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قبر کی تنگی سے کوئی نہ بچ پایا، مگر فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ اسدؓ کو قبر نے کچھ تکلیف نہ دی۔ (الاصابہ، القاسم ابن سیدنا محمد ﷺ)

Marfat.com

اُمّ الفضل حضرت لُبابہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث

ان کی ایک اور بہن کا نام لبابہ رضی اللہ عنہا ہے جن کا لقب لُبابَۃُ الصُّغریٰ ہے ان کا لقب العَصْمَاء (گناہوں سے بچنے والی) تھا۔(الاصابۃ لبابۃ بنت الحارث)

حضرت ام الفضلؓ لبابۃ الکبریٰ ہیں۔ الکبریٰ کا لاحقہ لقب کی سی مقبولت حاصل کر گیا، جیسے: خدیجۃ الکبریٰؓ کے نام کے ساتھ الکبریٰ لازم ہو چکا ہے۔(الاستیعاب، لبابۃ الکبریٰؓ)

حضرت اُم الفضل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی (عَمَّۃُ النَّبِی) حضرت عباسؓ عَمُّ النبی ﷺ کی اہلیہ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ ترجمانُ القرآن کی والدہ ہیں۔

مُنَجَّبَۃُ النَّبِیّ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہ) سَابِقَۃُ الْاُوْلیٰ

رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے لیے سات نُجَبَاء ہوتے ہیں اور میرے نُجَبَاء چودہ ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام گنوائے (ہماری کتاب ''اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے القاب'' میں ان کا ذکر ہے) خواتین اسلام میں آپ کی سچی خیر خواہ حضرت ام الفضلؓ بھی تھیں اس لیے ان کو یہ لقب دیا گیا، لکھا ہے۔ کَانَتْ مِنَ الْمُنَجَّبَاتِ ''حضرت ام الفضلؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہی خواہوں میں سے تھیں۔''

(الاستیعاب، لبابہؓ بنت الحارث)

اور وہ حضرت خدیجہ الکبریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمان ہو گئی تھیں اس لیے سَابِقَۃُ الْاِسْلَام صحابیاتؓ میں سے ہیں۔(اسد الغابہ، لبابہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث)

اَلْمُسْتَضْعَفَاتُ (کمزور مسلمان عورتیں)

یہ وہ کمزور مسلمان ہیں جن کی حمایت اور نصرت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام نازل فرمایا

Marfat.com

جب حضور ﷺ مدینہ میں اور وہ مکہ میں تھے ان کی فریاد اللہ نے آسمانوں پہ سنی اور قرآنِ کریم میں ان کا ذکر کیا، جب مسلمانوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو مکہ میں ایسے کمزور مسلمان رہ گئے تھے جو جسمانی ضعف اور کم سامانی کی وجہ سے ہجرت نہ کر سکے تھے، اور بعد میں کافروں نے بھی ان کو جانے سے روک دیا، اور طرح طرح کی اذیتیں دینی شروع کیں تا کہ اسلام سے پھر جائیں، مثلاً حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور ان کی والدہ حضرت ام الفضل لبابہ بنت الحارثؓ بھی ان ہی کمزور مسلمانوں میں شامل اَلْمُسْتَضْعِفَة قرآنی لقب رکھتی ہیں۔

(تفسیر ظلال القرآن سورۃ القصص آیت نمبرا)

انکے ساتھ سلمہ بن ہشام، ولید بن ولید (اور ابو جندل بن سہلؓ وغیرہ بھی کمزور و مجبور مسلمانوں میں سے تھے۔ (القرطبی نے آیت ہذا کی تفسیر میں مزید لکھا ہے کہ یہ لوگ) اپنے ایمان کی پختگی کی وجہ سے ان کے ظلم وستم کو سہتے رہے اور اسلام پر بڑی مضبوطی سے جمے رہے، البتہ اللہ تعالیٰ سے ان مصائب سے نجات کی دعائیں برابر جاری رکھیں۔

حضور ﷺ کی دعائیں اور قرآنِ کریم کا نزول:

ادھر مدینہ میں نبی اکرم ﷺ اور صحابہؓ ان کے لیے دعائیں کرتے رہے۔

آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی دعائیں قبول فرمائیں اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ جہاد کر کے ان کو کفار کے جبر و تشدد سے چھٹکارا دلوائیں۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ
وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ
الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ
لَّدُنْكَ نَصِيْرًا O (سورہ النسآء آیت نمبر ۷۵)

اور تم کو کیا ہوا کہ نہیں لڑتے اللہ کی راہ میں اور ان کے واسطے جو مغلوب ہیں مرد اور عورتیں اور بچے جو کہتے ہیں اے رب ہمارے نکال ہم کو اس بستی سے کہ ظالم ہیں یہاں کے لوگ اور کر دے ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور کر دے ہمارے واسطے اپنے پاس سے مددگار۔

(اس آیت میں کمزور مسلمانوں کو اَلْمُسْتَضْعَفِيْنَ لقب سے نوازا گیا ہے۔)

اللہ نے ان ضعفاء المسلمین کی دعاؤں کو قبول کیا، فتح مکہ کے راستے ہموار ہوئے اور نبی

Marfat.com

اکرم ﷺ نے حضرت عتاب بن اسیدؓ کو ان پر محافظ و قاضی اور مظلوموں کی دادرسی کرنے والا مقرر کر دیا۔ (تفسیر الالوسی، النسآء، آیت ۷۱)

حضرت ام کلثوم بنت عقبہؓ اور ان کے ساتھ وہ چار خواتین بھی اَلْمُسْتَضْعَفَاتُ قرآنی لقب سے مزین ہیں جن کو اَلْمُمْتَحِنَة ، اَلْمُهَاجِرَة اور اَلْمُؤْمِنَة القاب اللہ کی طرف سے عنایت ہوئے۔ (دیکھئے حضرت ام کلثومؓ بنت عقبہ کا تذکرہ جو اس کتاب میں ہے)

دورِ نبوی ﷺ میں یہ لقب حرمین کے ہر مسلمان کی زبان پر تھا حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔

كُنْتُ أَنَا وَأُمِّي مِنَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ۔ (تفسیر النسفی مدارک التنزیل ج۱ ص ۳۷۴)

میں اور میری والدہ ان (مُسْتَضْعَفِیْ) میں سے ہیں جن کا ذکر قرآنِ کریم میں آتا ہے۔

اَلْمُؤْمِنَاتُ (صاحبہ ایمان عورتیں)

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نہایت پرہیز گار اور عبادت گزار تھیں۔ بعض روایتوں میں ہے کہ وہ ہر دو شنبہ اور پنج شنبہ کو روزہ رکھتی تھیں۔ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ام الفضل رضی اللہ عنہا میمونہ رضی اللہ عنہا سلمی رضی اللہ عنہا بنت حارث اور اسماء رضی اللہ عنہا چاروں مومنہ بہنیں ہیں۔

(الاستیعاب، لبابہ بنت الحارث)

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں اپنے شوہر (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) کے سامنے ہی وفات پائی۔ نمازِ جنازہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

Marfat.com

حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا بنت وہب الزُّھریّۃ

بنونجار کی شاخ قبیلہ بنوزہرہ ننہال رسول اللہ ﷺ سے تھیں۔ آپ ﷺ سے بہت محبت رکھتی تھی۔

خَالَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ (اللہ کے رسول ﷺ کی خالہ)

حضرت سعدؓ کو اس لیے خَالُ الْمُؤْمِنِیْن کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ ان کے بھانجے تھے۔ آپ ﷺ کی والدہ بنوزہرہ سے تھیں، آپ ﷺ بطور فخر فرمایا کرتے تھے۔ ھذا خالی فلیرنی امرو خالہ یہ میرے ماموں ہیں، کوئی ایسا ماموں دکھائے!۔

(اسد الغابہ سعدؓ بن مالک)

اسی طرح بنوزہرہ سے ہی حضرت فریعہؓ بنت وہب تھیں، خاندانی رشتوں میں وہ آپ ﷺ کی امی حضرت آمنہ کی بہن تھیں، ان کے بارے میں بطور فخر اپنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی خَالَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذِہٖ۔

جو رسول اللہ ﷺ کی خالہ معلوم کرنا چاہے یہ ہیں میری خالہ۔ (الاصابۃ، فریعہؓ بنت وہب)

اس قبیلہ میں آپ ﷺ کی خالائیں اور بھی تھیں تاہم حضرت فریعہؓ کے اس لقب سے معروف ہونے کی وجہ آپ ﷺ کا یہ فخریہ جملہ ہے جو اوپر لکھا گیا ہے۔

قرآنِ کریم میں اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے حلال خواتین کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

Marfat.com

وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ (الاحزاب:۳۳)

(اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالاؤں کی بیٹیاں بھی حلال ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان خالاؤں میں حضرت فریعہ بنت وہب اور حضرت ہالہؓ بنت وہب الزھریہ کے اسماء گرامی ہیں جن کا ذکر کلام الٰہی میں موجود ہے۔

(تفسیر التحریر والتنویر تفسیر الآلوسی، سورۃ الاحزاب:۳۳)

اس لحاظ سے حضرت فریعہؓ قرآنی شخصیات میں سے ہیں۔

Marfat.com

حضرت اُمّ رُومان رضی اللہ عنہا بنت سُبَیع

سلسلۂ نسب یہ ہے۔

ام رومان رضی اللہ عنہا بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیع بن وہمان۔

ان کی نیک بختی بڑے درجے کو پہنچی جب ان سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صلب سے ام رومان رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جو تاریخ اسلام کی نہایت درخشندہ ہستیاں ہیں۔

اَلسَّابِقَةُ الْاُوْلٰی (قبولِ اسلام میں پہل کرنے والی)

بعثت کے بعد سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ حق کا آغاز فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان چار عظیم المرتبت ہستیوں میں سے ایک تھے جنھوں نے سب سے پہلے لوائے توحید کو تھاما (یعنی اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ) حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے بھی بلا تامل ان کی تقلید کی اور یوں اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ (التوبۃ: ۱۰۰) کی مقدس جماعت میں شامل ہو گئیں۔ اپنی بیٹیوں کے ساتھ ہجرت مدینہ کی۔ (الاستیعاب، ام رومان رضی اللہ عنہا)

اُمِّ رُوْمَان اور عُرُوْسُ النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت:

ام رومان رضی اللہ عنہا، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ کے ہمراہ مکہ معظمہ سے روانہ ہوئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سفر ہجرت میں جب ہم لوگ بیداء کے مقام پر پہنچے تو میرا اونٹ بدک گیا، میں اور میری والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا اس کے ہودج میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اونٹ نے کود پھلانگ شروع کی تو میری ماں بہت مضطرب ہوئیں اور انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا۔ ''ہائے میری بیٹی ہائے میری دلہن''، اللہ نے فضل کیا، اونٹ پکڑا گیا اور ہم

Marfat.com

لوگ خیریت سے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ اس اونٹ پر ایک تو ام رومان اَلْمُهَاجِرَہ سوار تھیں اور دوسری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عروس النبی صلی اللہ علیہ وسلم تھیں جن کو ام رومان واعروساہ پکار رہی تھیں۔

(الاستیعاب، ام رومان رضی اللہ عنہا)

اَلْحُوْرُ الْعَیْنِ (جنت کی حور)

یہ لقب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس وقت عنایت فرمایا جب وہ حوران جنت کی سرداری کے لیے جنت روانہ ہوئیں، بعض کے نزدیک انہوں نے خلافت صدیقی میں وفات پائی۔ صحیح یہ ہے کہ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے عہد رسالت میں ہی وفات پائی اور ان کے بارے میں لسان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے جو الفاظ منسوب ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وفات کے موقع پر فرمائے۔

(زاد المعاد، باب ماوقع فی حدیث الافک)

۹ ہجری میں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن ان کی وفات کی خبر ملی جو شمع رسالت پر پروانہ وار فدا تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبر سن کر سخت حزن وملال کے عالم میں ان کے جنازے پر تشریف لے گئے خود قبر میں اتارا اور پھر ارشاد فرمایا:

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى اِمْرَاَةٍ مِّنَ الْحُوْرِ الْعَيْنِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى اُمِّ رُوْمَان

(جو شخص عورتوں میں حور عین کو دیکھنا چاہے وہ ام رومان کو دیکھے)۔

(معرفۃ الصحابہؓ ام رومان رضی اللہ عنہا بنت سبیع)

اَلْمُبَشَّرَةُ بِالْجَنَّةِ (جنتی خاتون)

یہ ام رومان رضی اللہ عنہا جن کو سیّد المرسلین فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی حور قرار دیا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رفیقۂ حیات، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نور کی خوشدامن اور اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ تھیں۔ جنت کی بشارت کی وجہ سے ان کا شمار اَلْمُبَشَّرَاتُ بِالْجَنَّة صحابیاتؓ میں ہوتا ہے، رحمت عالمؐ نے جنتی حور لقب دے کر ان کو اَلْمُبَشَّرَةُ بِالْجَنَّةِ بنادیا اور آخری دونوں لقب موت کے دن مل گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قبر میں اتر کر ان کے لیے استغفار کیا اور دعائے خیر فرمائی۔

(الاعلام للذرکلی ام رومان رضی اللہ عنہا)

Marfat.com

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنتِ ابی بکر صدیقؓ القرشیہ

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا تھیں۔

اَلسَّابِقَةُ الْاُوْلٰی (قبولِ اسلام میں سبقت لے جانے والی)

اَلْمُبَایِعَةُ (بیعت کرنے والی)

قبولِ اسلام کے لحاظ سے بھی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو امتیازی خصوصیت حاصل ہے، وہ اوائل بعثت میں اس وقت سعادت اندوزِ اسلام ہوئیں، جب صرف سترہ نفوسِ قدسی مخفی طور پر ایمان لائے تھے۔ اس طرح اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن کی صف میں ان کا اٹھارہواں نمبر ہے ان کا یہ قرآنی لقب سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۰۰ میں مذکور ہے، بیعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اَلْمُبَایِعَات لقب والی خواتین کی صف میں جگہ پائی۔ (وفیات الاعیان الوافی بالوفیات، اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکرؓ)

اَلْمُجَاهِدَه (جہاد کرنے والی) اَلشَّاعِرَة (شعر کہنے والی)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا نکاح حواریِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زبیرؓ بن العوام سے ہوا جو اصحاب عشرہ مبشرہؓ میں سے ایک ہیں۔ وہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے حقیقی بھتیجے تھے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ان کے ساتھ جہادِ یرموک میں حصہ لیا اور اَلْمُجَاهِدَه خواتین میں شمار ہوئیں وہ فصیحہ بلیغہ اور شاعرہ تھیں۔

سفرِ ہجرت میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پدرِ گرامی کو رفاقتِ خیر البشر کا مہتم بالشان شرف حاصل تھا۔ (الاعلام للزرکلی اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکرؓ)

ذَاتُ النِّطَاقَیْن (دو رومالوں والی)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا یہ لقب خاص معروف ہے، جو خود لسانِ رسالتؐ سے ادا ہوا، اس کا پس

Marfat.com

منظر یہ ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مل کر فوراً سامانِ سفر درست کیا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے دو تین دن کا کھانا تیار کر رکھا تھا۔ اسے ایک تھیلے میں ڈالا اور ایک مشکیزے میں پانی ڈالا۔ اتفاق سے تھیلے اور مشکیزے کا منہ باندھنے کے لیے گھر میں کوئی رسی موجود نہ تھی اور وقت کا ایک ایک لمحہ قیمتی تھا، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فوراً اپنا کمر بند (نطاق) کھول کر اس کے دو ٹکڑے کیے، ایک سے کھانے کے تھیلے کا منہ باندھا اور دوسرے سے مشکیزے کا، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی اس خدمت سے بہت خوش ہوئے اور انہیں ''ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ'' کا لقب عطا فرمایا۔ (زاد المعاد فی استماء قریش)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ لَکَ النِّطَاقَيْنِ فِی الْجَنَّةِ (الاستیعاب، اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکرؓ)

''اے اسماء جنت میں تمہیں دو رومال ملیں گے'' اس لیے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا مُبَشَّرَةٌ بِالْجَنَّة بھی ہیں یعنی وہ خاتون جن کو جنتی ہونے کی بشارت دی گئی۔

صَاحِبَةُ سِرِّ النَّبِی علیہ وسلم (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رازدان)

ہجرت کا سفر نبی علیہ السلام کا بڑا اہم راز تھا جس کو صرف امین لوگوں تک کھولا گیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اس راز سے آگاہ تھیں وہ روزانہ رات کو اپنے بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ خفیہ طور پر غارِ ثور میں تشریف لے جاتیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ کو تازہ کھانا کھلا کر واپس آتیں (الریاض النضرۃ، فی ہجرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم) سفرِ سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم رازداری کی بناء پر ان کو صاحبۃ سر النبی لقب حاصل ہے۔

اَلشَّاكِرَةُ (شکر کرنے والی) اَلصَّابِرَةُ (صبر کرنے والی)

ہجرت کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر میں رکھا ہوا سارا روپیہ ساتھ لے گئے تھے۔ جب ان کے والد حضرت ابو قحافہؓ ان کے گھر کا پتہ لینے آئے کہ ابو بکرؓ گھر میں کچھ چھوڑ گئے ہیں یا نہیں؟ لیکن حضرت اسماءؓ نے ضعیف العمر اور نابینا دادا کا دل توڑنا مناسب نہ سمجھا اور جواب دیا۔

''نہیں دادا جان انہوں نے خیر کثیر ہمارے لیے چھوڑی ہے۔'' پھر انہوں نے ایک کپڑے میں کچھ پتھر ڈالے اور اس گڑھے یا طاق میں رکھ دیے جہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا مال رکھا کرتے تھے۔ اس کے بعد وہ ابو قحافہؓ کا ہاتھ پکڑ کر وہاں لے گئیں اور کہا:

Marfat.com

داداجان! آپ ہاتھ لگا کر دیکھ لیں، یہ کیا رکھا ہے؟

ابوقحافہؓ نے اس کپڑے کی پوٹلی پر ہاتھ رکھا تو مطمئن ہو گئے اور بولے: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اچھا کیا، تمہارے لیے کافی انتظام کر گئے۔ (سیرۃ ابن کثیر موقف اسماء رضی اللہ عنہا فی الھجرۃ)

اس واقعہ کی وجہ سے ان کو اَلشَّاکِرَۃُ الصَّابِرَۃ کہا جاتا ہے۔

(حلیۃ الاولیاء، اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ)

اَلْمُھَاجِرَۃ (ہجرت کرنے والی) اَلصَّادِقَۃُ (سچی اور مخلص)

یہ قرآنی لقب ہے (الممتحنہ آیت نمبر ۱۰) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے والد گرامی کی ہجرت میں مکمل نصرت کے بعد اپنے خاوند کے ساتھ ہجرت کی، کہا جاتا ہے کہ انہوں نے قباء میں مستقل اقامت اختیار کی اور وہیں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو بھی (خاص مدینہ منورہ شہر سے) بلا لیا۔

ہجرت نبوی ﷺ میں غیر معمولی خدمات کے طفیل ان کو خود بھی ہجرت کا موقعہ ملا اور اَلْمُھَاجِرَہ لقب سے نوازی گئیں۔ (الثقات لابن حبان باب العین، سمط النجوم حول السنۃ الثانیۃ)

جہاد و ہجرت سمیت ایسے بے شمار ایمانی امتحانات میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بحسن وخوبی کامیابیاں حاصل کی ہیں اس لیے علامہ اصفہانی نے اُن کا ایک لقب الصادقۃ لکھا ہے۔

(حلیۃ الاولیآء اسماء رضی اللہ عنہا)

اَلْمُقْسِطَۃُ (انصاف کرنے والی)

ایک دن ان سے ناانصافی کی کوئی بات ہونے لگی تھی کہ اللہ نے ان کو روک دیا، انصاف کا حکم دیا اور یہ اَلْمُقْسِطَۃُ (انصاف والی) بن گئیں۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ قتیلہ ان کے لیے کچھ ہدیہ لائیں والدہ مسلمان نہ تھیں اس لیے تردد ہوا کہ ان کے تحائف قبول کریں اور اپنے مکان میں ٹھہرائیں یا نہیں؟

چنانچہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی معرفت رسولِ اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ اس موقع پر میرے لیے کیا حکم ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کے تحائف قبول کر لو اور ان کو اپنے گھر میں مہمان رکھو، تمہارے لیے اللہ نے یہ حکم نازل فرمایا ہے۔

لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ (الممتحنۃ ۸)

اللہ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے سے نہیں روکتا، جنہوں نے نہ تم سے دین

Marfat.com

کے بارے میں لڑائی کی اور نہ تمہیں گھروں سے نکالا، اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(لطائف التفاسیر، التفسیر المظہری، سورۃ الممتحنۃ آیت نمبر ۸)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اللہ کا نازل کردہ حکم انصاف پورا کیا، ماں کی عزت کی، تحائف لے لیے اور گھر میں ٹھہرا کر خدمت کی اور وہ قرآنی لقب اَلْمُقْسِطِیْن کی مستحق بن کر اَلْمُقْسِطَۃ قرار پائیں۔

عَجُوْزُ الْجَنَّۃِ (جنت میں جانے والی معمر خاتون)

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی زندگی جہد مسلسل اور صبر وشکر و صدق و صفاء کے واقعات سے بھری پڑی ہے ابھی ان کے لقب " ذَاتُ النِّطَاقَیْن "میں گزرا کہ ان کو امام العالمینؐ نے جنت کی بشارت بطور خاص عنایت فرما کر ان کو اَلْمُبَشَّرَۃُ بِالْجَنَّۃِ قرار دیا۔

وہ ان معمر خواتین میں شامل ہیں جنہوں نے خاصی عمر پائی اور ان کو دربار رسالت سے جنتی ہونے کی بشارت بھی مل چکی تھی اس لیے ان کو عَجَائِزُ الْجَنَّۃ (جنت کی چار معمر خواتین) لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ یہ لقب ان کے خاص تعارف کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔

(وفیات الاعیان، عروۃ بن الزبیرؓ الوافی بالوفیات ج ۱۱ ص: ۲۳۹)

Marfat.com

حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا ہند بنت ابی طالب القرشیہ الہاشمیہ

بعض جگہ فاختہ نام ہے، ام ہانی کنیت، ابو طالب عم رسول اللہ ﷺ کی دختر تھیں، ماں کا نام فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد تھا۔ اس بناء پر حضرت علیؓ، حضرت جعفر طیارؓ اور ام ہانی رضی اللہ عنہا حقیقی بھائی بہن ہیں۔

۸ھ میں جب مکہ فتح ہوا مسلمان ہوئیں۔ آپ ﷺ نے اس روز ان کے مکان میں غسل کیا تھا اور چاشت کی نماز پڑھی تھی انہوں نے اپنے دو عزیزوں کو جو مشرک تھے پناہ دے دی تھی آنحضرتؐ نے بھی ان کو یہ کہہ کر پناہ دی اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ وَاٰمَنَّا مَنْ اٰمَنْتِ

(روض الانف ج ۴، ص ۲۲۹)

اے ام ہانی رضی اللہ عنہا! جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دے دی اور جسے تم نے امن دیا اسے ہم نے بھی امن دے دیا۔

جن حضرات صحابہؓ کو نبی اکرم ﷺ کی طرف سے اس قسم کے اختیارات دیے گئے ان کو اَلْمُجِیْرُ لقب دیا گیا اور اس درجہ کی خواتین کو المجیرۃ قرار دیا گیا۔

اَلْمُجِیْرَۃ (پناہ دینے والی)

عہد نبوی ﷺ میں ہی یہ سلسلہ شروع تھا کہ جناب رسالت مآب ﷺ مرد کو اَلْمُجِیْرُ یا کسی عورت کو اَلْمُجِیْرَۃُ قرار دیتے ہوئے اسے یہ عزت بخشی جاتی تھی کہ وہ کسی قومی مجرم کو پناہ دے سکتی تھی۔ متعدد خواتینِ اسلام کو یہ شرف حاصل ہوا۔

۱۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا ابی طالب بھی اس لقب سے متصف ہیں کہ فتح مکہ میں ان کا گھر پناہ گاہ

Marfat.com

۲۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنتِ رسول ﷺ نے اپنے شوہر کو قبل از اسلام پناہ دی اور وہ پناہ قبول کی گئی۔

۳۔ حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا مکہ میں مسلمان ہوئیں تو اپنے شوہر حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل کے لیے پناہ مانگی، جو مل گئی، ان واقعات کی وجہ سے خواتین کو مردوں کے برابر حصہ ملا اور بابُ اَمَانِ النِّسَاءِ وَجَوَارِ یِهِنَّ (بخاری کتاب الجهاد) جیسے ابواب وجود میں آئے۔

اس لقب کی تخریج اَلْمُجِیْرُوْنَ (امان نامے لکھوانے والے) صحابہؓ سے ہے۔ یہ حضرات سَادَاتُ الصَّحَابَة (سردار صحابہؓ) بھی کہلائے، نبی اکرم ﷺ سے اپنی اقوام کے لیے نامہ لکھوانے والے اَلْمُجِیْرُوْنَ (پناہ حاصل کرنے والے) صحابیؓ ہیں۔ (جن کا ذکر خیر ہماری کتاب ''اصحاب رسول ﷺ کے القاب'' میں ہے) اس کتاب میں یہ لقب میزان الاعتدال حضرت عبداللہ بن زبیرؓ عمرۃ انصاری باب مِنَ الدَّلِیل عَلٰی اَنَّ الْخُمْسَ مِنَ الْاِیْمَان سے لیا گیا ہے) اس مناسبت سے جن صحابیاتؓ کو آپ ﷺ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کی طرح یہ جملہ ارشاد فرمایا: اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ جسے تو نے پناہ دی اسے میں نے بھی پناہ دی) ان صحابیاتؓ کو المجیرہ لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

اُمِّ هَانِیْ (عطاء کرنے والی)

''ہانی'' ان کی کسی اولاد کا نام نہیں ہے۔ تاج العروس میں ہے اِنَّمَا سُمِّیَتْ هَانِئًا لِتَهْنِیَ اَیْ لِتُعْطِیَ (تاج العروس، هناء) ان کے جود وسخا کی وجہ سے یہ کنیت بطور لقب معروف ہوئی۔

هُبَیْر (خاوند کے نام پر لقب)

ہبیرہ بن وہب المخزومی ان کے شوہر کا نام ہے، فتح مکہ میں ام ہانی ایمان لے آئیں تو وہ بھاگ گیا مسلمان ہوا تو ام ہانیؓ نے البغض فی اللہ کے اصول پر اس کی پرواہ نہ کی، لیکن جب تک اس سے تعلق رہا مثالی رہا جیسا کہ ایک خاوند کے ساتھ ہونا چاہیے حتیٰ کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے شوہر کے نام سے هبیر تخریج کر کے اپنا لقب بنا لیا تھا۔

(نزهة الالباب فی الالقاب، حرف الها، ج ۲ ص ۲۴۰)

خَیْرُ النِّسَاء (بہترین عورت) اَلطُّلَقَاءِ (جس کو حضور ﷺ نے آزاد کر دیا)

یہ دونوں لقب حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے ہیں۔ (۱) خَیْرُ النِّسَاء لقب تب ملا جب ان کا

Marfat.com

خاوند بے وفائی کر گیا تو حضور ﷺ نے ان کو پیغام نکاح دیا، عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ تو مجھے میرے زمانہ کفر میں بھی بہت اچھے لگتے تھے اور اب تو مسلمان ہوں، البتہ میرے بچے چھوٹے ہیں، ان کی وجہ سے آپ ﷺ کو پورا آرام نہ دے سکوں گی۔ آپ ﷺ نے عذر قبول کرتے ہوئے تاریخی جملہ ارشاد فرمایا: ''بہترین عورتیں تو قریش کی عورتیں ہیں جو اونٹ کی سواری بھی کر لیتی ہیں اور وہ اپنے بچوں پر بڑی مہربان اور خاوند کے حق کی حفاظت کرتی ہیں۔

اس ارشاد میں آپ ﷺ نے خَیْرُ النِّسَاء لقب کے لیے جب خواتین قریش کو منتخب فرمایا تو اس کی سب سے پہلی مصداق حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا ہیں، جن کی فکر و نظر سے متاثر ہو کر آپ ﷺ نے خَیْرُ النِّسَاء لقب دیا۔ (سیرت ابن کثیر باب من خطبھنّ میں یہ حدیث ہے)

طُلَقَاءُ قُرَیْشٍ (جن قریشیوں کو نہ غلام بنایا نہ قیدی)

جب مکہ جنگ سے فتح ہوا تو عام جنگی اصولوں کے تحت اہل مکہ کو غلام بنایا جاتا یا قیدی۔ لیکن حضورؐ نے ایسے لوگوں کو جنھوں نے آپ ﷺ کا مقابلہ بھی کیا تھا، اَنْتُمُ الطُّلَقَاء (تم آزاد ہو) فرما کر نہ انہیں قیدی بنایا اور نہ ان کو غلام بنایا۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اَلطُّلَقَاء لقب والوں میں شمار ہوں۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھے پیغام نکاح بھیجا تھا، جس کی تائید اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر فرمائی وَبَنَاتِ عَمِّكَ (الاحزاب: ۵۰) اور آپ ﷺ اپنی چچا زاد بہنوں سے بھی نکاح کر سکتے ہیں لیکن آیت میں ایک شرط لگا دی گئی اَلّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ (آپ المہاجرہ خواتین سے نکاح کر سکتے ہیں غیر مہاجرہ سے نہیں) اس وجہ سے آپ ﷺ نے نکاح کا ارادہ ترک فرمایا کہ میں مہاجرہ نہیں ہوں بلکہ طلقاء میں سے ہوں۔ (سورۃ الاحزاب تفسیر الدر المنثور، فتح القدیر للشوکانی)

قرآنِ کریم سورۃ الاحزاب کی اس آیت میں وَ بَنَاتِ عَمِّكَ کی مصداق خاص حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا ہیں۔

ملاحظہ:

اس آیت کا حکم (کہ ہجرت نکاح کے لیے شرط ہے) بعد میں اسے منسوخ کر دیا گیا، اسلام کا قبول کرنا ہی شرط قرار دیا گیا۔ (القرطبی، البغوی الاحزاب: ۵۰)

چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی مہاجرہ نہ تھیں اسکے باوجود آپ ﷺ نے ان سے نکاح کیا۔

Marfat.com

ملاحظہ: حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں اَلطُّلَقَاء میں سے ہوں، اگلے عنوان کے تحت اس لقب کی وجہ تقرر کا بیان ہے۔

اَلطُّلَقَاء: اَلْعُتَقَاء:

قبیلہ بنو ثقیف (اہل طائف) کے جن غلاموں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان ہونے کی وجہ سے آزاد فرمایا تھا ان کو العُتَقَاء کہا جاتا ہے۔ اور جب مکہ فتح ہوا اور مشرکین مکہ کے بعض لوگوں نے اپنے کیے پہ معذرت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب اہلِ مکہ کو فرمایا۔

اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاء (زاد المعاد اسباب الفتح الاعظم)

جاؤ تم سب آزاد ہو یعنی قانون کے مطابق تم غلام یا قیدی ہو نہ تمہیں غلام بنایا جائے گا، اور نہ قیدی۔ (السیرۃ الحلبیۃ فتح مکہ)

اس لیے ان کا لقب بقول حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا اَلطُّلَقَاء ہے۔

(الدر المنثور سورہ احزاب آیت نمبر ۵۰، تاج العروس ع، ت ق)

پھر حدیثِ طیبہ میں یہ اصطلاح بھی استعمال ہوئی اَلطُّلَقَاء مِن قُرَیْش وَالْعُتَقَاء مِنْ ثَقِیْف حضرت سہیل بن عمرو "خطیب قریش" بھی الطلقاء لقب والے صحابہ میں سے ہیں۔

(شرح الزرقانی ج۳، ص۱۹۶)

ملاحظہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ دار عورتوں کی ایمان افروز باتوں سے دل کو ایک غیر معمولی ایمانی روشنی نصیب ہوئی، اس سے اگلے باب میں ذکر ہے ان صحابیاتؓ کا جن کو قرآنِ کریم نے اَلْمُؤْمِنَة لقب دے کر ممتاز کر دیا۔

Marfat.com

باب 6

اَلْمُؤْمِنَاتُ (ایمان والیاں)

قرآنِ کریم میں یہ لقب چھ بار خصوصاً خواتین کے لیے آیا ہے اور اٰمَنُوْا کے تحت دو سے زائد بار اس لقب کا ذکر ہے، جن چیزوں پہ ایمان لانا ضروری ہے ان میں وہ اجر و ثواب بھی شامل ہے جو ہجرت، جہاد اور دیگر عبادات کی وجہ سے ملتا ہے کہ ایمان بن دیکھے کسی حقیقت کو مان لینے کا نام ہے۔ اب ان صحابیاتؓ کے نام پڑھیے، جن کو یہ لقب ملا اور ان کا ذکرِ القاب و نزولِ آیات دیگر ابواب میں ہے۔

۱۔ باب ۷ میں اَلْمُبَایِعَات لقب والی خواتین بھی قرآنی لقب اَلْمُؤْمِنَاتُ سے مزیّن ہیں اور باب نمبر ۸ کی اَلْمُهَاجِرَات، اَلْمُمْتَحِنَات کو بھی یہ معزز لقب ملا تھا۔

۲۔ الاحزاب آیت نمبر ۳۵ تمام ازواج نبی ﷺ کو اَلْمُؤْمِنَاتُ لقب سے نوازا گیا، اس لیے کہ نزولِ آیت ان کے سوال کے سبب سے ہوا۔

۳۔ حضرت اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا صلح حدیبیہ میں شمولیت کی بناء پر اسی لقب سے نوازی گئیں۔

۴۔ اُمّ المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحشؓ کو قرآنِ کریم میں اس ذی وقار لقب سے نوازا گیا۔

رحمتِ عالم ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث، حضرت اُمّ الفضل رضی اللہ عنہا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت عمیس اور حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا بنت عمیس کو اَلْمُؤْمِنَات قرآنی لقب سے نوازا۔ (حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ذکر میں دیکھیں)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا غزوۂ احد میں شرکت کے طفیل ''اَلْمُؤْمِنَة''

Marfat.com

قرآنی لقب پر فائز ہوئیں۔

☆ حضرت ام منیع رضی اللہ عنہا

☆ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا بنت معوذ

☆ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا

☆ حضرت ام بجیر رضی اللہ عنہا

☆ حضرت خنساء زوجہ عوف

☆ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا بنت معوذ کو بیعت رضوان میں شرکت کی وجہ سے قرآنِ کریم نے اَلْمُؤْمِنَۃ، رضی اللہ عنہا اور اَلْفَائِزَہ جیسے القاب دیے۔

اب پڑھتے ہیں ان چند اَلْمُؤْمِنَاتُ کے ایمان افزاء واقعات جن کو بطور مثال اس باب کے لیے منتخب کیا گیا۔

Marfat.com

چار قرآنی اَلْمُؤْمِنَاتُ

یوں تو سارے صحابہؓ مومن اور صحابیاتؓ مومنہ ہیں اور آیات کے احکام عام ہوتے ہیں لیکن خوش نصیبی ہے ان کے لیے جن کے مومن ہونے کی گواہی کسی خاص واقعہ کی وجہ سے اللہ کے کلام میں دی گئی ہو، یہاں تین موموناؤں کا ذکر ہے، جن کو قرآن نے یہ خطاب دیا۔

حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا بنت عقبہ

تفسیر ابن کثیر میں علامہ عماد الدین فرماتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلمؒ فرماتے ہیں کہ عقبہ بن ابی معیط کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنا نفس آپ کو ہبہ کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے قبول ہے۔ پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ سے ان کا نکاح کرا دیا۔ (غالباً یہ نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی علیحدگی کے بعد ہوا ہوگا) اس سے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ناراض ہوئیں اور ان کے بھائی بھی بگڑ بیٹھے کہ ہمارا اپنا ارادہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا تھا نہ کہ آپ کے غلام سے نکاح کرنے کا۔ اس پر اللہ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۝ (سورہ احزاب آیت ۳۶ شرح زرقانی ج ۱ ص ۱۶۶)

ترجمہ: کسی مسلمان مرد کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ یاد رکھو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جو بھی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش:

اسی سے ملتا جلتا واقعہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بن جحش کا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کا نکاح حضرت زید رضی اللہ عنہ حِبُّ النبیؐ سے کرنا چاہا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بن جحش نے انکار کیا، یہ آیت اتری تو دونوں راضی ہو کر اَلْمُؤْمِن اور اَلْمُؤْمِنَة قرآنی القاب سے نوازے گئے۔ (تفسیر البیضاوی، الاحزاب ۳۷)

ایک انصاریہ، اَلْمُؤْمِنَةُ الْقُرْآنِیَہ:

ایک انصاری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی لڑکی کا نکاح حضرت جُلیبیبؓ سے کر دو! انہوں نے جواب دیا کہ اچھی بات ہے۔ میں اس کی ماں سے بھی مشورہ کرلوں، جا کر ان سے مشورہ کیا تو ماں نے کہا، یہ نہیں ہوسکتا۔ ہم نے بڑے بڑے آدمیوں کے رشتے تو واپس کر دیے اور اب جُلیبیبؓ سے نکاح کر دیں (جو غریب اور کم صورت ہے) انصاریؓ اپنی بیوی کا یہ جواب سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جانا چاہتے تھے کہ لڑکی جو پردے کے پیچھے سے یہ تمام گفتگو سن رہی تھی بول پڑی کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات رد کرتے ہو؟ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خوش ہیں تو تمہیں انکار نہ کرنا چاہیے۔ اب دونوں نے کہا: بچی ٹھیک ہی کہہ رہی ہے۔ بیچ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اس نکاح سے انکار کرنا گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کو رد کرنا ہے۔ (جب کہ اللہ نے فرمایا ہے: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِم (الاحزاب:۳۶)

کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم آجانے کے بعد کوئی اختیار باقی نہیں رہتا (اسے حکم الٰہی کے سامنے جھکنا چاہیے)

چنانچہ انصاریؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے خوش ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں میں تو اس سے رضا مند ہوں۔ انصاری نے کہا: پھر آپ کو اختیار ہے۔ آپ نکاح کر دیجئے! چنانچہ نکاح ہوگیا۔

اس نیک بخت انصاریہ عورت کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی تھی۔ کہ خدایا اس پر اپنی رحمتوں کی بارش برسا اور اسے زندگی کے پورے لطف عطا فرما! کہتے ہیں دعائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مدینہ میں سب سے زیادہ خرچ کرنے والی عورت یہ تھی۔ (اسد الغابہ جلیبیبؓ)

Marfat.com

انہوں نے جب پردے کے پیچھے سے اپنے والدین سے کہا تھا کہ حضور ﷺ کی بات کو رد نہ کرو۔ اس وقت یہ آیت وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ الخ نازل ہوئی تھی۔ (الاستیعاب، جُلیبیبؓ)

آیت گو شان نزول کے اعتبار سے مخصوص ہے۔ لیکن حکم کے اعتبار سے عام ہے۔ خدا اور اس کے رسول کے فرمان کے ہوتے ہوئے نہ کوئی مخالفت کر سکتا ہے۔ نہ اسے ماننے نہ ماننے کا اعتبار کسی کو باقی رہتا ہے نہ رائے وقیاس کرنے کا حق ہے، نہ کسی اور بات کا ﷺ

(السیرۃ الحلبیۃ ج ۳ص ۴۱۲، تفسیر ابن کثیر، سورۃ الاحزاب: ۳۶)

اس قسم کے مومن مرد اور مومنہ عورتوں کے ذکر سے صحابہؓ کی زندگیاں بھری ہوئی تھیں کہ ان کو فیصلہ نبوی ﷺ ملا اور انہوں نے تمام ذاتی مصلحتوں کو چھوڑ کر اس آیت کا مصداق بننے میں اپنی عافیت جانی۔

بنت عمروؓ بن وہیب:

ایک اور واقعہ دور نبوی ﷺ کا یہ ہے۔ سرور عالم ﷺ کے ایک جاں نثار حضرت سعد الاسود سہمیؓ ظاہری حسن و جمال سے محروم تھے اس لیے کوئی شخص ان کو اپنی لڑکی کا رشتہ دینے پر راضی نہیں ہوتا تھا، انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں اپنی مشکل بیان کی تو فرمایا ''تم اسی وقت عمرو بن وہیب ثقفی کے گھر جاؤ اور میرا اسلام کہو اور ان سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کی بیٹی کا رشتہ میرے ساتھ کر دیا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن وہب (جو قریب ہی میں مسلمان ہوئے تھے، ان کو حضور ﷺ کے فرمان سے آگاہ کیا، وہ لڑکی خوبصورت اور عاقلہ تھی (اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ سیاہ رنگ تھے) انہوں نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا۔ ان کی صاحبزادی نے باپ کی گفتگو سنی (تو اس کے دل و دماغ پر قرآنی آیت وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ (الاحزاب کی آیت نمبر ۳۶) نے دستک دی) اور پردے سے نکل کر دروازے پر گئیں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اے اللہ کے بندے اگر واقعی رسول اللہ ﷺ نے تمہیں بھیجا ہے تو میں بخوشی تمہارے ساتھ شادی کے لیے تیار ہوں۔'' اور والد کو کہا: جاؤ اور اللہ کے رسول ﷺ سے معافی مانگ کر نجات حاصل کرو کہیں آپ کے خلاف وحی نہ آ جائے۔ حضرت سعدؓ نے واپس جا کر حضور ﷺ کو

Marfat.com

ساری بات بتائی تو آپ ﷺ نے لڑکی کو دعائے خیر دی۔ ادھر لڑکی نے اپنے والد کو بھی غضبِ الٰہی سے ڈرایا، وہ بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر معافی کے خواستگار ہوئے۔ حضور ﷺ نے اب بنت عمروؓ کا نکاح حضرت سعدؓ الاسود سے کر دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ابھی بیوی کو رخصت کروانے کا سامان خرید رہے تھے کہ جہاد کا اعلان ہوا اور سعدؓ سب کام چھوڑ کر شریک ہوئے اور شہید ہو گئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا سر اپنی گود میں رکھا اور ان کا ترکہ بنت عمروؓ بن وہب کو دلایا اور فرمایا: اللہ نے اس عورت سے بہتر عورت کے ساتھ جنت میں اس کا نکاح کر دیا ہے، علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسی سے ملتا جلتا واقعہ حضرت جلیبیبؓ کا ہوا۔ (اسد الغابہ، سعد الاسودؓ)

اَلْمُؤْمِنَةُ (ایمان والی)

یہ لقب دنیا و آخرت کی تمام تر کامرانیوں کی ضمانت ہے جو بنت عمروؓ نے اطاعتِ رسول اور حبّ حبیب ﷺ کے ذریعے حاصل کیا، اس آیت میں اسی قسم کی خواتین کو اَلْمُؤْمِنَةُ لقب سے نوازا گیا جو کسی کی پراہ کیے بغیر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کر لیتی ہیں۔

Marfat.com

حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا بنت جحش

قریش کے خاندان اسد بن خزیمہ سے تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے: حمنہ رضی اللہ عنہا بنت جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ۔

اَلسَّابِقَةُ الْاُوْلٰی (قبولِ اسلام میں پہل کرنے والی) اَلْمُهَاجِرَةُ الْمُبَايِعَة:

والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب تھا جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی تھی۔ اس لحاظ سے حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ اُمّ المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش ان کی حقیقی بہن اور سیدنا عبداللہ بن جحش (المجدّع فی اللہ۔ شہیدِ اُحد) ان کے حقیقی بھائی تھے۔

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتداء میں مشرف بہ اسلام ہو کر اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن قرآنی لقب حاصل کیا۔ نکاح حضرت مصعبؓ بن عمیر سے ہوا۔ ان کے ساتھ ہی ہجرت الی المدینہ کا شرف حاصل کیا اور مہاجرین اور انصار کی چند دوسری خواتین کے ساتھ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا شرف حاصل کر کے المهاجرة اور اَلْمُبَايِعَةُ لقب حاصل کر لیے۔ (الاصابہ حمنہؓ بنت جحشؓ)۔

اَلْغَازِيَةُ (غزوہ اُحد میں حصہ لینے والی)

۳ ہجری میں واقعہ غزوہ احد پیش آیا۔ حضرت حمنہؓ نے کچھ دوسری خواتین کے ساتھ مل کر اس غزوہ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ وہ مجاہدین کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کا علاج اور نگہداشت کرتی تھیں۔ غزوات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں شرکت کرنے والی خواتین کو اَلْغَازِيَاتُ کہا جاتا ہے۔

(حوالہ کے لیے مسلم حدیث ۱۸۱۲ کا باب پڑھیے)

اَلْمُؤْمِنَةُ (صاحبہ ایمان)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقین کی تہمت کا ذکر ان کے القاب میں لکھا گیا (اسے واقعہ افک

Marfat.com

کہتے ہیں) واقعہ افک میں حضرت حسانؓ بن ثابت اور حضرت مسطحؓ کے ساتھ حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا بھی منافقین کے فریب میں آ گئے اور اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لگائی گئی تہمت میں منافقین کی ہاں میں ہاں ملا دی۔ بارگاہِ خداوندی سے حضرت صدیقہؓ کی برأت ہوئی اور ان چند مسلمانوں کے بارے میں آیت نازل ہوئی جو منافقین کے شور وشرابے سے متاثر ہو گئے تھے۔ اللہ نے فرمایا:

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ (النور ۱۲)

اور جب تم نے یہ جھوٹ سنا تو تم نے اپنے بارے میں اچھا گمان کیوں نہ کیا اور کیوں نہ کہا یہ کھلا ہوا بہتان ہے۔

اس آیت میں مومنات سے مراد حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ (الدر المنثور آیتِ ہذا کی روشنی میں)

اس آیت میں ان کو اَلْمُؤْمِنَه قرآنی لقب سے نوازا گیا تو حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا اپنے کیے پر سخت پشیمان ہوئیں اور توبہ کی لیکن صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ان کی شرکت کا ہمیشہ قلق رہا۔

حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا نے ۲۰ ھ کے بعد کسی سال انتقال کیا۔ ان سے چند حدیثیں بھی مروی ہیں جن کے راوی ان کے فرزند عمران بن طلحہ ہیں۔

Marfat.com

حضرت اسماء بنت مرشد رضی اللہ عنہا

الوافی اور اسد الغابہ میں اسماء بنت مرشدہ نام ہے، بنو حارثہ سے ان کا تعلق تھا، آپ ﷺ سے حیض کے بارے میں سوال کیا تھا، اس مناسبت سے اہل سیر نے ان کا ذکرِ خیر کیا ہے۔

(اسد الغابہ، الاستیعاب الاصابہ، اسماء رضی اللہ عنہا بنت مرشد)

اَلْمَرْأَةُ الْقُرْآنِيَّة (قرآنی عورت)

اسماء رضی اللہ عنہا کی دینی غیرت، حیاء اور پاک دامنی کی صفات کی بناء پر ان کی فطرت سلیمہ نے دو مرتبہ ایسی باتیں سوچیں جن کا جواب قرآنِ کریم کی شکل میں اترا اس لیے وہ بلاشبہ اَلْمَرْأَةُ الْقُرْآنِيَّة ہیں۔

"اَلْمُؤْمِنَةُ" (ایمان والی)

یوں تو سب صحابیاتؓ ہی مومنات ہیں، لیکن اس قرآنی خطاب کی مخاطب اول جو خاتون بنی ہیں وہ کتنی عظیم مُؤْمِنَة ہوں گی۔ آیئے (سورہ نور کی آیت نمبر ۵۸) کی روشنی میں اس صحابیہؓ کا ذکر کرتے ہیں۔ آیت یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے موقر خطاب سے شروع ہوتی ہے۔ یہ آیت اس عظیم خاتون کے دل سے اٹھنے والے ایک سوال کا جواب ہے۔

حضرت اسماء بنت مرشدؓ کا ایک غلام تھا جو حضرت اسماءؓ بنت مرشد کے پاس ایسے وقت میں (بلا اجازت) آجاتا تھا کہ اس وقت غلام کا آنا حضرت اسماءؓ کو ناگوار گزرتا۔ حضرت اسماءؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے خادم اور غلام ایسے وقت ہمارے پاس آجاتے ہیں کہ اس وقت ان کا آنا ہم کو ناگوار ہوتا ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

Marfat.com

جس میں غلاموں کے ساتھ بالغ مرد و خواتین کو گھروں میں داخلے کے آداب سکھائے گئے ہیں۔

فرمان رب العزت ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ الخ۔

(سورہ نور آیت نمبر ۵۸)

ترجمہ مکمل آیت کا یہ ہے: اے اہل ایمان تمہارے مملوک (یعنی باندی غلام) اور تمہارے وہ لڑکے بالے جو جوانی کو نہیں پہنچے تین اوقات میں اجازت لے کر تمہارے پاس داخل ہوا کریں۔ فجر کی نماز سے پہلے اور دوپہر کے وقت جب کپڑے تم اتار لیتے ہو۔ اور عشاء کی نماز کے بعد یہ تین اوقات تمہارے پردے کے اوقات ہیں۔ اور ان تین اوقات کے علاوہ نہ تم پر کوئی گناہ ہے نہ ان پر۔ پھر آنا جانا کرتے رہو ایک دوسرے کے پاس۔ اسی طرح اللہ تمہارے لیے آیات کو کھول کر بیان فرماتا ہے۔ اور اللہ بڑی حکمت والا ہے۔

(اسباب النزول، لباب النقول، تفسیر اللباب، زاد المیسر سورۃ النور آیت ۵۸)

حضرت اسماءؓ بنت مرشدؓ وہ عظیم خاتون ہیں جنہوں نے خواتین اسلام میں پردے کی کمزوری کو محسوس کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلی جذبات کا اظہار سورہ نور آیت ستر نازل کر کے فرمایا یہ اسی طرح کا واقعہ ہو گیا جس طرح کہ حضرت عمرؓ کی تمنا پر پردے کی آیت نازل ہوئی تھی۔

ابن ابی حاتم نے بحوالۂ مقاتل بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا (ایک بار) حضرت اسماء بنت مرشدؓ اپنے نخلستان میں تھیں کہ عورتیں ان کے پاس آئیں جو کامل باپردہ لباس پہنے ہوئے نہ تھیں۔ اور جو کچھ پاؤں میں پہنے ہوئے تھیں۔ (یعنی پازیب وغیرہ) وہ کھلا نظر آرہا تھا۔ ان کے سینے اور گیسو بھی کھلے ہوئے تھے۔ حضرت اسماءؓ نے فرمایا: یہ کیسی بری ہیئت ہے؟ اس پر ان کی تائید میں یہ آیت ذیل نازل ہوئی۔

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ الخ

(تفسیر مظہری التفسیر المنیر للأ حیلی، لباب النقول، سورۃ النور آیت ۳۱)

ترجمہ مکمل آیت کا یہ ہے: اور مؤمن عورتوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی نگہداشت کریں اور اپنی زینت (کے مواقع) کو ظاہر نہ کریں۔ مگر جو اس (موقع

Marfat.com

زینت) میں سے کھلا رہتا ہے اور اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالیں تاکہ ان کے بال، گردن اور کان چھپے رہیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ مگر اپنے شوہروں کے لیے یا اپنے باپوں کے لیے یا اپنے شوہروں کے باپوں کے لیے یا اپنے بیٹوں کے لیے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے لیے۔

اَلْمُبَایِعَةُ (بیعت کرنے والی)

حضرت اسماءؓ ان خواتین اسلام میں سے ایک ہیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عہد کیا کہ وہ اللہ کی نافرمانی نہ کریں گی اور زندگی آخرت کی تیاری میں گزاریں گی۔ ان خواتین کو اَلْمُبَایِعَةُ لقب دیا گیا ہے قرآنِ کریم سورۃ ممتحنہ کی آیت نمبر ۱۲ میں ان کو اَلْمُؤْمِنَاتُ کے معزز لقب سے نوازا گیا ہے۔

(الاصابہ اسماء بنت مرشدؓ)

Marfat.com

حضرت هُنَيْدَةؓ بِنْت صَعْصَعَة التّميميه المُشَاجِعَة

ان کے والد حضرت صعصعہ بن ناجیہ التیمی المشاجعیؓ نے تین سو ساٹھ ایسی بچیوں کو گابھن اونٹنیوں کے بدلے آزاد کروایا، جن کو ان کے والدین زندہ دفن کر رہے تھے۔ اسلام آیا تو یہ مسلمان ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھنے لگے کہ میں نے اپنے زمانۂ کفر میں یہ نیکی کی ہے۔ اس زمانے کے اندر میرا یہ عمل کرنا اللہ کے ہاں قبول ہے یا نہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا اسلام لانا اسی عمل کی برکت سے ہے، اللہ نے تم پر احسان فرمایا۔

(معرفۃ الصحابۃ، صعصعۃؓ بن ناجیہ)

ذَاتُ الْخِمَارِ (اوڑھنی والی)

اس عظیم باپ کی عظیم اور نیک بیٹی هُنیدہ رضی اللہ عنہا بہت باحیاء اور پردہ دار تھیں، ہر وقت دوپٹے میں رہتیں، اس لیے ان کا لقب ذَاتُ الْخِمَارِ ہو گیا۔ وہ کہتی ہیں کہ صرف چار مردوں اپنے والد (صعصعہؓ) اپنے بھائی (غالب) اپنے شوہر (زبرقانؓ ماہ نجد) اور اپنے ماموں (حضرت اقرعؓ بن حابس) کے علاوہ کسی کے سامنے میری اوڑھی سر سے نہ اتری۔

(اسد الغابہ، هنیدہؓ، معجم الالقاب، ذات الخمار)

اللہ تعالیٰ مسلمان عورتوں کو حکم دیتے ہیں: وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ (النور: ۳۱) اور ان کو چاہیے یہ دوپٹے اپنے سینے پر ڈال کر رہیں، جس دن آیت کا نزول ہوا، حضرت هنیدہؓ اس دن سے مزید پختگی کے ساتھ دوپٹے پر عمل پیرا ہو گئیں۔

Marfat.com

حضرت اُمّ ہشام انصاریہ رضی اللہ عنہا

جلیل القدر صحابی حضرت حارثہؓ بن نعمان انصاری کی صاحبزادی تھیں، ان کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی عقیدت اور محبت تھی۔ جمعہ کی نماز باقاعدگی سے مسجد میں جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں پڑھا کرتی تھیں۔ صحیح مسلم میں ان سے روایت ہے کہ میں نے سورہ ق وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سیکھا ہے، جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کے دن منبر پر خطبہ میں پڑھتے تھے۔

(مسلم حدیث نمبر ۱۴۴۲)

اَلْمُؤْمِنَةُ (ایمان والی (اللہ سے راضی) اَلْمُبَشَّرَةُ بِالْجَنَّةِ

بیعت رضوان کی بدولت وہ اَلْمُبَشَّرَاتُ بِالْجَنَّةِ لقب والی صحابیاتؓ میں شمار ہوئیں۔ (الاصابہ ام ہشامؓ)

شرکاء بیعت کو المومن اور رضی اللہ عنہم کا لقب دیا گیا ہے۔

(دیکھیے: الفتح: آیت نمبر ۱۸)

Marfat.com

حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا بنت معن انصاریہ

ان کو کُبیشہ بھی کہا جاتا تھا۔ان کے خاوند السّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن سے تھے۔

اَلْاَنْصَارِیَۃ (انصار کے قبیلہ سے منسوب)

جن خواتین کو مہاجرین کی اعانت کے طفیل ''انصاریہ'' لقب سے نوازا گیا حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا ان خوش نصیبوں میں سے ہیں، بڑی عظیم صحابیہؓ ہیں، ان کے دل کی آواز سات آسمانوں پہ سنی گئی اور قرآن اترا۔ان کا ایمان افزا واقعہ یہ ہے کہ ان کا نکاح حضرت ابوقیس رضی اللہ عنہ صیفی بن الصّلت انصاریؓ سے ہوا تھا۔وہ فوت ہوئے تو ان کی بیوہ (حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا) کے سوتیلے بیٹے قیس نے جاہلیت کی رسم کے مطابق ان کے نکاح کا وارث ہونے کا دعویٰ کیا کہ میں ان سے خود نکاح کروں یا کسی اور کو نکاح میں دوں۔حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے مرحوم شوہر کے اقرباء سے میرا پیچھا چھڑائیے، تاکہ میں دوسری جگہ نکاح کر سکوں'' رسول رحمتؐ خاموش ہو گئے۔ان کے مسئلہ کے حل کے لیے اس وقت سورۃ النسآء کی یہ آیت نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النسآء آیت:۱۹،الاستیعاب،ابوقیس صیفیؓ)

ترجمہ: (اے مومنو! تم کو یہ بات حلال نہیں کہ عورتوں کے جبراً وارث اور مالک بن جایا کرو اور انہیں اس غرض سے مقید نہ کرو جو کچھ تم لوگوں نے ان کو دیا ہے۔اس کا کوئی حصہ وصول کر لو مگر اس صورت میں کہ ان سے کوئی صریح ناشائستہ حرکت سرزد ہو اور ان کے ساتھ خیر و خوبی سے گزران کرو) (تفسیر الطبری جامع البیان آیت ہذا کے ذیل میں)

۱۔ اس آیت کے نزول کے بعد رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوہ ہو جانے والی خواتین کو پورا اختیار دیا

Marfat.com

کہ وہ عدت گزارنے کے بعد جہاں چاہیں نکاح کرلیں۔

۲۔ اور اللہ نے سفارش کی کہ عورتوں کے ساتھ اچھی زندگی گزارو! اسی قسم کا واقعہ حضرت ام عُبید رضی اللہ عنہا کے ساتھ بھی پیش آیا۔ (تفسیر ابن کثیر، النساء:۲۲)

Marfat.com

حضرت خولہؓ بنت حکیم زوجہ عثمان بن مظعون

بہت صالح نفس خاتون تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل بہت پوچھتی تھیں۔

(الاصابۃ، خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم)

اَلْمُؤْمِنَةُ (صاحبۂ ایمان) وَاهِبَةُ النَّفْسِ (اپنی جان ہبہ کرنے والی)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کی وفات کے بعد خولہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہِ رسالتؐ میں آکر عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپؐ چاہیں تو میرے ساتھ بغیر مہر کے نکاح کر سکتے ہیں، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جذبہ فدویت سے بہت مسرور ہوئے اس خاتون کی تعریف سات آسمانوں سے یوں نازل ہوئی۔

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ

اور وہ مسلمان عورت جس نے دے دی اپنی جان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو۔

(الاحزاب ۵۰، الاصابۃ خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم انصاریہ)

اَلْمُؤْمِنَاتُ الْمَوْهُوْبَاتُ (اپنی جان ہبہ کرنے والیاں)

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ بھی کئی نام ایسے آتے ہیں کہ انہوں نے اپنا نفس بغیر مہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا قرآنِ کریم نے ان صاحبۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اَلْمُؤْمِنَة خطاب سے نوازا ہے اور حدیث وسیر کی کتابوں میں ہے کہ صحابہؓ ان کو وَاهِبَةُ النَّفْس کہتے تھے اور دوسرا اَلْمُوْهُوْبَات لقب بھی منقول ہے، جب کہ اَلْمُؤْمِنَة لقب تو قرآن نے دے دیا۔

(تفسیر ابی السعود روح البیان، ایضاح البیان، زمخشری، سورہ احزاب آیت نمبر: ۵۰)

۲۔ دوسرا نام اَلْمُؤْمِنَة الْمَوْهُوْبَةُ کے طور پر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث کا بھی آتا ہے۔

(الدر المنثور ۶/۶۳۱)

Marfat.com

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ لقب خولہؓ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کا تھا، ان کی کنیت ام شریک تھی۔

اَلْعَالِمَةُ الْفَاضِلَة ان کے علمی وادبی خطابات بھی تھے۔

(تہذیب التہذیب، خولہ رضی اللہ عنہا معرفۃ الصحابۃؓ، حدیث ۷۴۶۵)

۴۔ حضرت خویلہ رضی اللہ عنہا بنت ثامر الانصاریہ۔

۵۔ حضرت غزیۃ رضی اللہ عنہا بنت دودان۔ (تاج العروس، غزو)

۶۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ الانصاریہ، جن کا لقب ام المساکین تھا۔ ان خواتین کو اللہ تعالیٰ نے اَلْمُؤْمِنَة خطاب عنایت فرما کر بہت بڑا اعزاز بخشا۔ (تفسیر مظہری الاحزاب، آیت نمبر ۵۰،۳۳)

ان تفاسیر میں مطابقت یہ ہے کہ مختلف اوقات میں مختلف صحابیاتؓ نے یہ خواہش ظاہر کی اور ان کو اس خطاب سے نوازا گیا۔ (الاصابہ، خولۃ بنت حکیم) ان صحابیاتؓ کو اپنے اس قرآنی لقب پر فخر تھا۔

ایک دن بطورِ تعجب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت اُمّ شریک رضی اللہ عنہا کو فرمایا: کیا کوئی عورت اس طرح کرسکتی ہے؟ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نے فخریہ طور پر فرمایا: فَـانَـا تِـلْـكَ فَسَـمَّانِیَ اللّٰهُ مُؤْمِنَةً جی ہاں! وہ میں ہوں (اور اس بناء پر میرے) اللہ نے میرا نام اَلْمُؤْمِنَة رکھا، اس کے بعد ام شریک رضی اللہ عنہا نے الاحزاب کی آیت: ۵۰ تلاوت کی جس میں ان کو اَلْمُؤْمِنَة لقب سے نوازا گیا۔ (الاصابۃ، ام شریک رضی اللہ عنہا)

ملاحظہ:

ہم اَلْمُؤْمِنَاتُ کے اسماء گرامی اور ان کے ایمانی حالات سے آگہی سے دل کو ایک فرحت آمیز امید سے معمور پا رہے ہیں، اس لیے اب اَلْمُبَایِعَات سے متعارف ہونا چاہیے، تاکہ معلوم ہو کہ ان اَلْمُؤْمِنَاتُ کو یہ درجہ کیوں ملا کہ قرآن میں ان کا نام لیا گیا۔

Marfat.com

باب 7

اَلْمُبَایِعَاتُ (بیعت کرنے والیاں)

''بیعت'' کہتے ہیں اپنے اموال، جانیں اور اپنی ساری خواہشات کو جنت کے بدلے اللہ کو دے دینا، قرآنِ کریم و احادیث صحیحہ سے خواتین کی اجتماعی بیعت فتح مکہ کا ذکر ملتا ہے اور سورہ الممتحنہ میں مذکور بیعت بھی اجتماعی تھی، ان کے علاوہ مختلف اوقات میں حضور ﷺ کی خدمت میں آ کر عورتوں نے اسلام پر چلنے کا عہد کیا۔ اب ان چند اَلْمُبَایِعَاتُ کے نام جن کا ذکر کتاب میں ہے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا جو سات غزوات میں اپنی جانثاری کا ثبوت دیتی ہیں۔ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے، ایک گھر میں عورتوں کو جمع کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس گھر کے دروازے پر کھڑے تھے، آپ ﷺ نے عورتوں کو سلام کیا، سب عورتوں نے جواب دیا اور آپ ﷺ کو مرحبا کہا، پھر آپ ﷺ نے سب کو بیعت کیا۔ (حیاۃ الصحابہؓ باب بیعت النساء)

ملاحظہ:

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے ذکر میں بیعتُ النِّساء کا طریقہ اور پانچ اَلْمُبَایِعَات کا ذکر موجود ہے، باقی یہ ہیں۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنتُ الرسول ﷺ۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت مرشد۔ حضرت ام ہشام رضی اللہ عنہا۔ حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا بنت معن۔ حضرت عفراء رضی اللہ عنہا بنت عبید۔ حضرت ام سلیط رضی اللہ عنہا۔ حضرت نوار بنت مالک۔ حضرت ام بجید رضی اللہ عنہا۔ حضرت ام فروہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا، حضرت فکیہہ رضی اللہ عنہا، حضرت ربیع رضی اللہ عنہا بنت معوذ، بیعت رضوان میں شریک ہو کر اَلْمُؤْمِنَة اور اَلْمُبَایِعَاتُ قرار پائیں۔ یہ ان خواتین کے نام ہیں جو بیعت کے لیے مدینہ کے ایک گھر میں جمع تھیں۔

Marfat.com

قارئین! اب تک بیعت کے معنی اور چند اَلْمُبَایِعَات کے اسماءِ گرامی کا ذکر ہو چکا اور اب بیعت کرنے میں حضور ﷺ کے اسوہ حسنہؐ کا بیان ہے اور اس موقع پر بیعت کرنے والی صحابیاتؓ اَلْمُبَایِعَات اور ان کو ملنے والے القاب کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مُبَایِعَاتُ الْفَتْح (فتح مکہ میں بیعت کرنے والیاں)

صلح حدیبیہ میں صرف دو خواتین بیعت ہوئیں۔ مہاجرات نے کثیر تعداد میں مدینہ میں بیعت کی، کچھ خواتین نے فتح مکہ کے بعد کی۔ اس لیے ان کا یہ تذکرہ ان کے لقبِ خاص مُبَایِعَاتُ الْفَتْح کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ اس بیعت کی دلچسپ کہانی یہ ہے۔

فتح مکہ کے بعد آپ نے طواف کیا اور دعاء سے فارغ ہونے کے بعد آنحضرتؐ کوہِ صفا پر بیٹھ گئے لوگ بیعت کے لیے جمع ہو گئے۔ آپ خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت پر بیعت لینے لگے۔ مردوں سے فقط اسلام پر اور حسبِ استطاعت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر بیعت لیتے اور بعض روایات میں ہے کہ مردوں سے اسلام اور جہاد پر بیعت لیتے، مردوں کی بیعت سے جب فراغت پائی تو عورتوں سے بیعت لینے لگے۔ عورتوں سے ان امور پر بیعت لی کہ جو بیعتُ النساء کی آیت میں مذکور ہیں۔ یعنی

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ (الممتحنہ: آیت نمبر ۱۲)

خواتین سے بیعت کا نبوی ﷺ طریقہ:

آپؐ خواتین سے جو بیعت فرماتے۔

۱۔ وہ محض زبان سے ہوئی تھی آپ کے دستِ مبارک نے کبھی بھی کسی نامحرم عورت کے ہاتھ کو مس نہیں کیا اور نہ کسی عورت سے کبھی آپ ﷺ نے مصافحہ فرمایا۔

۲۔ کبھی اس طرح بیعت کرتے تھے کہ کپڑے کا ایک کونہ حضور ﷺ پُرنور کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور اس کا دوسرا کونہ عورت کے ہاتھ میں ہوتا۔

۳۔ کبھی ایسا ہوتا کہ جب عورتوں سے بیعت لیتے تو پانی کا ایک پیالہ منگا لیتے اور اس میں اپنا دستِ مبارک ڈال کر نکال لیتے اور پھر عورتوں کو حکم دیتے کہ تم بھی اس پیالہ میں اپنے ہاتھ ڈال لو تو عورتیں بھی اپنا ہاتھ اس پیالہ میں ڈال کر تر کر لیتیں۔ اس طرح بیعت پختہ ہو جاتی۔

Marfat.com

۴۔ تفصیل اگر درکار ہو تو تفسیر قرطبی کو سورہ ممتحنہ سے پڑھیں اور جن عورتوں نے بیعت کی ان کے مکمل حالات تاریخ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ ص ۶۶ ج ۲ پر دیکھیں۔

مُبَايِعَاتُ اَلْمُسْلِمَاتُ الْفَتْح (فتح مکہ کی فضاء میں بیعت ہونے والیاں)

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ جب مردوں کی بیعت سے فارغ ہو گئے عورتوں کی بیعت کی طرف متوجہ ہوئے، قریش کی جو عورتیں اس وقت بیعت کے لیے حاضر ہوئیں ان میں چند نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یاد رہے کہ ان کو مُسْلِمَاتُ الْفَتْح بھی کہا جاتا ہے۔

(الاستیعاب، ام الحکم بنت ابی سفیان) کچھ نام یہ ہیں۔

۱۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن۔

۲۔ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت عاص بن امیہ زوجہ عمرو بن عبدود عامری۔

۳۔ اروی رضی اللہ عنہا بنت ابی العیص۔ یعنی حضرت عتاب رضی اللہ عنہ بن اسید کی پھوپھی۔

۴۔ عاتکہ رضی اللہ عنہا بنت ابی العیص۔ یعنی اروی کی بہن۔

۵۔ ہندہ رضی اللہ عنہا بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان و والدۂ امیر معاویہؓ (سیرت مصطفیٰ، ج ۳، ص ۳۴)

اس بیعت کی دیگر اَلْمُبَايِعَات اور مُسْلِمَاتُ الْفَتْح لقب حاصل کرنے والی مقدس شخصیات کے نام یہ ہیں۔

۶۔ حضرت ہند رضی اللہ عنہا بنت منبہ (الاصابۃ ہند بنت منبہ)

۷۔ حضرت امنہ رضی اللہ عنہا بنت عفان (اسد الغابہ امنۃ بنت عفان)

۸۔ البغلوم رضی اللہ عنہا بنت المعدل الکنانیۃ (اسد الغابہ البغلومؓ)

۹۔ حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا بنت اسید القرشیہ الامویہ (اسد الغابہ عاتکہ رضی اللہ عنہا)

۱۰۔ حضرت فاختہ رضی اللہ عنہا بنت الولید المخزومیہ (اسد الغابہ، فاختہ رضی اللہ عنہا)

۱۱۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت عتبہ رضی اللہ عنہ القرشیہ العبشیہ (اسد الغابہ فاطمہ بنت عتبہ رضی اللہ عنہا)

۱۲۔ حضرت اروی رضی اللہ عنہا بنت ابی العاص (الاصابۃ اروی رضی اللہ عنہا)

۱۳۔ حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا بنت سفیان (الاصابہ، امیمہ رضی اللہ عنہا بنت سفیان)

۱۴۔ حضرت ریطہ بنت منبہ (الاصابہ ریطہ بنت سفیان)

۱۵۔ حضرت قتلہ/قتیلہ رضی اللہ عنہا بنت عبد العزی (الاصابہ، قتلہ بنت عبد العزی)

Marfat.com

۱۶۔ حضرت ام مرشد رضی اللہ عنہا الاسلمیہ (الاصابہ، اُمّ مرشد الاسلمیہ)

ان تمام کو اَلْمُبَایِعَات اَلْمُسْلِمَةُ الْفَتْح لقب بھی دیا جاتا ہے۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، اولھم اسلاما واخرھم موتا)

اب ان صحابیاتؓ کا تعارف شروع ہوتا ہے جنہوں نے دیگر القاب کے ساتھ اَلْمُبَایِعَه لقب بھی حاصل کیا اور ان کے لیے قرآن کریم کی آیات کا نزول ہوا۔ کچھ آیات کا ذکر اَلْمُبَایِعَات کے تذکروں میں آئے گا۔

Marfat.com

حضرت اُمِّ منیع انصاریہ رضی اللہ عنہا

ان کا نام اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمرو بن عدی تھا اور خزرج کے خاندان بنو سلمہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل سعادت اندوزِ اسلام ہوئیں۔

اَلْعَقَبِیَّۃ (بیعت عقبہ میں شریک)

لیلۃ العقبہ (۱۳ ہجری بعد بعثت) میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے مشرف ہوئیں۔ اس موقع پر یہ سعادت (۷۳ مردوں کے ساتھ) حضرت ام منیعؓ اور حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا کو نصیب ہوئی، یہ وہ بیعت تھی جس میں انصارؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ تشریف لانے کی دعوت دی۔ اور اپنی جانوں، مالوں اور اولادوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور مدد کا عہد کیا۔ اس بیعت میں شریک خواتین کو اَلْعَقَبِیَّۃُ (بیعت عقبہ کرنے والی) لقب دیا جاتا ہے۔ (اسد الغابہ، ام منیع رضی اللہ عنہا)

اَلْمُؤْمِنَۃُ (ایمان والی) المبایعۃ بیعت کرنے والی)

اَلْمُبَشَّرَۃُ بِالْجَنَّۃِ (جنت کی خوشخبری والی)

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے درخواست کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہم شرک کو چھوڑیں اور اپنی جانیں اور اموال اللہ کے حکم پر قربان کر دیں تو ہمیں کیا ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت۔ سب حاضرین نے کہا: (ہماری جانوں اور اموال کی قربانی کے بدلے جنت کا ملنا گھاٹے کا سودا نہیں ہے۔) ہم اس بدلے پر خوش ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کی تائید میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ۔

(تفسیر البغوی، سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۱۲)

اللہ نے مومنین کے جان و مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔

Marfat.com

۱۔ اس مبارک بشارت میں جہاں ۳۷ اہل اسلام کو اَلْمُؤْمِن لقب سے نوازا گیا، وہاں ان دونوں صحابیاتؓ کو اَلْمُؤْمِنَاتُ قرار دیا گیا۔

۲۔ رسول رحمت ﷺ جن خواتین سے بیعت لیتے تھے ان کو اَلْمُبَایِعَات لقب سے نوازا جاتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر الممتحنہ آیت نمبر ۱۲)

۳۔ اور جن کو جنت کی خوشخبری ملتی تھی ان کو اَلْمُبَشَّرةُ بِالْجَنَّةِ قرار دیا جاتا تھا۔

۴۔ اور بیعت عقبہ میں شریک خواتین کو العَقَبِيَّة سے ملقب کیا جاتا تھا۔

(معجم الصحابۃ، جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ)

۵۔ ان عقبی صحابہؓ کو اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْاَنْصَار قرآنی لقب سے نوازا گیا۔ (سورۃ التوبۃ آیت نمبر ۱۰۰) یہ پانچ موقر القاب حضرت اُمّ منیع اور حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہما کو ایسے ملے کہ فخر کے لیے ان میں سے ایک بھی کافی ہے۔

Marfat.com

حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا خاتونِ احد

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا نام "نُسَیْبَہ" تھا لیکن تاریخ میں انہوں نے اپنی کنیت ہی سے شہرت پائی۔ قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے تعلق رکھتی تھیں۔ سلسلۂ نسب یہ ہے۔

نسیبہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار۔

اَلْمُحَارِبَۃُ (جنگ لڑنے والی) اُمُّ الْمُحَارِبِیْن (جنگجوؤں کی ماں)

ہجرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے سال مسلمانوں کو احد کا معرکہ پیش آیا۔ حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا اس میں شریک ہوئیں اور ایسی شجاعت، جانبازی اور عزم و ثبات کا مظاہرہ کیا کہ تاریخ میں خاتونِ احد کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ طبقات ابن سعد کی روایت کے مطابق ان کے شوہر اور دونوں بڑے فرزند عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حبیب رضی اللہ عنہ بھی غزوہ احد میں ان کے ساتھ شریک تھے۔

اس لیے ان کو اَلْمُحَارِبَۃُ اُمُّ الْمُحَارِبِیْن لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

(المشاہیر النساء المسلمات)

اَلْمُجَاہِدَۃُ (راہِ خدا میں جہاد کرنے والی)

احد میں جب تک مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا، حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا دوسری خواتین کے ساتھ مشکیزوں میں پانی بھر بھر کر مجاہدین کو پلاتی تھیں اور زخمیوں کی خبر گیری کرتی تھیں۔ قرآنِ کریم نے جہاد کرنے والے مردوں کو اَلْمُجَاہِدِیْن (جہاد کرنے والے) لقب سے نوازا ہے۔

(النساء ۹۵)

اسی وجہ سے جنگجو خواتین کو مُجَاہِدَات کہا جاتا ہے۔ حضرت نُسیبہ رضی اللہ عنہا کا شمار ان ہی قرآنی خواتین میں ہوتا ہے جن کو یہ لقب ملا۔ احد میں جب گھمسان کی جنگ ہوئی اور کافروں کا زور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو گیا اور ایک دشمن جس نے ان کے بیٹے پر بھی حملہ کیا تھا اس طرف بڑھا،

Marfat.com

وہ بھی حضور ﷺ پر حملہ آور ہوا تو حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا جوش غضب میں اس کی طرف جھپٹیں اور تلوار کا ایسا کاری وار کیا کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر نیچے گر پڑا۔ سرورِ عالم ﷺ یہ دیکھ کر متبسم ہو گئے اور فرمایا 'ام عمارۃ! تو نے اپنے بیٹے کا خوب بدلہ لیا۔ (السیرت الحلبیۃ غزوہ احد)

حَارِسَۃُ الرَّسُوْلُ (اللہ کے رسول ﷺ کی محافظہ)

جن صحابہؓ کو حضور ﷺ نے اپنی پہرے داری کی اجازت دی ان کو حَارِسُ رَسُوْلُ اللہ کہا جاتا ہے (اسد الغابہ الفاکہہ) حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہ اعزاز اس وقت ملا جب ابن قمیہ نے احد میں آپ ﷺ کے دندان مبارک توڑ دیے تو ام عمارہ رضی اللہ عنہا بے تاب ہو گئیں اور آگے بڑھ کر ابن قیمہ کو روکا۔ یہ شخص مکہ کا نامی شہسوار تھا لیکن شیر دل ام عمارہ رضی اللہ عنہا مطلق ہراساں نہ ہوئیں اور اس پر نہایت جرأت کے ساتھ حملہ کیا۔ وہ دوہری زرہ پہنے ہوا تھا اس لیے ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی تلوار اچٹ گئی اور ابن قیمہ کو جوابی وار کرنے کا موقع مل گیا۔ اس سے ان کے کندھے پر شدید زخم آیا لیکن ابن قیمہ کو بھی وہاں ٹھہرنے کی جرأت نہ ہوئی اور وہ تیزی سے گھوڑا دوڑا کر بھاگ گیا۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے زخم سے خون کا پرنالہ بہہ رہا تھا۔

رَفِیْقَۃُ النَّبِیِّ (جنت میں نبی اکرم ﷺ کی رفیقہ)

حضور ﷺ نے ان کے زخم پر خود پٹی بندھوائی اور کئی بہادر صحابہؓ کا نام لے کر فرمایا:

''واللہ آج اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا نے ان سب سے بڑھ کر بہادری دکھلائی۔''

(الطبقات الکبری، ام عمارہ رضی اللہ عنہا)

ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، میرے لیے دعا فرمائیے کہ جنت میں بھی آپ کی معیت نصیب ہو۔''

حضور ﷺ نے نہایت خشوع وخضوع سے ان کے لیے دعا مانگی اور بآواز بلند فرمایا:

'' اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھُمْ رُفَقَائِیْ فِی الْجَنَّۃِ۔ ''

(اے اللہ ان کو جنت میں میری معیت نصیب فرما! یہ دعا سن کر زخمی مجاہدہ بولیں:

'' مَا اُبَالِیْ مَا اَصَابَنِیْ مِنَ الدُّنْیَا ''

(اب مجھے دنیا میں کسی مصیبت کی پرواہ نہیں)

جنت کی اس بشارت کی وجہ سے ان کو اَلْمُبَشَّرَۃُ بِالْجَنَّۃِ لقب دیا گیا۔ اس سے ان کی رفیقۃ

Marfat.com

رسول ﷺ ہونے کی تمنا بھی پوری ہوگئی۔ (السیرۃ الحلبیۃ غزوہ احد)

القابِ خمسہ:

حضرت ام مُنیع رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے ساتھ بیعتِ عقبہ میں تھیں ان کے ذکر میں پانچ القاب کا بیان گزرا اس لیے حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کو بھی پانچ خطابات۔

۱۔ اَلْمُؤْمِنَۃُ قرآنی لقب۔ ۲۔ اَلْمُبَایِعَۃُ تاریخی لقب۔

۳۔ اَلْمُبَشَّرَۃُ بِالْجَنَّۃِ باسعادت لقب۔ ۴۔ اور اَلْعَقَبِیَّۃُ معزز لقب۔

۵۔ اور اَلسَّابِقَاتُ الْاَوَّلُ قرآنی لقب سے نوازا گیا ہے۔ ان کے لقبوں کا جو گلدستہ اس بیان میں قارئین کے ہاتھوں میں دے دیا گیا ہے ان سے یہ حقیقت آشکارہ ہوتی ہے کہ حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا ملت اسلامیہ کی قابلِ فخر خواتین میں سے ایک ہیں۔

صَاحِبَۃُ الْمِرْط (چادر والی)

ان کے کارناموں پر تمام صحابہؓ کو فخر تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے دور خلافت میں کہیں سے بہت قیمتی چادر آئی لوگوں نے سمجھا کہ شاید یہ چادر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ النبی ﷺ کو ملے گی، یا صفیہ رضی اللہ عنہا زوجہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دی جائے گی لوگ حیران رہ گئے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ قیمتی چادر حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کو دینے کا اعلان فرمایا۔

اور ساتھ یہ وجہ بیان کی کہ احد کے دن ان کی خدمات کو حضور ﷺ نے سراہتے ہوئے فرمایا تھا:

''میں اپنے دائیں بائیں ہر طرف سے ام عمارہ رضی اللہ عنہا کو دیکھتا تھا کہ وہ میرے اوپر حملہ آور لوگوں کو پچھاڑ رہی ہیں۔''

اس عظیم عطیہ خلافتِ عمریؓ کی وجہ سے ان کو صَاحِبَۃُ الْمِرْط (چادر والی) کہا جاتا تھا۔

تاریخ اسلام میں یہ لقب ایک اور صحابیہ حضرت ام سلیط رضی اللہ عنہا کو بھی ان کے کارناموں کی بناء پر دیا گیا۔

حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا کو نبی رحمتؐ نے ایک قیمتی چادر پہنا کر اس لقب کا مستحق بنا دیا۔

(معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہ، ام خالد رضی اللہ عنہا)

Marfat.com

اَصْحَابُ الشَّجَرَۃ (درخت کے نیچے بیعت کرنے والے)

رسول رحمت ﷺ سے بیعت کرنے والے پندرہ سو صحابہ میں یہ بھی تھیں انہوں نے اس موقعہ پر وہ مشہور بیعت بھی کی جس کے بارے میں کلام الٰہی ان الفاظ میں اترا:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ (الفتح: آیت ۱۸)

ان اہل ایمان سے اللہ راضی ہو چکا جنہوں نے آپ ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کی

اس آیت میں دیگر صحابہ کے ساتھ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کو اَلْمُؤْمِنَۃ قرآنی لقب سے نواز کر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ابدی خطاب بھی عنایت فرمایا، اس بیعت کے شرکاء کو اَلشَّجْرِی اس لیے کہ انھوں نے شجر (درخت) کے نیچے بیعت کی تھی کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت اُمّ المنذر سلمٰی رضی اللہ عنہا بنت قیس انصاریہؓ

انصار کے قبیلہ بنو عدی بن نجار سے تھیں اور امام اصبہانی کے قول کے مطابق دور کے رشتہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ تھیں۔

مُصَلِّیَۃُ الْقِبْلَتَیْنِ (دو قبلوں کی طرف نماز پڑھنے والی)

انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دونوں قبلوں (بیت المقدس اور بیت اللہ) کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی۔ اس لیے ان کو مصلیۃ القبلتین لقب دیا جاتا ہے۔

(حلیۃ الاولیاء سلمٰی رضی اللہ عنہا بنت قیس)

وہ فرماتی ہیں کہ میں انصار کی چند خواتین کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان شرائط پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی کہ:

۱۔ ہم خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔

۲۔ چوری نہ کریں۔

۳۔ بدکاری نہ کریں۔

۴۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں۔

۵۔ کوئی ایسا بہتان نہ باندھیں جس کو اپنے ہاتھوں اور پیروں کے درمیان گھڑیں (یعنی غیر کی اولاد کو اپنی حقیقی اولاد بتائیں)

۶۔ کسی بھلے کام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہ کریں۔

۷۔ اپنے شوہروں سے کھوٹ کپٹ نہ کریں۔

بیعت کرنے کے بعد ہم واپس ہوئیں تو میں نے ایک صحابیہؓ سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

خدمت میں واپس جا اور دریافت کر کہ شوہر کے ساتھ کھوٹ کپٹ کرنے کا کیا مطلب ہے؟

چنانچہ اس نے واپس جا کر حضور ﷺ سے یہ بات پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر کا مال لے کر کسی غیر کو دینا۔

دونوں بیعتوں میں ان کی شرکت ہوئی اس وجہ سے بَایِعَةُ الْبَیْعَتَیْن لقب معروف رہا۔

(حلیۃ الاولیاء سلمٰی بنت قیس رضی اللہ عنہا)

ملاحظہ:

بیعت اول کے الفاظ حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا کے القاب میں ہیں۔

Marfat.com

حضرت سُعاد رضی اللہ عنہا بنتِ سلمہ

ان کا نسب اس طرح ہے:

سعاد بنت سلمہ بن زہیر بن ثعلبہ۔

بیعت الفتح میں موجود تھیں یعنی مکہ فتح ہونے کے بعد جب اللہ کا وعدہ پورا ہوا تو یہ بھی مسلمان ہو کر وعدہ الٰہی کا حصہ بن گئیں اس وقت خواتین نے جو بیعت کی اس میں شریک تھیں۔ اللہ نے فرمایا: يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (جب اللہ کی مدد آئے گی تو لوگ فوج در فوج دین میں داخل ہوں گے۔ (سورۃ النصر) حضرت سعاد اسی فوج کا حصہ ہیں جو فتح مکہ میں داخل اسلام ہوئی۔

حُرَّةُ الْحَرَائِرِ (معزز خاتون)

دیگر بہت سی مقتدر شخصیات نے اس بیعت میں حصہ لیا تھا حضرت سعاد رضی اللہ عنہا نے بیعت کر کے پہلے اَلْمُبَایِعَة لقب پایا اور ان دوران بیعت عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کی طرف سے بھی بیعت کر لیجیے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنْتِ حُرَّةُ الْحَرَائِرِ: تم بڑی ذہین و سمجھدار ہو! (اسد الغابہ: سعاد بنت سلمہ رضی اللہ عنہا)

اس لقب کے معانی کے لیے دیکھیے۔ (تاج العروس، حرر)

اس کے بعد حضرت سعاد رضی اللہ عنہا نے اسے اپنے نام کا حصہ بنایا اس لیے کہ یہ الفاظ زبان رسالتؐ سے ادا ہوئے تھے جو وحی الٰہی سے چلتی تھی۔

Marfat.com

حضرت ہند رضی اللہ عنہا بنت عتبہ قرشیہ

ہند رضی اللہ عنہا نام تھا، اور قریش کے خاندان بنو عبد شمس سے تھیں۔

ابوسفیان بن حرب کے نکاح میں آئیں۔

ہند کا باپ عتبہ بن ربیعہ اور شوہر ابوسفیان اسلام کے سخت دشمن تھے اور ہند بھی اسلام دشمنی میں ان سے کم نہ تھیں۔ جب بیعت مکہ کا ذکر آتا ہے تو ان کے ذکر کے بغیر نامکمل رہتا ہے وہ بڑی شعلہ بیان مقررہ تھیں، اسلام سے پہلے ان کی تمام تر کلامی قوتیں اسلام کی مخالفت کے لیے وقف تھیں ۳ ہجری میں مشرکینِ مکہ نے ابوسفیان کی زیر قیادت بڑی تیاری کے ساتھ مدینہ پر حملہ کیا اور غزوۂ احد پیش آیا۔ ہند خصوصیت سے اپنے باپ کے قاتل (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) سے انتقام لینا چاہتی تھیں۔ اسی جذبے سے احد میں شریک ہوئیں۔

اَلشَّاعِرَۃ (شعر کہنے والی) نَفْسٌ وَّاٰنِفَۃٌ (جری اور مضبوط اعصاب والی)

اس جنگ کے موقع پر جوانوں کا لہو گرم کرنے کے لیے جو کلام پڑھا اس سے معلوم ہوتا ہے قادر الکلام شاعرہ تھی، احد میں مشرکین کے قافلہ کے ساتھ چلی آئی اور اشعار سے میدان گرم کر دیا اس موقعہ پر مؤرخین نے ان کا ایک لقب نَفْسٌ وَّاٰنِفَۃ لکھا ہے، کہ وہ مضبوط اعصاب کی مالک تھیں۔ (الاستیعاب، الوافی ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا)

اٰکِلَۃُ الْکُبُوْد (کلیجے چبانے والی)

احد کے میدان میں ہند نے مشرکین مکہ کے ساتھ بطور ایک شاعرہ اور جذبہ جانبازی میں تیزی پیدا کرنے والی ناصحہ کے طور پر حصہ لیا، ایک غلام کو آزادی کا لالچ دے کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے پر آمادہ کیا۔ جب وہ شہید ہو گئے تو ہند نے جوشِ انتقام میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کر کے جگر نکالا اور چبا گئیں لیکن گلے سے نہ اتر سکا، اس لیے اگلنا پڑا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ

Marfat.com

سے سخت صدمہ ہوا جب مکہ فتح ہوا تو دیگر خواتین کے ساتھ ہند رضی اللہ عنہا بھی مسلمان ہونے کے لیے آئی اور بیعت کرنے لگی، تو آپؐ نے فرمایا: کیا تم ہند ہو؟ عرض کی جی ہاں۔ فرمایا: أَأَنْتِ اٰکِلَةُ الْکُبُوْدِ ؟ کیا تم ہو وہ کلیجے چبانے والی؟ ہند شرما گئی اس دن کے بعد ان کا یہ لقب معروف ہوا۔

(سمط النجوم خلافۃ معاویہ رضی اللہ عنہ)

اَلْمُبَایِعَةُ (بیعت کرنے والی)

فتح مکہ میں خواتین مسلمان ہو کر بیعت کے لیے آئیں تو ان کی قیادت بھی ہند رضی اللہ عنہا کر رہی تھیں، انہوں نے اپنی کوتاہیوں کی معافی مانگی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تمام خطاؤں کو بخش دیا۔

ہند رضی اللہ عنہا کو اپنی جاں بخشی کی امید نہیں تھی لیکن جب رحمۃ للعالمینؐ نے انہیں بالکل معاف کر دیا تو ان کے دل کی دنیا یکسر بدل گئی اور وہ صدق دل سے مسلمان ہو گئیں۔ اس وقت ان کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے آپ سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی دشمن نہ تھا۔ لیکن آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب و محترم نہیں۔

(سمط النجوم العوالی خلافت معاویہؓ)

اس کے بعد گھر جا کر اپنے معبود بُت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ قبولِ اسلام کے بعد حضرت ہند رضی اللہ عنہا کی زندگی یکسر خدمت اسلام کے لیے وقف ہو گئی۔ (الاعلام للذرکلی ہند رضی اللہ عنہا بنت عتبہ)

اور اس بیعت میں جو وعدے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیے ان کو پورا کرتے ہوئے زندگی گزاری اس بیعت کے الفاظ وہی ہیں جو سورۃ الممتحنہ کی آیت نمبر ۱۰ کے حوالے سے گزرے جن میں صدق دل سے اقرار کرنے والی خواتین کو اَلْمُؤْمِنَاتُ لقب سے نوازا گیا۔

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ''اسد الغابہ'' میں لکھا ہے کہ ''حضرت ہندؓ ایک خود دار غیرت مند، صائب الرائے اور دانش مند خاتون تھیں۔

صحیح بخاری کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ طبعاً نہایت فیاض تھیں، انہوں نے اپنے خاوند کے مال سے خرچ لینے سے متعلق مسئلہ پہلی ملاقات میں ہی دریافت کر لیا تھا۔

(بخاری باب ذکر ہند رضی اللہ عنہا)

Marfat.com

شَاعِرَۃُ الْاِسْلَامِ الْمُجَاھِدَۃ :

جب ان کی زندگی میں انقلاب آگیا تو اپنے شعروں سے مجاہدین اسلام کو کفار کے خلاف جوش دلاتی تھیں۔ جنگ یرموک میں خواتین کے اندر ان کی موجودگی رومیوں کے لیے عذاب بن گئی اور ان کا نَفْسٌ وَّاَنِفَۃ (مضبوط اعصاب والی ہونا) اسلام کے کام آیا۔

(تراجم شعراء الموسوعۃ الشعریہ، ہند بنت عتبہ) حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بھی ان کے ساتھ تھیں۔

خلافت عمری رضی اللہ عنہ میں جس دن حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ نے دنیائے دوں کو چھوڑا اسی دن حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے بھی آخرت کی راہ لی۔ (الاستیعاب، ہند رضی اللہ عنہا بنت عتبہ)

Marfat.com

حضرت فُریعہ بنت مالک انصاریہ رضی اللہ عنہا

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فریعہ نام ہی کو ترجیح دی ہے۔ والد، والدہ اور بھائی کی طرح ان کو بھی قبولِ اسلام اور صحابیت کا شرف حاصل ہوا۔

اَلْمُؤْمِنَةُ (ایمان والی) اَلْمُبَایِعَةُ (بیعت کرنے والی)

بیعت رضوان میں بھی موجود تھیں۔ (الاصابہ، فریعہ رضی اللہ عنہا)

اس لیے جہاں اَلْمُبَایِعَة لقب پایا، وہاں اَلْمُؤْمِنَة قرآنی خطاب سے نوازی گئیں اس بیعت کا ذکر اس طرح ہے: لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (آیت الفتح:۱۸)

''اللہ ان اہل ایمان سے راضی ہو گیا جنھوں نے درخت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی''

اس آیت کی رو سے ان کو ''اَلْمُؤْمِنَةُ'' قرآنی لقب ملا۔

اَلْمُعْتَدَّةُ (عدت گزارنے والی)

فریعہ بنت مالک بن سنان کے شوہر کے غلام بھاگ گئے تھے وہ ان کی تلاش میں نکلا، اس نے ان بھگوڑوں کو وادی قدوم کے کنارے پر جالیا۔ انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ فریعہ کہتی ہیں کہ مجھے شوہر کے قتل کی اطلاع ملی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے اپنے خاندان بنو خدرہ میں جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں کیوں کہ میرے پاس نہ تو رہنے کا مکان ہے اور نہ نفقہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے، میں واپس ہوئی۔ ابھی

Marfat.com

حجرے یا مسجد کے پاس تھی کہ آپ ﷺ نے مجھے بلا بھیجا۔ اور فرمایا: تم نے جو کچھ کہا تھا پھر بیان کرو! میں نے شوہر کے قتل ہونے کا واقعہ دوبارہ بیان کیا۔ اب آپ ﷺ نے فرمایا: اِمْكِثِيْ فِيْ بَيْتِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ (جامع الاصول ۵۹۸۱)

اپنے گھر میں رہو حتیٰ کہ عدت کی مدت پوری ہو جائے، آپ ﷺ نے اس قرآنی آیت کا حکم ان کو سنایا۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا (البقرہ:۲۳۴)

''اور تم میں سے جو مر جائیں اور بیویاں پیچھے چھوڑیں تو وہ عورتیں چار ماہ دس دن گھروں میں رہیں'' اس حکم الٰہی کی روشنی میں حضور ﷺ نے حکم دیا کہ تم اپنے گھر میں ٹھہرو تا کہ عدت پوری ہو جائے۔ چنانچہ وہ کہتی ہیں کہ میں نے عدت کے چار مہینے اور دس دن اپنے گھر میں پورے کیے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں مجھے بلایا اور مجھ سے یہ سارا واقعہ (رسول اللہ ﷺ کے فیصلے) سمیت سنا اور (ایسے ہی ایک معاملے میں) اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔ اس طرح حضرت فریعہ رضی اللہ عنہا کی عدت کا واقعہ ایک فتویٰ کی حیثیت رکھتا تھا، حضرت فریعہؓ کا یہ مسئلہ حضور ﷺ کے زمانے سے خلافت عثمانیہ رضی اللہ عنہ اور پھر اس کے بعد بھی ایک بڑی وزنی دلیل بنا رہا اس لیے وہ اہل اسلام میں فَرِيْعَةُ الْمُعْتَدَةُ لقب سے معروف رہیں۔

(تہذیب الکمال، فریعہ رضی اللہ عنہا اور دیکھئے التفسیر المظہری آیت ہذا)

Marfat.com

حضرت عُمیرہ بنت مسعود الانصاریہ رضی اللہ عنہا

حضرت عمیرہ رضی اللہ عنہا اپنی پانچ بہنوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے اس وقت پہنچی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیا ہوا گوشت تناول فرما رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چبا کر انہیں دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لقمے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب پاک شامل تھا ان پانچوں بہنوں نے) اسے آپس میں تقسیم کرلیا اور تبرک حاصل کرنے کے لیے کھالیا، راوی حضرت جعفر کا بیان ہے کہ لعاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت یہ ہوئی کہ زندگی بھر کسی کو بھی گندہ دہنی (منہ کی بو) یا کسی قسم کے درد والم کی شکایت کبھی نہیں ہوئی (منہ کی ساری بیماریوں سے اللہ نے ہمیشہ کے لیے ان اَلْمُبَایِعَات خواتین کو نجات دے دی۔ (الاصابۃ اسد الغابہ وحلیۃ اولیاء ذکر عمیرۃ رضی اللہ عنہا)

اٰیات اللّٰہِ (اللہ کی پہچان کی نشانیاں)

دوسری بڑی دولت ان مبایعات کو یہ ملی کہ وہ ان شخصیات میں شامل ہوگئیں جن پر معجزات کا ظہور ہوا اور وہ اَلتَّذْکَار لِلْمُعْجِزَات (یادگار معجزات) شخصیات بن گئیں۔ قرآن نے معجزہ بننے والی خواتین مردوں اور اشیاء کو آیات (توحید و رسالتؐ کی علامات و دلائل) قرار دیا ہے۔

وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِلْمُوْقِنِیْنَ (الذاریات ۲۰)

اور زمین میں کچھ نشانیاں ہیں یقین والوں کے لیے، اسی طرح معجزات کا حصہ بننے والی ان شخصیات کو نصیحت کا ذریعہ قرار دیا کہ لوگ ان کو دیکھ کر اللہ کی وحدانیت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا یقین کریں۔ (الاعراف: آیت نمبر ۲۶)

Marfat.com

قارئین! آپ نے ان رفیع المرتبت جنتی عورتوں کی شانِ عظمت نشان سے قلب وجان کو منور کرلیا ہے جن کو اَلْمُبَایِعَات لقب مل گیا تھا۔ بیعت نام ہے مرضیات کو چھوڑنے کا۔ اب ذکر کیا جاتا ہے، ان کا جنہوں نے گھر چھوڑا۔ یہ اَلْمُهَاجِرَات ہیں جن کے لیے القاب وخطابات اورنزول آیات کے تحفے آسمانوں سے آئے۔

Marfat.com

باب نمبر 8

اَلْمُهَاجِرَاتُ (ہجرت کرنے والیاں)
اَلْمُمْتَحِنَاتُ (جن کا امتحان لیا گیا)

باب نمبر 1 میں بیان ہو چکا کہ

قرآنِ کریم کی تیرہ آیات میں اَلْمُهَاجِر قرآنی لقب کو مختلف صیغوں کے ساتھ موید اور معروف بنایا گیا ہے۔ صحابیاتؓ کی بہت بڑی تعداد نے یہ آسمانی خطاب حاصل کیا' اس باب میں ہم نے صرف ان کا ذکر کیا ہے جن کے بارے میں قرآن کی کوئی آیت خصوصی طور پر اتری یا اس صحابیہؓ کا کوئی اور لقب بھی کتابوں میں مذکور ہے۔ اس اصول کو سامنے رکھتے ہوئے اس باب میں تین اعزازوں والی خواتین کا ذکر ہوگا۔

() اَلْمُهَاجِرَات (ہجرت کرنے والیاں) یہ قرآنی لقب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج اور بنات اَلسَّابِقُ الْاَوَّل اور اَلْمُهَاجِرَةُ قرآنی لقب سے مزین تھیں۔

حضرت اُمِّ کلثوم بنت رسول ﷺ ○ حضرت صفیہؓ عَمَّةُ النَّبِیْ ○ حضرت اروىؓ بنت عبدالمطلب ○ حضرت فاطمہؓ بنت اسد ○ حضرت ام رومانؓ ○ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ ○ حضرت حمنہؓ بنت جحش ○ حضرت شفاءؓ بنت عوف ○ حضرت فاطمہؓ بنت ولید ○ حضرت فاطمہؓ بنت قیس نے بھی ہجرت کی۔

(۲) ذَاتُ الْهِجْرَتَیْن' ذَاتُ السَّفِیْنَةِ (دو ہجرتوں والی اور کشتی کی مسافرہ)

اور جنہوں نے دو ہجرتیں کیں ان کے لیے ذَاتُ الْهِجْرَتَیْن لقب کا اجراء ہوا' کتاب میں موجود ذَاتُ الْهِجْرَتَیْنِ یہ ہیں۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی ذَاتُ الْهِجْرَتَیْنِ اور ذَاتُ السَّفِیْنَة اور اَلْبَحْرِیَة تھیں ○ اور یہی لقب ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے پایا ○

Marfat.com

حضرت رقیہؓ بنت رسول ﷺ بھی اس مرتبہ پر فائز تھیں ○ حضرت زینبؓ بنت ابی سلمہ جب ہجرت حبشہ سے مشرف ہوئیں ○ ان کے ساتھ حضرت حبیبہؓ بنت عبداللہ، درہؓ بنت ابی سلمہؓ بھی تھیں ○ حضرت اُمّ ایمنؓ ○ حضرت ام خالدؓ بھی ذَاتُ الْھِجْرَتَیْنِ تھیں۔

(۳) اَلْمُمْتَحَنَات (جن مہاجرات رضی اللہ عنہن کا امتحان ہوا)

ہجرت کا تیسرا اعزاز ان خواتین کو ملا جو صلح حدیبیہ کے بعد مہاجرات بن کر آئیں ان کو اَلْمُمْتَحِنَات لقب سے نوازا گیا اس کی تفصیل اسی باب میں حضرت اُمّ کلثومؓ بنت عقبہ کے ذکر کے ساتھ شروع ہوگی اب "ذَاتُ الْھِجْرَتَیْن" مومنات کا ذکر پڑھئے۔

Marfat.com

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عُمیس خثعمیہ

علامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ہشام کا بیان ہے کہ جس زمانے میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنتِ عمیس سعادت اندوزِ اسلام ہوئیں اس وقت صرف تیس نفوس شرفِ اسلام سے بہرہ ور ہوئے تھے جبکہ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی دارِ ارقمؓ میں مقیم نہ ہوئے تھے۔ اس لحاظ سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو ''اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ'' کی مقدس جماعت میں بھی امتیازی درجہ حاصل ہے۔

ذَاتُ الْهِجْرَتَيْنِ (دو ہجرتوں والی)

حَبَشِيَّة (حبشہ میں طویل جلاوطنی کاٹنے والی) بَحْرِيَه (بحری سفر کرنے والی)

انہوں نے اپنے خاوند حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے ساتھ پہلے ہجرت حبشہ کی صعوبتیں برداشت کیں اور پھر طویل جلاوطنی کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت کر آئیں اس لیے ان کو ''ذَاتُ الْهِجْرَتَيْنِ'' کہا جاتا ہے ان کے القاب کے ثبوت کے لیے یہ واقعہ ایمان افروز ہے۔ غزوہ خیبر (محرم ۷ھ) کے چند دن بعد کا ذکر ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ملنے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مصروفِ گفتگو تھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''یہ بی بی کون ہیں؟''

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ''یہ اسماء بنت عمیس زوجہ جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب ہیں''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اَلْحَبَشِيَّةُ هٰذِهٖ وَالْبَحْرِيَّةُ هٰذِهٖ ''ہاں وہ حبش

Marfat.com

والی (حبشیہ) وہ سمندر والی (بحریہ)؟ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: ہاں وہی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے (شاید از راہ خوش طبعی) فرمایا: ہم نے تم سے پہلے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی' اس لیے ہم تم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہیں

یہ سن کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو غصہ آ گیا' بولیں ''جی ہاں آپ نے بجا فرمایا' لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے اور جاہلوں کو تعلیم دیتے تھے' لیکن ہمارا حال یہ تھا کہ ہم حبش کی دور ترین' مبغوض ترین سرزمین میں غریب الوطنی کی خاک چھان رہے تھے' ہم کو ایذاء دی جا رہی تھی' ہم خائف رہتے تھے اور یہ سب کچھ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا جوئی کی خاطر تھا' خدا کی قسم! آپ نے جو کچھ کہا ہے' جب تک اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ کرلوں گی' نہ کھانا کھاؤں گی' نہ پانی پیوں گی۔ خدا کی قسم کسی قسم کا جھوٹ نہ بولوں گی' کج روی نہ اختیار کروں گی اور اس واقعہ میں کوئی اضافہ نہ کروں گی، یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان' عمرؓ یوں کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم نے انہیں کیا جواب دیا؟

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بولیں ''یارسول اللہ! میں نے انہیں یوں اور یوں کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تم سے زیادہ میرے مستحق نہیں۔ ان کو تو صرف مدینہ کی ایک ہجرت ملی''

اَهْلُ السَّفِيْنَةِ (کشتی والی) ذَاتُ الْهِجْرَتَيْنِ (دو ہجرتوں والی)

مزید فرمایا لَكُمْ اَنْتُمْ اَهْلُ السَّفِيْنَةِ هِجْرَتَانِ ''اے کشتی (میں ہجرت حبشہ کرنے) والو! تمہارے لیے تو دو ہجرتوں کا ثواب ہے'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو اس قدر مسرت ہوئی کہ ان کی زبان پر بے اختیار تکبیر و تہلیل جاری ہوگئی۔ جب اس گفتگو کا چرچا پھیلا' تو مہاجرین حبشہ جوق در جوق حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آتے۔ ان سے اس واقعہ کی تفصیل سنتے اور خوش ہوتے تھے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: حبشہ کے مہاجروں کے لیے دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک سے بڑھ کر حوصلہ افزا اور مسرت انگیز کوئی شے نہ تھی۔ (سیرۃ ابن کثیر ذکر قدوم جعفر رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

یہاں ۵ امور منکشف ہوئے

() حضرت عمرؓ نے ان کو دو لقبوں سے منسوب کیا ہے اس لیے کہ اس غیر معمولی واقعہ کی وجہ سے ان کا لقب اسماء بَحْرِيَّة حَبَشِيَّة معروف ہو گیا تھا۔ (تاج العروس بحر)

(۲) بَحْر سمندر کو کہتے ہیں، حضرت اسماءؓ نے اس قافلہ کے ساتھ حبشہ کی ہجرت کی جس نے سمندری سفر کیا تھا اس لیے بَحْرِيَّة معروف ہوئیں (۳) یہ ہجرت ملک حبشہ کی طرف ہوئی جہاں حضرت اسماءؓ کے قافلے کو طویل وقت گزارنا پڑا اس لیے ان کو حبشیہ لقب دیا گیا (۴) کشتی میں سفر کی وجہ سے اَهْلُ السَّفِينَة اور (۵) دو ہجرتوں کی وجہ سے ذَاتُ الْهِجْرَتَيْن کہا گیا۔

زَوْجَةُ الْاَبْرَار (نیک لوگوں کی اھلیہ)

حضرت اسماء کی پہلی شادی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے، دوسری حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سَابِقُ الْاَخْيَار سے اور تیسری حضرت علی رضی اللہ عنہ سَيِّدُ الْاَبْرَار سے ہوئی اس لیے ان کو زوجۃ الابرار لقب دیا گیا۔

(ملاحظہ: یہ لقب بنات حول الرسول کے مولّف مذکورہ عبارت منقول از حِلْيَةُ الْاَوْلِيَآء و طبقات الاصفیاء ذکر اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس سے اخذ کیا)

اُمُّ الْمُحَمَّدَيْن (دو محمد نامی بچوں کی ماں)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نکاح میں آئیں۔ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت تقریباً تین برس کی تھی۔ وہ بھی اپنی ماں کے ساتھ آئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زیر سایہ ہی پرورش پائی۔ ایک دن عجیب لطیفہ ہوا۔ محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اس بات پر جھگڑ پڑے کہ دونوں میں سے کس کا باپ افضل تھا اور کون زیادہ معزز ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں بچوں کی دلچسپ بحث سنی تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ۔تم اس جھگڑے کا فیصلہ کر دو'' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا۔

میں نے نوجوانانِ عرب میں جعفر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اعلیٰ اخلاق کا حامل کسی کو نہیں پایا اور بوڑھوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اچھا کسی کو نہیں دیکھا۔''

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مسکرا کر فرمایا ''تم نے ہمارے لیے تو کچھ بھی نہ چھوڑا۔

(فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم ۲۰۷)

اس بیان میں گزرا کہ ان کے دو بچوں کے نام محمد تھے اس لیے ان کا ایک لقب اُمُّ الْمُحَمَّدَيْن ہے۔(الوافی بالوفیات حرف الالف' اسماء رضی اللہ عنہا)

مُفَسِّرَةُ الْمَنَام (خوابوں کی مُعبّرہ) مُعَلِّمَةُ الصَّحَابَهؓ

مسلسل قربانیوں' عشق رسالت ﷺ اور علم کی لگن کے ساتھ قلبی صفائی کی ایسی دولت ملی جس کے طفیل حضرت اسماء رضی اللہ عنہا تعبیر رویاء میں بھی درک رکھتی تھیں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے اکثر خوابوں کی تعبیر پوچھا کرتے تھے (الاصابہ اسماء بنت عمیس) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ساٹھ حدیثیں مروی ہیں۔ان کے راویوں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ اور کئی بلند مرتبہ تابعین شامل ہیں اس لیے وہ بلاشبہ مُعَلِّمَةُ الصَّحَابَهؓ ہیں۔

اَلْمُسْلِمَةُ (صاحبہ اسلام) اَلْمُؤْمِنَةُ (صاحبہ ایمان)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا جب ہجرت حبشہ سے مدینہ کی طرف آرہی تھیں تو ان کے دلی جذبات واحساسات کا جو تلاطم بپا تھا اس کا کچھ اظہار تو ان کے لقب اَلْبَحْرِيَّة میں ہو گیا' ایک مثال یہ ہے کہ وہ ازواج نبی ﷺ کے پاس آ کر سوال کرنے لگیں: قرآنِ کریم میں جدھر دیکھو مردوں کا ہی ذکر ہے' کہیں عورتوں کے لیے کچھ خاص ذکر ہے؟ (معاملہ اگر ایسا ہی رہا تو ہم تو سراسر گھاٹے میں رہے۔سوال کرنے والی مختلف خواتین کے نام تفسیروں میں آتے ہیں)

تفاسیر میں تطبیق سے معلوم ہوتا ہے اس سوال کو سب سے پہلے حضرت اسماءؓ نے اٹھایا پھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام عمارۃ رضی اللہ عنہا نے خدمت نبی میں پیش کر دیا۔اور سات آسمانوں سے حضرت جبرئیل علیہ السلام اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (الاحزاب:۳۵) لے کر آئے جس میں مردوں کی دس صفات کے ساتھ عورتوں کی دس تعریفات کا بیان فرما کر واضح کر دیا گیا کہ پورے کلام الٰہی میں مردوں کیساتھ عورتوں کے احکامات وتوصیفات وفضائل کا ذکر ساتھ ساتھ ہے (دیکھیے تفسیر السمعانی آیت ھذا کے ذیل میں) اس

Marfat.com

شانِ نزول کو سامنے رکھا جائے تو قرآنِ کریم نے جن عورتوں کو اپنے القاب اَلْمُسْلِمَاتِ اور اَلْمُؤْمِنَاتِ کو مصداق اول قرار دیا ہے ان میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ایک خاص مقام ہے۔

ملاحظہ: اس آیت کا ذکر باب نمبر ۲ میں بھی اپنے مخصوص پیرائے میں موجود ہے۔

Marfat.com

حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا بنت ابی حثمہ القرشیہ العدویہ

حضرت ام عبداللہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا بنت ابی حثمہ کا تعلق قریش کے خاندان بنوعدی سے تھا سلسلہ نسب یہ ہے:

لیلیٰ رضی اللہ عنہا بنت ابی حثمہ بن حذیفہ بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید۔

اَلسَّابِقَةُ الْأُوْلٰی (اسلام کو اپنا مذہب بنانے میں جلدی کرنے والی) مُصَلِّيَةُ الْقِبْلَتَيْن

جب کفر کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں اسلام کا اجالا ہوا تو اس روشنی کو قبول کرنے والوں کو اللہ نے سورۃ التوبہ آیت نمبر۰۰ میں ایسی جنتوں کی خوشخبری دی جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی مکہ کے رہنے والے ان دونوں میاں بیوی کو اللہ تعالیٰ نے نہایت صالح فطرت سے نوازا تھا' انہوں نے دعوتِ حق کے بالکل ابتدائی زمانے میں قبولِ اسلام کا شرف حاصل کیا اس لیے اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن (سورۃ التوبہ ۰۰) قرآنی لقب پایا۔ حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا کو دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھنے کی وجہ سے مُصَلِّيَةُ الْقِبْلَتَيْن لقب سے بھی نوازا گیا۔

(اسد الغابہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا بنت ابی حثمہ)

اُوْلَی الْمُهَاجِرَات (سب سے پہلے ہجرت کرنے والے)
اَلْمُعَذَّبَةُ (راہِ خدا میں تکلیف زدہ)

اَلْمُهَاجِرُ قرآنی لقب تو بہت سے صحابہؓ نے حاصل کیا لیکن سبقت بہت کم لوگوں کے حصہ میں آئی' قبولِ ایمان کے بعد حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا اور ان کے خاوند حضرت عمرؓ بھی مشرکین کے جور وستم کا نشانہ بن گئے۔ جب کفار مکہ کا ظلم وستم حد سے بڑھ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایماء پر ۵ھ بعد بعثت میں ہجرت کا قصد کیا۔ حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار ہونے کو تھیں (یا ہو چکیں

Marfat.com

تھیں) کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں آ گئے۔ وہ ابھی تک کفر و شرک کی بھول بھلیوں میں بھٹک رہے تھے۔ انہوں نے حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ام عبداللہ کدھر کی تیاری ہے؟ انہوں نے جواب دیا تم نے ہم کو بہت ستایا ہے' اس لیے ہم گھر بار کو خیر باد کہہ رہے ہیں' خدا کا ملک تنگ نہیں ہے' جہاں سکون ملے گا چلے جائیں گے اور جب تک اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مخلصی کی کوئی صورت پیدا نہ کرے وطن سے دور ہی رہیں گے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان پر بہت ترس آیا انہوں نے کہا "صَحِبَكُمُ اللّٰهُ' (اللہ تمہارے ساتھ ہو) جب وہ چلے گئے تو حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا کے شوہر عامر رضی اللہ عنہ بن ربیعہ بھی آ پہنچے' حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا نے ان کو یہ واقعہ سنایا تو بولے: تو عمر کے مسلمان ہونے کی امید رکھتی ہے؟ عمر اس وقت تک مسلمان نہ ہوں گے جب تک خطاب کا گدھا ایمان نہ لائے گا۔"

گویا ان کے نزدیک جس طرح گدھے کا قبولِ اسلام ناممکن ہے' اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شرف ایمان سے بہرہ ور ہونا بھی ناممکن تھا لیکن حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ "مجھے دیکھ کر عمر رضی اللہ عنہ پر سخت رقت طاری ہو گئی تھی کیا خبر اللہ ان کا دل پھیر دے" (الاصابہ' لیلیٰ بنت ابی حثمہؓ)

یہ واقعہ تھوڑے بہت لفظی اختلاف کے ساتھ متعدد اہل سیر نے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا کی تمنائیں پوری کی کہ اگلے ہی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ سعادت اندوزِ ایمان ہو گئے اور اسلام کے قوی دست و بازو بن گئے۔

ذَاتُ الْهِجْرَتَيْن (دو ہجرتوں والی)
ظَعِينَةُ الْمَدِينَة (مدینہ کی پہلی اونٹ سوار)

تمام اہل سیر نے حضرت عامر رضی اللہ عنہ اور حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا کا نام مہاجرینِ حبشہ میں صراحت کے ساتھ لیا ہے۔ حبشہ میں چند سال غریب الوطنی کی زندگی گزارنے کے بعد حضرت عامر رضی اللہ عنہ اور حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا کچھ دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت الی المدینہ سے کچھ عرصے پہلے مکہ واپس آ گئے اور پھر چند دن بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اذن پا کر مدینہ منورہ کی طرف مستقل ہجرت کر گئے۔ علامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کاتب الواقدی کا بیان ہے کہ مدینہ منورہ کو ہجرت کرنے والی خواتین میں حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا بنت

Marfat.com

ابی حثمہ کو اولیت کا شرف حاصل ہے اس لیے ان کو اَلْمُهَاجِرَةُ الْاُوْلیٰ کہا جانے لگا (عیون الاثر ج ص ۲۰۰) اور لیلیٰ رضی اللہ عنہا کو ظَعِیْنَةُ الْمَدِیْنَه لقب دیا گیا۔

(طبقات ابن سعد عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی اسی وقت مدینہ کی اطراف سے برآمد ہوئیں تھیں اس لیے ان کے حصے میں بھی ظَعِیْنَةُ لقب آیا (الاستیعاب لیلیٰ بنت ابی حثمہؓ)

مُصَلِّيَةُ الْقِبْلَتَیْن (دونوں قبلوں کی نمازی)

مورخ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا کے اس امتیاز کا ذکر بھی خصوصیت سے کیا ہے کہ قدیم الاسلام ہونے کی بناء پر انہیں قبلۂ اوّل (بیت المقدس) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ (فی الحقیقت یہ امتیاز سارے ہی سابقین اولینؓ کو حاصل ہے۔ اس لیے ابن اثیر نے ان کے القاب میں صَلَّتِ الْقِبْلَتَیْن کا ذکر بھی کیا ہے۔

(اسد الغابہ لیلیٰ بنت ابی حثمہ رضی اللہ عنہا)

اور جن کو یہ لقب ملا ہے ان کے ایمان ویقینِ کامل کی گواہی خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الٰہی کے ذریعے دی۔ (الاستیعاب النوار بنت مالک)

ملاحظہ: مُهَاجِرَات میں سے صرف دو ذَاتُ الْهِجْرَتَیْنِ خواتین کا ذکر ہوا، اب آگے "اَلْمُمْتَحَنَات" کے قرآنی القاب دیکھیے۔

Marfat.com

حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا بنت عقبہ

بہت اچھی فطرت پائی‘ مخالف ماحول میں اپنا ایمان بچایا اور بڑی ہمت و جرأت کے ساتھ گھر سے نکل کھڑی ہوئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ جا ملیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے ان کا امتحان لیا کہ کیا وہ صرف ایمان کے لیے ہجرت کر آئی ہیں؟ اس لیے ان کا لقب اَلْمُمْتَحَنَة ہے۔ یہ اس سورۃ کا نام بھی ہے جس میں صحابیاتؓ کے امتحان کا ذکر ہے۔

اَلْمُمْتَحَنَةُ (جن کا امتحان لیا گیا)

اس سورت کے نام کے متعلق ایک رائے یہ ہے کہ یہ اَلْمُمْتَحِنَةُ (حاء کے زیر کے ساتھ ہے) ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس سورۃ کا نام اَلْمُمْتَحَنَةُ (جس خاتون کا امتحان لیا گیا) یعنی ح کے زبر کے ساتھ اسے پڑھا جائے۔ تو اس سے مراد وہ خاتون ہیں جن کے بارے میں اس سورہ کی آیات کا نزول ہوا اور وہ حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا بنت عقبہ تھیں۔

(التفسیر المنیر للذحیلی سورۃ الممتحنہ ‘فتح القدیر للشوکانی ‘اللباب ‘القرطبی)

صاحب تفسیر المنیر نے لکھا ہے اس سورۃ کے نزول کے بعد امتحان لینے والے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور اَلْمُمْتَحَنَة (بفتح الحاء) حضرت اُمِّ کلثومؓ ہیں جو اس قرآنی لقب کی اولین مصداق ہیں ان کے بعد جن خواتین نے بھی اپنے ایمان کا امتحان دیا پھر ان کے لیے اس لقب کی عزت بخشی گئی اور اسی لقب کے ساتھ اس سورۃ کے نام کی پہچان ہے۔ اس لقب سے متصف خواتین چار ہیں اب ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

- حضرت اُمَیْمَہ رضی اللہ عنہا بنت بشر (بنی عمرو سے تعلق ہے)
- حضرت سُبَیْعہ رضی اللہ عنہا اسلمیہ بنت الحارث
- حضرت اُمِّ کُلْثُوم رضی اللہ عنہا بنت عقبہ
- حضرت سعدہ (زوجہ ابی صیفی الراھب)

یہ وہ خوش نصیب خواتین صحابیاتؓ ہیں، جن کی قوتِ ایمانی، اسلامی جرأت وحمیت نے آسمانوں کے فرشتوں کو دعائے رحمت پہ لگا دیا ان کے ایمان اور ہجرت کی قبولیت کا برملا اظہار کیا گیا، قرآنِ کریم نے ان کو اَلْمُؤْمِنَۃ اور اَلْمُهَاجِرَۃ جیسے امتیازی القاب سے نوازا۔

اَلْمُؤْمِنَاتُ (ایمان والیاں) اَلْمُهَاجِرَاتُ (ہجرت والیاں)

چاروں خواتین نے اسلام قبول کرلیا تھا اور کفارِ مکہ کے جبر کی چکی میں پس رہی تھیں صلح حدیبیہ ہوئی اور مسلمانوں کی آمد و رفت کا رستہ کچھ ہموار ہوا تو مدینہ پہنچیں۔ ان میں سے صرف حضرت کلثوم کے حالات ملتے ہیں، ان کے پڑھنے سے دیگر کے حالات کا بھی کچھ اندازہ ہوگا۔ ان کا والد عقبہ بن ابی معیط اسلام کا سخت دشمن تھا لیکن ماں (اروی رضی اللہ عنہا) کو اللہ تعالیٰ نے نہایت صالح فطرت سے نوازا تھا۔ انہوں نے سخت نامساعد حالات میں اسلام قبول کرلیا اور عقبہ بن ابی معیط کی مخالفت کی کچھ پرواہ نہ کی (اللہ نے انعام یہ دیا کہ ان کو اَوَّلُ الْمُهَاجِرَۃ لقب سے نوازا۔ (معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، ج ۲ ص ۳۲۴)

وہ چھپ چھپ کر عبادت کرتیں اور کہیں سے کوئی آیت مل جاتی تو اسے یاد کرلیتی تھیں اس کے ساتھ ساتھ ان کا دل مدینہ کی ہجرت کے لیے بھی تڑپ اٹھا لیکن ابھی قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا ان کی التجائیں رنگ لانے والی تھیں، ایک بڑا واقعہ ان کے گھر سمیت سب اہل عرب کو متاثر کر گیا تھا ان کا باپ عقبہ بن ابی معیط غزوہ بدر کے موقع پر حضرت عاصم رضی اللہ عنہ بن ثابت بن ابی الافلح کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا تو بھائیوں نے بہن کی نگرانی اور سخت کردی، وہ وقتاً فوقتاً سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دینِ حق کے خلاف زبان درازی کرتے رہتے تھے اور بہن کو جرم اسلام کی سزا دیتے تھے حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا ان کی باتیں سنتیں اور دل مسوس کر رہ جاتیں، عورت ذات تھیں اور تو کچھ نہ کرسکتی تھیں بس ہر وقت یہ دعا کرتی رہتی تھیں کہ خداوند کریم انہیں اس ناپاک ماحول سے نجات دے اور وہ اڑ کر اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں تک جا پہنچیں۔

Marfat.com

اتفاق سے صلح حدیبیہ کے فوراً بعد انہیں گھر سے نکلنے کا موقع مل گیا اور وہ بنی خزاعہ کے ایک نیک نفس آدمی کیساتھ پاپیادہ ہی مدینہ کی طرف چل دیں اور دن رات سفر کرتے ہوئے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ پہنچ گئیں جب گھر والوں کو ان کے فرار کا علم ہوا تو وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئے ان کے دو بھائیوں ولید بن عقبہ اور عمارہؓ بن عقبہ کو سخت غصہ آیا اور وہ اپنی بہن کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔ خوش قسمتی سے حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا انہیں راستہ میں نہ مل سکیں۔ دونوں بھائی سیدھے مدینہ پہنچے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ صلح نامہ حدیبیہ کی اس شرط کو پورا کیجیے کہ قریش کا کوئی آدمی مدینہ آئے گا تو واپس کر دیا جائے گا۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں

ادھر حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا نے فریاد کی:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے در سے نہ دھتکاریے۔ میں ایک کمزور عورت ہوں اور مشرکین میں واپس جا کر میرا ایمان خطرے میں پڑ جائے گا۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت فکر ہوئی کیونکہ معاہدہ میں عورتوں کا ذکر نہ تھا اس وقت بارگاہ الٰہی سے یہ آیت اتری:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ (الممتحنہ: ۱۰)

ترجمہ: اے مومنو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کو جانچ لو اللہ ان کے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اگر تم کو معلوم ہو کہ وہ ایمان پر ہیں تو ان کو کافروں کے حوالے نہ کرو۔

اَلْمُؤْمِنَةُ الْمُهَاجِرَةُ (ایمان و ہجرت والی)

اس حکم خداوندی کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ مؤمنہ ہیں۔ اسی طرح دیگر خواتین کے امتحانات لیے گئے اور پوچھ تاچھ کی گئی۔ اس حکم ربی میں حضرت اُمّ کلثومؓ اور ان کی ساتھی

Marfat.com

خواتین کو اَلْمُؤْمِنَۃُ اَلْمُھَاجِرَۃ لقب دیا۔ یہ لقب تو اور خواتین کو بھی ملا جنہوں نے ان سے پہلے ہی مدینہ کی ہجرت کر لی تھی لیکن ان کو خاص لقب اَلْمُمْتَحَنَۃ دیا گیا۔

اَلْمُھَاجِرَۃُ الْاُوْلٰی (پہلی مہاجرہ)

یہ لقب اس وجہ سے ملا کہ اپنی خاص قربانی سے انہوں نے ہجرت کی، والد یا خاوند کوئی ساتھ نہ تھا پھر بھائیوں نے پیچھا کیا تو بھی حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا نے صاف کہہ دیا کہ میں مدینہ نہیں چھوڑ سکتی بھائی بے نیلِ مرام مکہ کو واپس گئے اور وہ خوش وخرم قدوم محمد ﷺ میں رہنے لگیں۔ اس لیے ان کو صرف اَلْمُھَاجِرَۃ نہیں بلکہ مفسرین نے اَوّلُ الْمُھَاجِرَۃ لقب سے یاد کیا ہے، یہ جرأت اور کئی خواتین میں پیدا ہوگئی ان کو بھی اَلْمُھَاجِرَاتُ الْاَوّلُ لقب ملا ان کے ساتھ ایک اور نام حضرت سبیعہ بنت الحارث الاسلمیۃ کا آتا ہے جو مکہ سے مدینہ پہنچیں اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ چاہی ان کا شوہر مسافر المخذومی آیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا حکم سنایا اور اسے فارغ کر دیا۔ (تفسیر البحر المحیط سورۃ الممتحنۃ آیت نمبر)

اللہ نے ان دونوں خواتین کو ہمیشہ کے لیے اَلْمُؤْمِنَۃُ اَلْمُھَاجِرَۃُ القاب عنایت فرما دیے ہیں یہی وہ خواتین ہیں جن کو اَلْمُمْتَحِنَۃ قرآنی لقب سے نوازا گیا۔

تفسیر المظہری میں ان مقدس خواتین کے کچھ اور نام بھی لکھے ہیں۔

ابوحسان بن دحداح کا مطالبہ

حضرت امیمہ بنت بشر کا شوہر ابوحسان بن دحداح امیمہ کو لینے آیا۔ آپ ﷺ نے صاف انکار کر دیا اور پھر ان کا نکاح حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ہوا (اسد الغابہ امیمہؓ)

حضرت سبیعہ رضی اللہ عنہا ابی سلمیہ نے یہ پرمشقت سفر حمل کی حالت میں کیا، بچے کی ولادت کے بعد آپ ﷺ نے نکاح کی اجازت دی۔ (اسد الغابہ سبیعہ رضی اللہ عنہا)

سعیدہ رضی اللہ عنہا ابی صیفی بن راہب کی بیوی تھی' اسے صیفی لینے آیا۔ آپ ﷺ نے اس کے حوالے کرنے سے انکار فرمایا۔ (الاصابہ، سعیدہؓ)

حضرت زینب بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی اس آیت کے نزول کے بعد مدینہ آئی' ان کے شوہر نے خود بھیجا تھا تاہم وہ بھی ان اَلْمُؤْمِنَاتُ اَلْمُھَاجِرَاتُ میں سے

Marfat.com

ہیں لیکن وہ الممتحنہ نہیں ہیں۔ان کا امتحان نہیں لیا گیا۔

ملاحظہ: امام تفسیر ابوحیان اندلسی لکھتے ہیں (۱) ان خواتین کا لقب اللہ نے اَلْمُؤْمِنَات اور اَلْمُهَاجِرَات رکھا یہ اَلْمُبَايِعَات بھی ہیں۔(الممتحنہ البحر المحیط)

ملاحظہ: حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا بنت عقبہ کے علاوہ دیگر صحابیاتؓ حضرت سُبیعہؓ حضرت سَعیدہؓ حضرت اُمیمہؓ رضی اللہ عنہن کے اس سے زیادہ حالات کتابوں میں نہیں ہیں تاہم ان کا یہ فضل کچھ کم نہیں ہے کہ ان کے لیے (۱) قرآن اترا (۲) معاہدے میں ترمیم کی گئی اور (۳) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس وقت کا عالم اسلام ان کا ساتھ دے رہے تھے۔

ملاحظہ: اس آیت میں جس واقعہ کا ذکر ہے اسی سے متعلق ایک حکم یہ آیا کہ جو عورتیں مسلمان نہیں ہوئیں مسلمانوں کو چاہیے کہ ان کافر عورتوں کو طلاق دے دیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پڑھیے:

حضرت ام الحکم رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان القرشیہ

جو خواتین مسلمان نہیں ہوئیں اور ان کے خاوند مسلمان ہو کر مدینہ آ گئے اور وہ مکہ میں رہیں ان کے بارے میں اللہ نے حکم دیا وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ (الممتحنۃ:۱۰) اور تم کافر عورتوں کی عصمتیں اپنے قبضے میں باقی نہ رکھو!

مُسْلِمَةُ الْفَتْحِ (فتح مکہ میں ایمان لانے والی)

حضرت ام الحکم بنت ابی سفیان القرشیہ الامویہ حضرت عیاض بن غنم فہری کے نکاح میں تھیں انہوں نے طلاق دے دی اور یہ فتح مکہ میں ایمان لائیں اس لیے مُسْلِمَةُ الْفَتْحِ لقب پایا۔(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب'ام الحکمؓ)

حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا بنت عمرو کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تھا وہ جب ایمان نہ لائیں تو اس آیت کے نزول کے بعد حضرت عمرؓ نے ان کو فارغ کر دیا۔(الاصابہ'اُمّ کلثوم بنت عمرو)

ملاحظہ: اب ایک اَلْمُهَاجِرَة کی داستان اور القاب کا مطالعہ کیجیے جس سے ہجرت کی مشکلات کا کچھ اندازہ بھی ہو گا ان کے ساتھ اللہ کی محبت کی خبریں بھی ملیں گی۔

Marfat.com

حضرت اُمّ اسحاق رضی اللہ عنہا الغنویۃ

وہ خود کہتی ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کے ساتھ مدینہ کی ہجرت کی اثنائے راہ میں میرے بھائی نے ایک جگہ مجھ سے کہا:

''ام اسحاق تم یہاں ٹھہرو میں اپنا نفقہ مکہ میں بھول آیا ہوں اسے جا کر واپس لے آؤں''

میں نے کہا: مجھے اپنے مشرک شوہر کا خوف ہے کہ وہ تمہیں گزند نہ پہنچائے۔ میرے بھائی نے کہا ''اللہ نے چاہا تو میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔''

ام اسحاق رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں کئی دن تک وہاں ٹھہری رہی لیکن میرا بھائی واپس نہ آیا۔

ایک دن ایک شخص وہاں سے گزرا، جس کو میں نے پہچان لیا، اس نے مجھ سے پوچھا: ام اسحاق تم یہاں کس لیے بیٹھی ہو؟ میں نے کہا: میں اپنے بھائی کے انتظار میں ہوں جو کئی دن ہوئے مجھے یہاں بٹھا کر مکہ سے اپنا نفقہ لینے گیا تھا۔ اس شخص نے کہا کہ افسوس تیرے بھائی کو تیرے شوہر نے قتل کر دیا اور اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔ (اسد الغابہ، ام اسحٰق)

اس کے بعد میں طویل پر صعوبت سفر کے بعد مدینہ منورہ پہنچ گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت آپ وضو فرما رہے تھے (اور میں اس پُر مشقت سفر اور بھائی کی شہادت سے غمناک) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑی تھی اور روتے ہوئے عرض کی: رسول اللہ میرے بھائی کو قتل کر دیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بات سن کر ایک چلو پانی لیا اور میرے چہرے پر چھڑک دیا۔

Marfat.com

حضرت اُمّ حکیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس واقعہ کے بعد حضرت اُمّ اسحاقؓ کو ایسی تسکین حاصل ہوئی کہ ان پر کوئی بڑی سے بڑی مصیبت بھی پڑتی تو وہ روتی نہیں تھیں اگرچہ ان کی آنکھیں نم ہو جاتی تھیں۔ (اسد الغابۃ ام اسحاقؓ الغنویہ)

المُشْكِلَةُ الوَحْدَة (محبوب بھائی کی آزمائش میں مبتلاء)

مُشْكِلَة ایسی خاتون کو کہتے ہیں جس کا کوئی محبوب عزیز ہاتھ سے جاتا ہے۔ حضرت ام اسحاقؓ کی قربانیوں اور مشکلات میں ثابت قدمی کی وجہ سے ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ سے پہلے ان کا لقب اَلْمُشْكِلَةُ الْوَحْدَة لکھا ہے' واقعہ کا ایک ایک لفظ کہتا ہے کہ ان کی آزمائش اور امتحان منفرد ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ام اسحاقؓ) کہ وہ لق و دق صحراء کے درمیان بے یارومددگار سفرِ ہجرت میں تھیں کہ ان کا محبوب' معین ومددگار بھائی اسی بے سروسامانی میں شہید کر دیا گیا' اس قربانی کا ایک انعام یہ ملا کہ ان کے دنیا کے غموں کا مداوا ایک معجزہ نبوی ﷺ کے ذریعے کیا گیا۔

مُرْزَقَةٌ مِّنَ اللهِ (اللہ کی طرف سے کھانے کا خصوصی اعزاز)

حضرت اُمّ اسحٰق رضی اللہ عنہا کو کئی انعامات ملے:

(۱) فتح مکہ سے قبل انہوں نے ہجرت کی اس بناء پر تمام مورخین نے ان کو اَلسَّابِقُوْنَ الاَوَّلُوْنَ اور اَلْمُهَاجِرَات القاب دیے ہیں پہلے قرآنی لقب کا ذکر التوبۃ ۱۰۰ میں اور دوسرے کا تذکرہ الممتحنۃ آیت نمبر ۲۰ میں ہے۔

(۲) ان کے چہرے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی ڈالا اور ہمیشہ کے لیے تروتازہ ہو گئیں ان کے چہرے پہ معجزہ نبوی ﷺ کا اظہار ایک بڑی نعمت ہے۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے اکثر آجایا کرتی تھیں ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا رہے تھے، یہ آئیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شوربہ پیش کیا۔ روزہ سے تھیں بھول کر کھالیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو فرمایا: اپنا روزہ پورا کر لینا (فَاِنَّهُ رِزْقٌ سَاقَهُ اللّٰهُ اِلَیْكِ) اللہ کی طرف سے تمہارے لیے (دسترخوانِ محمدیؐ پہ) روزی بھیجی گئی (تھی وہ تم نے بھول کر کھالی اللہ نے تمھیں اس رزق کے لیے بھلایا) ہے۔

(سبیل الہدیٰ' من فتاویہ ج ۹ ص ۲۵۸)

Marfat.com

ملاحظہ: اَلْمُهَاجِرَات کا ذکر، القاب اور ان کے متعلق اترنے والی آیات کا مطالعہ ہو چکا اور اب اَلْغَازِيَات صحابیاتؓ سے تعارف کیجیے کہ ہجرت کے بعد جہاد کا کیا درجہ ہے؟

ملاحظہ قارئین! اَلْمُهَاجِرَاتُ (جنہوں نے اپنے گھروں کو اللہ کے لیے خیر باد کہہ دیا' ان کے چند ناموں کی یاد تو آپ کو اچھے اعمال اور قربانیوں کے لیے تیار کرتی ہی رہیں گی' اب پڑھیں گے اَلْغَازِيَات کا ذکر منور' جنہوں نے گھر چھوڑنے کے ساتھ اپنی جانوں کو بھی قربان کرنے کا ارادہ کیا اور جہاد کی وجہ سے قرآنی القابات وخطابات حاصل کیے۔

Marfat.com

باب نمبر۹

اَلْغَازِیَات (غزوات میں شریک صحابیاتؓ)

اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھ کر جہاد کے لیے جانے والی اَخوات اِسلَام کے تذکرے سے متعلق قرآنی آیتیں بے شمار ہیں پہلے ان اَلْغَازِیَات کا مختصر ذکر جن کے تذکرے اس کتاب کے دیگر ابواب میں ہیں۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے غزوۂ احد اور مریسیع میں اپنا ایمانی کردار ادا کیا۔

☆ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو تو اَلْمُجَاهِدَةُ الْمُطَاطِئَةُ لقب ملا۔

غزوۂ احد میں شرکت کی وجہ سے حضرت فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اَلْغَازِیَةُ اور اَلْمُؤْمِنَةُ لقب سے نوازی گئیں ○ حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب ○ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ نے جنگ یرموک میں قائدانہ کردار ادا کیا غزوۂ احد میں حضرت حمنہؓ کا کردار بھی اچھا تھا ○ حضرت اُمّ عمارہؓ کے احد میں لڑنے نے کافروں کے دل ہلا دیے ○ حضرت اُمّ سلیمؓ ○ حضرت اُمّ ایمنؓ احد و خیبر میں گئیں ○ حضرت اسماءؓ بنت یزید ○ حضرت ام عطیہ نے سات غزوات میں حصہ لیا۔ یہ وہ اَلْغَازِیَات و اَلْمُجَاهِدَات ہیں جن کے دیگر القاب کے ساتھ ان دونوں لقبوں کا ذکر آپ اس کتاب میں پڑھ سکتے ہیں۔

ملاحظہ: باب نمبر ۶ میں اَلطَّیِّبَات لقب والی بارہ صحابیاتؓ الغازیات بھی تھیں اس لیے کہ ان کی خدمت کا دائرہ جنگی میدانوں تک پھیلا ہوا تھا۔

ملاحظہ: اب ان عورتوں کا ذکر ہے جن کے ذکرِ القاب کو اس کتاب میں جگہ نہیں دی گئی لیکن وہ مجاہدات تھیں، ان کے نام یہ ہیں: ام زیاد الاشجیہ رضی اللہ عنہا نے پانچ دیگر عورتوں کے ساتھ غزوہ خیبر کی تیاری کر لی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراض ہو کر پوچھا: تم کہاں؟ عرض کی: ہم مجاہدین کی دوا دارو کریں گی، یہ ہمارے پاس ابتدائی طبی امداد کا سامان ہے اور ہم زخمیوں و دیگر مجاہدین کو پانی

Marfat.com

اور ستو پلا سکتی ہیں چرخہ کات کر رسی بنا کر دے سکتی ہیں (جو مجاہدین کے گھوڑوں کے کام آئیں)

رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تیاری دیکھ کر خاموشی اختیار فرمائی اور پھر اجازت عنایت فرمائی، جنگ کے اختتام پر دیگر مجاہدین کے ساتھ ان کو غنیمت کے انعامات سے بھی نوازا۔

(اسد الغابہ، ام زیادؓ)

اور فرمایا: عَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ ''اللہ تمہیں برکت دے''

(حیاۃ الصحابہؓ خروج امرأۃ من بنی غفارؓ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس سے ملتا جلتا بیان منقول ہے۔

قارئین! اس ملاحظہ (نوٹ) سے معلوم ہو گیا کہ خواتین اپنے ذوقِ جہاد کی تسکین کے لیے کیا کیا خدمات انجام دیتی تھیں؟ اب چند غازیات کے ایمان افروز واقعات، ان کے القاب اور ان کے بارے میں اترنے والی آیات کا مطالعہ کیجیے!

Marfat.com

حضرت اُمّ حرام رضی اللہ عنہا بنتِ ملحان

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا بنت ملحان کا شمار نہایت جلیل القدر صحابیات رضی اللہ عنہن میں ہوتا ہے۔ ان کا تعلق خزرج کے خاندان بنونجار سے تھا۔ نسب نامہ یہ ہے ام حرام رضی اللہ عنہا بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام۔

صَاحِبَةُ منزل رَسُوْل اللّٰہِ (اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبان)

ان کے گھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمالیا کرتے تھے اس لیے ان کو حضرت ابوایوبؓ انصاری والا لقب ملا، حضرت ابوایوب کو میزبانِ رسول کی بناء پر صَاحِبُ مَنْزِل رسول اللّٰہؐ (میزبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کہا جاتا ہے۔ سیرت کی دوسری کتابوں میں کچھ ایسی روایات بھی ملتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اُمّ حکیم رضی اللہ عنہا کے علاوہ بعض دوسری صحابیاتؓ مثلاً: حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا، حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا، حضرت شفاء رضی اللہ عنہا بنت عبداللہ، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ہاں بھی کبھی کبھی تشریف لے جاتے تھے اس میزبانی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ان کو صَاحِبَۃُ منزل رَسُوْل اللّٰہ کہا جاتا ہے یہی لقب حضرت ابوایوب انصاری کا تھا۔

ان کا ایک لقب الرُّمَیْصَاء اور دوسرا الْغُمَیْصَاءِ ہے۔

(تہذیب الکمال، ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا)

دونوں لقبوں کے معنیٰ ہیں چھوٹی آنکھوں والی

ان کے ان دونوں لقبوں میں ایک اور صحابیہ حضرت اُمّ سُلَیمؓ شریک ہیں۔

حَمِیْدَۃُ الْبَرِّ (خشکی پر حمد وثناء کرنے والی) غَازِیَۃ اسلام (اسلام کی غازیہ)

نبی علیہ السلام نے ان کے گھر میں آرام کیا، فرمایا: میں نے خواب دیکھا ہے کہ میری امت کے لوگ سمندر میں جہاد کے لیے تیار ہیں، انہوں نے عرض کیا: دعا کیجیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو

Marfat.com

جماعت دیکھی ہے میں بھی اس کا حصہ بن جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں اس جماعت کے ساتھ جانا نصیب ہوگا' حضرت ام حرامؓ نے اللہ کی تسبیح وتکبیر پڑھنا شروع کردی اس لیے ان کو حَمِیْدَۃُ البَرّ (خشک زمین کی حمد کرنے والی) لقب دیا گیا دوسرے لقب کا واقعہ یہ ہے۔ مستندروایات کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بحر کا خواب تو اس وقت دیکھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر میں استراحت فرماتے تھے۔

اس خواب کی تعبیر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یوں پوری ہوئی کہ ۲۸ ہجری میں حاکم شام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی اجازت سے جزیرہ قبرص (Cyprcis) کی تسخیر کے لیے ایک بحری بیڑا روانہ کیا۔ اسلامی لشکر میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم شامل تھے جن میں ایک حضرت عبادہؓ بن صامت تھے۔

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کو راہ خدا میں جہاد کرنے اور رتبہ شہادت پر فائز ہونے کی بے حد تمنا تھی۔ وہ بھی اپنے شوہر کے ہمراہ اس لشکر میں شامل ہو کر قبرص (Cyprus) گئیں اس موقعہ پر ان کو غازِیَۃُ اِسْلَام لقب سے نوازا گیا۔ (تہذیب الکمال' ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا)

رَاکِبَۃُ الْبَحْر (سمندر کا سفر کرنے والی) شَہِیْدَۃُ الْبَحْر (سمندری شہیدہ)

اس جنگ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور قبرص پر پرچم اسلام بلند ہوگیا۔ جب مجاہدین اس مہم کی تکمیل کے بعد واپس ہونے لگے تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سخت زخمی ہوئیں اور اسی صدمہ سے وفات پائی۔ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ سرزمین قبرص ہی کو ان کا مدفن بننے کا شرف حاصل ہوا۔ (اسد الغابہ، ام حرام بنتِ ملحان)

اہل شام وہاں آ کر اللہ سے دعائیں مانگتے ہیں کہ یا اللہ اس نیک خاتون کے صدقے بارش نازل فرما۔ (معرفۃ الصحابہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا)

اس واقعہ کی وجہ سے ان کو رَاکِبَۃُ الْبَحْرِ بھی کہا جاتا ہے۔ (مشاہیر النساء المسلمات)

انہیں اس سمندری سفر میں شہید ہونے کی وجہ سے شَہِیْدَۃُ الْبَحْرِ (سمندری شہیدہ) لقب دیا گیا۔ (حلیۃ الاولیاء حضرت ام حرامؓ)

Marfat.com

حضرت عفراء رضی اللہ عنہا بنت عُبید انصاریہ

حضرت عفراء انصاریہ رضی اللہ عنہا خزرج کی معزز ترین شاخ بنونجار سے تھیں۔

اُمُّ الشُّهَدَاء (شہیدوں کی ماں)

اس خوش قسمت خاتون (حضرت عفراء رضی اللہ عنہا) کے سات بیٹوں کو غزوہ بدر میں شریک ہونے کا موقعہ حاصل ہوا۔ حضرت عفراء رضی اللہ عنہا کے اس شرف میں کوئی اور خاتون ان کی شریک و سہیم نہیں ہے۔ (الاصابہ عفراءؓ بنت عبید)

اس لیے ان کو اُمُّ الْمُجَاهِدِيْن اور اُمُّ الشُّهَدَاءِ لقب سے یاد کیا جاتا ہے کہ ان کے یہ بیٹے شہید ہو گئے تھے۔ (صفوۃ الصفوہ، ص ۴۳۰)

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا بھی اُمُّ الشُّهَدَاءِ ہیں ان کے چار بیٹے ایک ہی جنگ میں شہید ہو گئے (اسی کتاب میں ان کے احوال پڑھیے!)

اَلْمُبَايِعَةُ (بیعت کرنے والی)

بیعت (بیچنا) نام ہے، اپنی مرضی، محبتیں، خواہشات، عزیز داریاں، جان، مال اور اولاد الغرض ہر محبوب شے اللہ کو اس کی رضا اور خودی کے بدلے بیچ دینا۔

حضرت عفراء رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور ہر چیز حتّٰی کہ اپنی پیاری اولاد بڑی خوشی و مسرت کے ساتھ اپنے رب کے حوالے کر دی (سورۃ الممتحنہ آیت نمبر ۲) میں بیعت کی وجہ سے ان کو اَلْمُؤْمِنَةُ لقب سے نوازا گیا۔

(۲) ان کو سات بیٹوں کی قربانی کا شوق اس آیت کی وجہ سے ہوا۔ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر تم کو تمہاری اولاد اللہ اس کے رسول اور جہاد سے زیادہ پیاری ہے تو تم اللہ کے عذاب کا انتظار

Marfat.com

کرو! (سورۃ التوبہ آیت نمبر ۲۴)

حضرت عفراء رضی اللہ عنہا نے آیت بیعت پر عمل کیا اور ہر محبوب شے حتیٰ کہ سات لخت جگر شہید کروا کر اللہ کا شکریہ ادا کیا اور دوسری آیت پر عمل کرتے ہوئے ثابت کیا کہ ان کو ہر چیز اور ہر رشتے سے پیاری ذات خدا کی ہے، اس کے رسول ﷺ کی ہے اور عملِ جہاد کی ہے۔

Marfat.com

حضرت رُبیع بنت مُعوّذ رضی اللہ عنہا انصاریہ

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کا شمار جلیل القدر انصاری صحابیاتؓ میں ہوتا ہے۔ ان کا تعلق انصار کے معزز ترین خاندان بنو نجار سے تھا۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔

ربیع بنت معوذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد۔

سَابِقَۃُ الْاِسْلَام (قبولِ اسلام میں سبقت کرنے والی)

رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو اولین وقت میں ایمان لائیں اس لیے ان کو اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ قرآنی لقب سے نوازا گیا جن کو اَلْمُبَشَّرَۃ بِالْجَنَّۃ قرار دیا گیا۔ (التوبۃ آیت نمبر ۰۰) غزوۂ بدر کے کچھ عرصہ بعد حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت ایاس رضی اللہ عنہ بن بکیر لیثی سے ہوا (۱) وہ مہاجر تھے اس لیے ربیع کو زَوْجَۃُ الْمُهَاجِر کہا جاتا ہے۔ (۲) رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں آرام بھی فرماتے تھے (۳) ان کی شادی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریک ہوئے (۴) وہ اَلْغَازِیَۃ اور (۵) اَلْمُبَایِعَۃ ہیں (۶) بیعتِ رضوان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں (۷) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ننہال کی تھیں۔ (الاصابۃ الربیع)

اَلْغَازِیَۃ (غزواتِ نبویہ میں شریک) ذَاتُ الشَّان (بڑی شان والی)

صحیح بخاری میں خود حضرت ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوتیں۔ ہم پانی پلاتیں، زخمیوں کا علاج کرتیں اور مقتولین کو واپس لاتی تھیں۔ ایک روایت میں ان سے یہ الفاظ منسوب ہیں "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ کرتی تھیں، قوم کو پانی پلاتی تھیں، ان کی خدمت کرتی تھیں، مقتولین اور زخمیوں کو مدینہ کی طرف واپس لاتی تھیں۔ (بخاری باب مداواۃ النساء الجرحیٰ)

ملاحظہ: اوپر جو آٹھ خصوصیات حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کی لکھی گئی ہیں ان کی بناء پر ان

Marfat.com

کو ذَاتُ الشَّان لقب دیا گیا۔ (ملاحق تراجم الفقہاء الموسوعة ج ۴ص ۲)

اَلْمُؤْمِنَةُ (صاحبہ ایمان) رضی اللہ عنہا (اللہ ان سے راضی ہوا)

۶ ہجری میں بیعت رضوان اور صلح حدیبیہ کا عظیم الشان واقعہ پیش آیا۔ اس موقع پر حضرت ربیع رضی اللہ عنہا بھی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ بیعت کی وجہ سے ان کو اَلْمُبَایِعَة اور بیعت رضوان کی شرکت کے شرف نے ان کو "اَلشَّجَرِيَّة" لقب سے ہمکنار کر دیا گیا اس مبارک بیعت کے شرکاء کو صَاحِبُ الشَّجَرَہ اور شَجَرِی کہا جاتا ہے۔ (معرفة الصحابہ، عبادہ بن الصامت) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے جان نثاران رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انہوں نے بھی بیعت رضوان میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی اور ان سعید روحوں میں شمار ہوئیں جن کے بارے میں بارگاہ الٰہی سے ارشاد ہوا۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

(سورۃ الفتح۔ آیت نمبر ۸)

(اے پیغمبر) اللہ راضی تھا ان مومنین سے جب کہ وہ درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔ (الاصابہ، الربیع رضی اللہ عنہا)

مُحِبَّةُ الرَّسُوْل (اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والی)

سورۃ الفتح کی اس آیت میں جن صحابہؓ کے اَلْمُؤْمِنُ لقب کی تصدیق ہے ان میں حضرت ربیعؓ بھی شامل ہو کر اَلْمُؤْمِنَةُ لقب سے نوازی گئیں۔ مذکورہ القاب کے ساتھ اَلْمُؤْمِنَةُ قرآنی لقب کی وجہ صرف وہ حُبّ رَسُوْل ہے جو حضرت رُبیعؓ کو اللہ نے نصیب کی تھی اب اس محبت کی ایک جھلک اس واقعہ میں دیکھیے۔

حضرت ربیع رضی اللہ عنہا بڑی غیور اور خوددار تھیں۔ حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے "الاستیعاب" میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ ایک قریشی مشرکہ عورت اسماء بنت مخرمہ العطارہ (جو عطر بیچا کرتی تھی) اپنا عطر فروخت کرنے حضرت رُبیع رضی اللہ عنہا کے گھر آئی اور ان سے ان کے خاندانی حالات پوچھنے لگی۔ جب اسے معلوم ہوا کہ ربیع رضی اللہ عنہا کے والد نے ابوجہل کو قتل کیا تھا تو اس کی خاندانی عصبیت عود کر آئی اور تنک کر بولی: تو تم ہمارے سردار کے قاتل کی بیٹی ہو۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کو دشمن اسلام ابوجہل کے لیے سردار کا لفظ سن کر بہت غصہ آیا۔ فرمایا: نہیں تو غلام کے

Marfat.com

قاتل کی بیٹی ہوں۔ اسماء کو ابو جہل کی یہ تحقیر نا گوار گزری' بولی: مجھ کو تمہارے ہاتھ سودا بیچنا حرام ہے۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا نے بھی برجستہ جواب دیا: مجھ کو تم سے کچھ خریدنا حرام ہے میں تمہارے عطر کو گندگی سمجھتی ہوں۔ (الوافی بالوفیات' حرف الراء)

خدا کی شان یہ عطارہ لقب والی خاتون مسلمان ہوئیں اور بہت اچھا اسلام رہا۔

(اسماء بنت مخرمہ' معرفۃ الصحابہؓ)

یہ واقعہ' بیعت رضوان اور غزوات میں شرکت جیسے واقعات واضح کرتے ہیں کہ حضرت ربیعؓ کو جو کچھ ملا حُبِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ملا۔ اس بیعت رضوان میں ان کے ساتھ الربیع بنت حارث بن سنان الحذریہ رضی اللہ عنہا اور الربیع بنت الطفیل بن النعمان بھی شامل تھیں اَلْمُبَایِعَاتُ لقب حاصل کیا۔

(تاج العروس' ربیع رضی اللہ عنہا)

Marfat.com

حضرت اُمِّ سُلَیط انصاریہ رضی اللہ عنہا

صحابہؓ میں ایک نوعمر علمی شخصیت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت رکھتی تھیں اور اپنے بیٹے کو تحصیل علم کی ترغیب دیتی تھیں۔

صَاحِبَةُ الْمِرْطِ (چادر والی)

دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کے علو شان کی وجہ ہی سے حضرت عمرؓ ان کی قدر کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ چادریں تقسیم فرمائیں۔ ایک عمدہ چادر بچ گئی تو کسی نے کہا: کہ آپ یہ چادر اپنی بی بی اُمِّ کلثومؓ کو دے دیں۔ فرمایا: ام سلیط رضی اللہ عنہا اس چادر کی زیادہ مستحق ہیں۔ اس چادر کی مناسبت سے ان کو صَاحِبَةُ الْمِرْط (چادر والی) بھی کہا جاتا ہے۔

(حلیۃ الاولیاء ام سلیط رضی اللہ عنہا) ان کے اس لقب میں حضرت اُمِّ عمارہؓ شریک ہیں۔

اَلْمُجَاهِدَة (جہاد کرنے والی) اَلْمُبَايِعَه (بیعت کرنے والی)

یہ انصار کی ان عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، وہ غزوۂ احد میں مشک بھر بھر کر پانی پلاتی تھیں۔

(بخاری: ذکر ام سلیط رضی اللہ عنہا)

ان کے القاب کی ترتیب یہ ہے۔

(۱) غزوۂ احد کے شرکاء کو آیت قرآن وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّءُ الْمُؤْمِنِينَ (آل عمران:۲) میں المؤمن خطاب دیا اس لیے حضرت ام سلیطؓ کو بھی اَلْمُؤْمِنَة قرآنی لقب ملا۔

(۲) ان کو جنگی کارناموں کی وجہ سے اَلْغَازِيَةُ الْكَادِحَة لقب دیا جاتا ہے

(۳) اور وہ اَلْمُبَايِعَات لقب والی صحابیاتؓ میں سے تھیں۔ (حلیۃ الاولیاء ام سلیط رضی اللہ عنہا)

Marfat.com

حضرت اُمّ حکیم رضی اللہ عنہا بنت حارث القرشیہ المخزومیہ

حضرت اُمّ حکیم رضی اللہ عنہا کا شمار سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور صحابیاتؓ میں ہوتا ہے۔اہلِ سیر نے ان کا ذکر ان کی کنیت سے ہی کیا ہے اور اصل نام نہیں لکھا۔ان کا تعلق قریش کی مشہور شاخ بنو مخزوم سے تھا۔وہ ابو جہل کے بیٹے حضرت عکرمہؓ کی بیوی تھیں۔سلسلہ نسب یہ ہے۔

اُمّ حکیم رضی اللہ عنہا بنت حارث بن ہشام بن مغیرہ بن عبد اللہ

مُسْلِمَةُ الْفَتْح (فتح مکہ میں مسلمان ہونے والی)

فتحِ مکہ میں اسلام قبول کیا اور وہ ان لوگوں میں شامل ہوئیں جن کے لیے قرآن میں اس دن سے پہلے ہی کہہ دیا گیا تھا: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِیْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔(سورہ النصر)

جب آئے اللہ کی مدد اور (فتح مکہ ہو تو) تو دیکھے کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں

فتح مکہ میں مسلمان ہونے والی خواتین کو مُسْلِمَةُ الْفَتْح کہا جاتا ہے (الاستیعاب ام الحکیمؓ) حضرت اُمّ حکیم رضی اللہ عنہا نے جس گھرانے میں آنکھیں کھولیں وہ کفر و شرک کا گہوارہ تھا۔ ان کے والد ابو عبد الرحمٰن حارث بن ہشام، ابو جہل (عمرو بن ہشام) کے حقیقی بھائی تھے اور دونوں بھائی اسلام کے سخت دشمن تھے۔اس ماحول کے باوجود ان کے قلب و جگر میں اسلام کی شمع منور تھی اور فتح مکہ کے بعد اسلام میں داخل ہونے والے قافلوں کے ہراول دستے میں نظر آتی ہیں جن کا ذکر سورۃ نصر میں آتا ہے۔(تفسیر الخازن، البغوی، آیات ھذا کی روشنی میں)

۲ ہجری میں ابو جہل غزوہ بدر میں ذلت کے ساتھ مارا گیا تو حضرت عکرمہؓ نے (جو اُس وقت

Marfat.com

تک مسلمان نہ ہوئے تھے) اپنے باپ کے چھوڑے ہوئے کام کی تکمیل کا بیڑا اٹھایا اور فتح مکہ تک ہر میدان میں اہلِ حق کو ستانے میں بڑھ بڑھ کر قدم مارتے رہے۔

اَلْمُجِیْرَۃُ (پناہ دینے والی)

اسلام کے خلاف حضرت عکرمہؓ کی یہی سرگرمیاں تھیں کہ انہیں فتح مکہ کے بعد سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جانے کی ہمت نہ پڑی اور وہ اپنی جان بچانے کے لیے یمن کی طرف بھاگ نکلے۔ ادھر حضرت اُمّ حکیم رضی اللہ عنہا ان کے والد حارث رضی اللہ عنہ بن ہشام اور والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت ولید تینوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور صدق دل سے اسلام قبول کرلیا۔ حضرت اُمّ حکیم رضی اللہ عنہا کو شوہر سے بے حد محبت تھی انہیں یہ گوارا نہ ہوا کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بدستور کفر و شرک کی دلدل میں دھنسے رہیں، چنانچہ انہوں نے بڑی دردمندی کے ساتھ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کی کہ ان کے شوہر کو امان دی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور عکرمہؓ کی تلاش میں ساحلِ بحر (یمن) کی طرف روانہ ہوگئیں، ادھر عکرمہ رضی اللہ عنہ مکہ سے بھاگ کر بحیرہ قلزم کے ساحل پر پہنچے تو یمن جانے والی ایک کشتی تیار کھڑی تھی اس پر بیٹھ گئے۔ کچھ دور جا کر یہ کشتی بادِ مخالف کی لپیٹ میں آ گئی۔ عکرمہؓ نے لات وعزّیٰ کو پکارنا شروع کردیا۔ ملاحوں نے کہا' یہ اللہ کو پکارنے کا وقت ہے لات وعزّیٰ کشتی کو بھنور سے نہیں نکال سکتے۔ یہ بات حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے دل پر اثر کرگئی۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاصابہ'' میں لکھا ہے کہ اس موقع پر حضرت عکرمہؓ نے یہ دعا کی۔

''اے اللہ میں عہد کرتا ہوں کہ اگر اس طوفان نے مجھے زندہ چھوڑ دیا تو میں خود کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے پیش کردوں گا۔ وہ بڑے رحیم و کریم ہیں (امید ہے) مجھ سے مواخذہ نہ فرمائیں گے (الاصابہ' عکرمہ بن ابی جہل) ان کی بیوی نے جب ان کو یمن میں تلاش کرلیا تو فوراً مدینہ آنے کے لیے ساتھ چل دیے اور بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور ''مَرْحَبًا بِالرَّاکِبِ الْمُھَاجِرِ'' (خوش آمدید اے پردیسی سوار) فرما کر ان کا پرتپاک استقبال کیا۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے بیوی (اُمّ حکیم رضی اللہ عنہا) کی طرف اشارہ کر کے عرض

Marfat.com

کیا: ''اس نے مجھے بتایا ہے کہ آپ ﷺ نے میری جان بخشی کر دی ہے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے تم محفوظ و مامون ہو۔

(حیاۃ الصحابہؓ اسلام عکرمہ)

کسی کی پناہ کا ذریعہ بننے والی خاتون کو اَلْمُجِیْرَۃُ کہا جاتا تھا حضرت اُمّ حکیمؓ کو بھی ان کے خاوند کی پناہ کا ذریعہ بننے کی وجہ سے یہ لقب ملا (دیکھیے حضرت ام ھانیؓ بنت ابی طالب کے ذکرِ القاب میں اَلْمُجِیْرَۃ)

اَلْمُجَاهِدَه (جہاد کرنے والی)

اسلام کی چھتری کے نیچے آنے کے بعد میاں بیوی نے اپنے جسم و جان کو خدمت اسلام کے لیے وقف کر دیا اور برابر دعائے نبوی ﷺ سے مستفید ہوتے رہے عہدِ صدیقی میں بھی ان کی جنگی صلاحیتوں سے مسلمانوں کو بڑا فائدہ ہوا۔ اجنادین کے معرکوں میں نہایت جانبازی سے رومیوں کے خلاف جہاد کیا اور بالآخر حضرت عکرمہؓ اسی لڑائی میں نہایت پامردی سے لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔ اس طرح حضرت اُمّ حکیم رضی اللہ عنہا عالمِ غربت میں بیوہ ہوگئیں۔

حضرت اُمّ حکیم رضی اللہ عنہا کے ایامِ عدّت گزر گئے تو ان کا نکاح حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن سعید کے ساتھ مرج الصّفر کے مقام پر ہو گیا۔ (الاستیعاب' اُمّ حکیمؓ حضرت بنت الحارث)

قَاتِلَةُ السَّبْعِ (سات (دشمنانِ اسلام) کو قتل کرنے والی)

حضرت خالدؓ کے علاوہ بھی بعض صحابہؓ نے نکاح کے پیغامات بھیجے لیکن حضرت خالدؓ بڑے رتبے کے صحابی تھے اس لیے ان کا انتخاب کیا اور جس پل کے پاس رسم عروسی ادا ہوئی وہ ''قَنْطَرَۃُ اُمِّ حَکِیْم'' کہلاتا ہے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر، امّ الحکیم بنت الحارث)

صبح کو دعوت ولیمہ ہوئی۔ ابھی لوگ کھانے سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ رومیوں نے حملہ کر دیا، ایک قوی ہیکل رومی سب سے آگے تھا اور مسلمانوں کو للکار رہا تھا۔ حضرت خالدؓ بن سعید تیر کی طرف جھپٹ کر اس کے مقابلے کے لیے نکلے اور بہادری سے لڑ کر اس کے ہاتھوں جامِ شہادت پیا۔

اس کے بعد عام لڑائی شروع ہوگئی۔ حضرت اُمّ حکیم رضی اللہ عنہا شوہر کی شہادت کا منظر دیکھ رہی تھیں۔ اسی وقت نہایت جوش سے اٹھیں، اپنے کپڑوں کو باندھا اور خیمہ کی چوب اکھاڑ کر

Marfat.com

لڑائی میں شریک ہوگئیں وہ ایک زخمی شیرنی کی طرح بڑھ بڑھ کر رومیوں پر حملے کرتی تھیں اور اپنی چوب سے رومیوں کو مار گراتی تھیں۔اس معرکہ میں ان کے ہاتھ سے سات رومی جہنم واصل ہوئے اس لیے ان کو قَاتِلَةُ السَّبعِ کہا جاتا ہے۔(مشاہیر النساء المسلمات)

یعنی وہ عظیم مجاہدہ خاتون جسے یہ شرف حاصل ہوا کہ اس نے اپنی وار سے سات دشمنانِ دین کو واصل جہنم کیا انہوں نے زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام بڑی ناموری سے گذارا لیکن مورخین کی کتابیں ان کی تاریخِ وفات اور آخری حالات کے بیان سے خاموش ہیں۔

Marfat.com

حضرت اُمّ ورقہ رضی اللہ عنہا بنتِ نوفل انصاریہ

''الاصابہ'' میں ان کا سلسلہ نسب اس طرح لکھا ہے:

اُمّ ورقہ بنت عبداللہ بن حارث بن عویمر بن نوفل ہجرتِ نبوی ﷺ کے بعد شرفِ اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے بہرہ ور ہوئیں۔ اس کے بعد انہوں نے بڑے ذوق وشوق کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کی تعلیم حاصل کی۔

اَلشَّہِیْدَۃُ (شہید ہونے والی)

غزوۂ بدر کی تیاری ہونے لگی تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی مجھے بھی اس غزوہ میں اپنے ہمراہ لے چلیے میں زخمیوں کی خدمت اور مریضوں کی دیکھ بھال کروں گی' شاید اللہ تعالی مجھے راہِ حق میں شہید ہونے کی سعادت بخشے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قُرِیْ فِی بَیْتِكِ فَاِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُكِ الشَّهَادَةَ (ابوداؤد باب امامۃ النساء)

تم گھر ہی میں رہو' اللہ تعالی تمہیں یہیں شہادت نصیب کرے گا ان کی الم ناک شہادت کا واقعہ آخر میں لکھا جائے گا۔ ان کو شہادت کے ساتھ یہ سعادت ملی کہ ان پر حضور ﷺ کا ایک معجزہ ظاہر ہوا۔

اِمَامَۃُ النِّسَاءِ (عورتوں کی امام)

قرآن پڑھی ہوئی تھی' ماہر قرآن تھیں (ابھی اسلام کی ابتدائی تعلیمات کو عام کیا جارہا تھا عورتوں میں نماز اور قرآنِ کریم کی تعلیم کو عام کرنے کے لیے نبی اکرم ﷺ نے) قرآنِ کریم کی تلاوت پر مہارت کی وجہ سے ان کو عورتوں کی امام مقرر فرمادیا تھا اور انہوں نے اپنے مکان کو سجدہ

Marfat.com

گاہ بنالیا تھا، جہاں عورتوں کی امامت کیا کرتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست پر ایک مؤذن بھی مقرر فرمادیا تھا۔ ان کی آواز سن کر عورتیں نماز باجماعت ادا کرنے حضرت اُمّ ورقہ رضی اللہ عنہا کے گھر آجاتی تھیں (ان کا گھر مرکز اسلام بن چکا تھا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کو ان کے گھر جایا کرتے تھے۔ (الاستیعاب ام ورقۃ انصاریہ' مسند احمد' حدیث ۲۷۳۲۳)

ملاحظہ: امت مسلمہ کے نزدیک امامت کا حق اب صرف مردوں کو ہے)

قَارِئَۃُ الْقُرْآن (قرآنِ کریم پڑھنے والی)

قرآنِ کریم حفظ کیا ہوا تھا اور کثرتِ تلاوت کی وجہ سے اَلْقَارِیٔ لقب سے معروف تھیں۔ (حلیۃ الاولیاء' ام ورقۃ انصاریہ)

وفات سعادت آیات

حضور ﷺ اپنے بعض صحابہؓ کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ ''آؤ شہیدہ کے گھر چلیں۔'' اس لیے عہد رسالت ﷺ میں ہی ان کا لقب اَلشَّہِیْدَۃ معروف ہو گیا تھا' دورِ عمریؓ میں وہ وقت آ گیا کہ حضور ﷺ کی یہ پیش گوئی پوری ہو' حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت اُمّ ورقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام اور ایک لونڈی سے وعدہ کیا کہ ''میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو' ان بدبختوں نے جلد آزاد ہونے کے لیے ایک رات چادر سے ان کا گلا گھونٹ دیا۔ صبح کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا: کہ آج خالہ اُمّ ورقہؓ کے قرآن پڑھنے کی آواز نہیں آتی' معلوم نہیں ان کا کیا حال ہے؟ اس کے بعد حضرت اُمّ ورقہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے' دیکھا کہ مکان کے ایک گوشے میں چادر میں لپٹی بے جان پڑی ہیں۔ سخت غمزدہ ہوئے اور فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سچ فرمایا کرتے تھے کہ شہیدہ کے گھر چلو۔ اس کے بعد منبر پر تشریف لے گئے' یہ خبر بیان کی اور غلام اور لونڈی دونوں کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ وہ گرفتار ہو کر آئے اور امیر المؤمنین کے حکم کے مطابق انہیں اس بھیانک جرم کی پاداش میں سولی پر لٹکا دیا گیا۔ (الاصابۃ' شہیدہ اُمّ ورقہ الانصاریہ' سنن ابی داؤد باب امامۃ النساء)

حضرت عمرؓ نے کہا: ان کی یہ شہادت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں تمہارے گھر میں شہادت مل جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(الاصابۃ' ام ورقہؓ)

Marfat.com

دیگر امامات النِّسَآء (رضی اللہ عنہن)

حضرت سعدہؓ بنت قمامہ کو نبی علیہ السلام نے نا صرف اِمَامَةُ النِّسَاء کی اجازت دی بلکہ ان کو ہدایت بھی جاری فرمائی کہ تم درمیان میں کھڑی ہوا کرو (مردوں کی طرح سب کے آگے نہ کھڑی نہ ہو جاؤ)۔ (الاستیعاب سعدہؓ بنت قمامہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی اِمَامَة النِّسَاء کے منصب پہ فائز رہی ہیں۔ (خلاصۃ الاحکام فی مھمات السنن وقواعد الاسلام)

قارئین! اَلْغَازِيَات، اَلْمُجَاهِدَات صَحَابِيَات رضی اللہ عنہن کی ایمان افروز کہانیاں پڑھنے کے بعد مُصَلِّيَاتُ الْقِبْلَتَيْن لقب والی نیک بندیوں کے قرآنی تذکروں اور تاریخی القاب سے دلوں کو منور کیجیے!

Marfat.com

باب نمبر ۱۰

مُصَلِّیَاتُ الْقِبْلَتَیْن

(دو قبلوں کی طرف نماز ادا کرنے والیاں)

تاریخ و سیر کی سب کتابوں میں ان خوش قسمت خواتین کا یہ لقب معروف ہے جن کو اللہ تعالی نے ابتدائے اسلام میں ہی دولتِ ایمان سے نوازا اور ان کو یہ دولت ملی کہ انہوں نے قبلۂ اول بیت المقدس کی طرف بھی منہ کر کے نمازیں ادا کیں اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ آئے ہوئے سترہ ماہ ہو گئے تو بحکمِ الٰہی بیتُ اللہ کو قِبلۃ الصّلوۃ بنا دیا گیا تو ان خواتین نے اتباع حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنا قبلہ بیت اللہ تسلیم کر لیا۔ ان کا یہ لقب کتب حدیث میں اس طرح منقول ہے۔

(۱) اَلْمُصَلِّیَةُ لِلْقِبْلَتَیْنِ (۲) المحَافِظَةُ عَلَی الْبَیْعَتَیْن

(حلیۃ الاولیآء، سلمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس)

اس عبارت میں حضرت سلمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے دو القاب مذکور ہیں یعنی

(۱) دو قبلوں کی نمازی (۲) بیعت کرنے والی۔ اس لقب سے مزین خواتین کا تعارف عربی متون میں یوں کروایا جاتا ہے۔ صَلَّتْ مَعَهُ اِلَی الْقِبْلَتَیْن جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں۔ (اسد الغابہ، ام المنذر رضی اللہ عنہا)

اس لقب سے مزین صحابیاتؓ رضی اللہ عنہن کے لیے قرآنِ کریم کی یہ آیتیں بطور بشارت اتریں۔

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ० اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ० فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ०

ترجمہ: آگے بڑھ گئے آگے بڑھنے والے اور وہی مقرب لوگ ہیں نعمت کے باغوں

Marfat.com

میں۔(سورۃ الواقعہ آیت ۱۰، ۲) (دیکھیے البحرالمحیط زادالمسیر فتح القدیر المارودی النکت والعیون اور القرطبی آیات بالا کے ذیل میں)

صدیوں پرانے قبلے کی تبدیلی معمولی واقعہ نہ تھا اس پر یہودی اور مشرکین نے اعتراضات کا طوفان بپا کر دیا تھا قرآنِ کریم کے دوسرے پارے کی ابتداء میں ایسے لوگوں کو اَلسُّفَهَاء (بے وقوف) ہونے کا خطاب دیا اور جنہوں نے بے چون و چرا قبلہ کو بدل لیا اور جب ان کی سابقہ نمازوں یا مرحوم مسلمانوں کی نمازوں کو شک کی نظر سے دیکھا جانے لگا تو اللہ نے فرمایا: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ اِيمَانَكُمْ (البقرۃ ۱۴۳) اللہ تمہارے اس جذبہ ایمانی (اور نمازوں) کو ضائع نہیں کرے گا (جس کی بنیاد پر تم نے قبلہ فوراً بدل لیا ہے)

اس انداز سے ان خواتین کو اَلْمُؤْمِنَات قرآنی لقب ملا۔ جن حضرات و خواتین نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور نماز میں ہی قبلہ تبدیل کر لیا ان کے لیے نبوی ﷺ انعام یہ ملا آپ ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا: اُولٰئِكَ الَّذِينَ اٰيقَنُوا بِالْغَيْب "یہ وہ لوگ ہیں جو بن دیکھے (اللہ کے حکموں کے درست ہونے پر) یقین رکھتے ہیں (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب النوار بنت مالک)

معلوم ہوا کہ قبلتین کی طرف نماز پڑھنے والوں کے یقین کامل کی گواہی حضور ﷺ نے وحی کے ذریعے دے دی۔

کتاب کے دیگر ابواب میں تمام اَلسَّابِقُونَ الْاَوَّلُونَ مُصَلِّيَاتُ الْقِبْلَتَين ہیں ٥ حضرت سلمیٰؓ بنتِ قیس ٥ حضرت لیلیٰ بنتِ ابی حثمہ بھی یہی لقب رکھتی ہیں۔ اب بطورِ مثال ایک خاتون کے حالات سے واقفیت حاصل کی جا رہی ہے۔

Marfat.com

حضرت نوار بنت مالک انصاریہ رضی اللہ عنہا

ان کا تعلق انصار (قبیلہ خزرج) کے معزز ترین خاندان بنوعدی بن نجار سے تھا۔

حضرت النوار رضی اللہ عنہا کے والد کا نام ایک روایت کے مطابق مالک بن صرمہ تھا اور بروایت دیگر مالک بن معاویہ بن عدی تھا۔ ان کی صلب سے ایک فرزند زید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جن کا شمار جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوا۔ (الاستیعاب، النوارؓ بنت مالک)

اَلسَّابِقَةُ الْاُوْلٰی (قبول اسلام میں جلدی کرنے والی)

اَلْمُبَايِعَةُ (بیعت کرنے والی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے اور یہ شہر مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بن کر انوار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے جگمگانے لگا تو حضرت نوار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور اسلام قبول کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا شرف بھی حاصل کیا اور وہ ان خواتین میں شامل ہو گئیں جن کا ذکر (سورۃ الممتحنہ کی آیت ۱۲) میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے والی خواتین مؤمنات ہیں۔ (الطبقات الکبریٰ، النوارؓ بنت مالک)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک قول سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ان قرآنی خواتین میں سے ہیں جن کا ذکر وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ (البقرہ: ۴) اور وہ آخرت پر بن دیکھے (غیب کو مانتے ہوئے) یقین رکھتے ہیں (واقعہ آگے ہے) ان کے کچھ القاب یہ ہیں:

(۱) اَلشَّاعِرَةُ (۲) مُصَلِّيَةُ الْقِبْلَتَيْن (دونوں قبلوں کی نمازی) اَلْمُتَيَقِّنَةُ (یقین کامل والی)

(۱) ایک روایت کے مطابق وہ شعروشاعری میں بھی درک رکھتی تھیں۔

Marfat.com

(۲) اور مُصَلِّيَةُ الْقِبلتَين (دونوں قبلوں کے نمازی) بھی ان کا لقب ہے اس خطاب کے پس منظر میں جو واقعہ ہوا اور جس نماز میں قبلہ تبدیل ہوا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں حضرت نوار رضی اللہ عنہا بھی نماز پڑھ رہی تھیں وہ کہتی ہیں کہ عورتیں مردوں کے پیچھے نماز پڑھ رہی تھیں، درمیان نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ بیت اللہ کی طرف کیا تو عورتیں مردوں کی جگہ اور مرد عورتوں کی جگہ کھڑے ہو گئے (۳) نبی علیہ السلام نے (ہمارا یہ منظر دیکھا کہ کس طرح اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے تو) فرمایا:

اُولٰئِكَ قَوْمٌ اٰيَقْنُوْ بِالْغَيْبِ "یہ ایسی قوم ہے جو غیب پر یقین رکھتی ہے۔

(الاستیعاب فی معرفتہ الاصحاب' النوار بنت مالک رضی اللہ عنہا)

اس شرفِ عظیم کی وجہ سے وہ اَلْمُؤْمِنَةُ الْمُتَيَقِّنَةُ قرار پائیں (تفسیر السعدی: ۴۹/۷) اور اس نماز کی وجہ سے وہ اَلْمُصَلِّيَةُ الْقِبْلَتَيْنِ لقب سے متصف ہیں۔

صَاحِبَةُ بَيْتِ الْاَذَانِ (اذان کے گھر والی)

حضور نبی مکرم علیہ السلام جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیادیں استوار فرمائیں جب تک مسجد کی تیاری نہ ہوئی اس وقت تک کے لیے زیر تعمیر مسجد کے قریب ایک بڑے گھر کو نمازوں کے لیے قبول فرمایا' اس گھر کی چھت پہ اذانِ بلالی ہوتی تھی اس کے اندر نماز محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی تھی' اس گھر کو بَيْتُ الصَّلٰوة اور گھر والی کو صَاحِبَةُ بَيْتِ الْاَذَانِ النوار بنت مالک رضی اللہ عنہا کہا جاتا رہا۔ (الطبقات الکبریٰ۔ النوار بنت مالک رضی اللہ عنہا)

حضرت نوار رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں کسی وقت وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر ساٹھ برس سے اوپر تھی۔

ملاحظہ: مُصَلِّيَةُ الْقِبْلَتَيْن کے بعد ان جبل استقامت مؤمنات کا ذکر اور انکے متعلق قرآنی آیات کا بیان ہے جو اَلْمُعَذَّبَات فِي الله (اللہ کی محبت میں ستائی جانے والی) عورتوں کے لیے اتری ہیں۔ ان کا ایک لقب مُصَلِّيَةُ الْقِبْلَتَيْن بھی ہے۔ ان کا لقبِ امتیاز اَلْمُعَذَّبَات فِي اللهِ ہے۔

Marfat.com

باب نمبر ۱۱

اَلْمُعَذَّبَاتُ فِی اللّٰہِ

(اللہ کی محبت میں تکالیف سہنے والی خواتین)

یہ باب ان اہل ایمان کے ذکرِ القاب میں ہے جن کی منجانب اللہ آزمائش ہوئی اور کامیاب ہوئیں یہاں عذاب سے مراد عذاب الٰہی نہیں' عذاب' بمعنی تکلیف ہے ''اَلْمُعَذَّبَات'' یعنی وہ خواتین جن کو صرف اس وجہ سے کفار نے تکالیف دیں کہ انہوں نے دینِ اسلام قبول کرلیا' وہ ان کو مجبور کرتے اور مارتے تھے کہ یہ دین کو چھوڑ دیں' لیکن ان پر توحید کا رنگ مزید پختہ ہوتا جاتا تھا۔اس کتاب کے دیگر ابواب میں ذکر موجود ہے کہ

- حضرت اُمّ اسحاقؓ کو بھی ناقابل برداشت غموں سے واسطہ پڑا۔
- حضرت اُمّ کلثومؓ بنت عقبہ نے اپنے اہلِ خانہ سے تکالیف اٹھائیں۔
- بناتُ النبی ﷺ حضرت فاطمہ بنتِ اسد' حضرت خدیجہؓ سمیت آپ ﷺ کے تمام اعزہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں شعبِ ابی طالب کا وہ مشکل وقت کاٹا جس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں' ذہنی کوفت' جلاوطنی پر مجبور کرنے' بائیکاٹ جیسے بے شمار عوامل ہیں جن کی زد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے تمام ساتھی آئے' اس باب میں ان خواتین کے ناموں' ان کے ذکرِ القاب اور نزولِ آیات کا مطالعہ کیا جاتا ہے جن کو جسمانی تکالیف دی گئیں۔

ان کو اَلْمُعَذَّبِیْنَ وَالْمُسْتَضْعَفِیْن اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ حضرات مالی وجسمانی طور پر بھی کمزور تھے۔اور ان کی برادری کے افراد بھی نہ ہونے کے برابر تھے۔اس کے باوجود تکلیفیں دی گئیں اور انہوں نے جہاد بھی کیا اور ہجرت بھی کی۔ان خوش نصیب لوگوں کو اَلْمُعَذِّبِیْنَ (تکالیف

Marfat.com

دیے گئے) اور اَلْمُسْتَضْعَفِیْن (کمزور صحابہؓ اور صحابیاتؓ) لقب دیا گیا (تفسیر القرطبی ۳۰/۳) ان کا ذکرِ خیر اس آیت میں ہے۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْا اِنَّ رَبَّکَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (النحل:۱۱۰)

(اے کمزورو! تمہارے پروردگار کا معاملہ یہ ہے کہ) جس نے آزمائش کے بعد ہجرت کی، پھر جہاد کیا اور صبر سے کام لیا، تو ان کاموں کے بعد تمہارا پروردگار یقیناً بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے"

(ان کے القاب مذکورہ اور اس شانِ نزول کا ذکر اہم تفاسیر میں موجود ہے۔

(تفسیر از نیشاپوری ۳/۴، غرائب القرآن ۷/۸، التفسیر الوسیط للذحیلی، سورۃ النحل:۱۱۰)

ملاحظہ:۔ اب ان مغفور و مرحوم صحابیاتؓ کی زندگیوں کا مطالعہ کرتے ہیں جن کے لیے یہ آیت اتری اور جب ان پر عذاب ڈھانے والوں کا انجام بتایا گیا تو ان مُعَذَّبَات کو "اَلْمُؤْمِنَاتُ" قرآنی لقب سے نوازا۔ اس لقب والی آیت یہ ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالمؤمنات، ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ

(البروج آیت نمبر ۱۰)

جنہوں نے مومن مردوں اور عورتوں کو آزمائشوں میں ڈالا ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے۔
اس آیت میں اَلْمُعَذَّبِیْنَ فِی اللّٰہِ کو المؤمن قرآنی لقب دیا گیا۔

(سورۃ البروج التحریر والتنویر، اَیْسَرُ التَّفَاسِیْر للجزائری اَلزَّرْقانی فی اُمَرَائِهٖ وَرُسُلِهٖ)

الغرض: اب ان معزز خواتین کے اسماء گرامی اور القاب لکھے جاتے ہیں جو (۱) اَلْمُسْتَضْعَفات (۲) اَلْمُؤْمِنَات قرآنی القاب اور اَلْمُعَذَّبَات تاریخی لقب سے معروف ہوئیں۔

Marfat.com

حضرت سُمیّہ رضی اللہ عنہا بنتِ خیّاط

قبولِ اسلام کے جرم میں ان کو بڑے شدید حالات سے گزرنا پڑا۔ ان کے بیٹے حضرت عمارؓ کو مشرکینِ مکہ دھوپ میں کھڑا رکھتے اور کبھی آگ کے انگاروں کی حرارت میں عذاب دیتے تھے۔

سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے ایک دن گذرے اور ان کے سر پہ ہاتھ رکھا اور قرآنِ کریم کی وہ آیت بطورِ دعا پڑھی جس میں حضرت ابراھیم علیہ السلام پر نارِ نمرود کو ٹھنڈی ہو جانے کا حکم ہے۔ (صفوۃ الصفوۃ ۲/ ۷۵)

اَلْمُبَشَّرَۃُ بِالْجَنَّۃِ (جنت کی خوشخبری حاصل کرنے والی)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل اپنی دعاؤں میں ان مُعَذَّبِین کو یاد رکھتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت عمارؓ، ان کے والد حضرت یاسرؓ اور ان کی والدہ حضرت سُمیّہؓ کو مبتلائے مصیبت دیکھتے تو یہ فرماتے: اے آلِ یاسر صبر کرو! کبھی یہ فرماتے: اے اللہ! تو آلِ یاسرؓ کی مغفرت فرما اور کبھی یہ فرماتے: تم کو بشارت ہو جنت تمہاری مشتاق ہے۔

(طبقات ابن سعد، قسم اول واستیعاب لابن عبدالبر تذکرہ عمار رضی اللہ عنہ)

اس طرح سیدہ سُمیّہ رضی اللہ عنہا اَلْمُبَشَّرَۃُ بِالْجَنَّۃِ لقب سے نوازی گئیں۔

اَوَّلُ شَہِیْدَۃِ الْاِسْلَام (اسلام کی پہلی شہیدہ)

سیدہ سُمیّہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دیگر مسلمان بھی عذاب میں مبتلا تھے۔ انھوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور خباب رضی اللہ عنہ اور حضرت صُہیب رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت سُمیّہ رضی اللہ عنہا کو اپنے جور و ستم کا تختہ مشق بنایا، ٹھیک دوپہر کے وقت ان

Marfat.com

حضرات کولوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں کھڑا کر دیتے۔ ایک روز سامنے سے ابو جہل آ گیا اور حضرت سُمیّہ رضی اللہ عنہا کی شرمگاہ میں ایک برچھی ماری، جس سے وہ شہید ہو گئیں۔

مصنف بن ابی شیبۃ اور طبقات ابن سعد میں بسند صحیح مجاہد سے منقول ہے کہ اسلام میں سب سے پہلی شہیدہ حضرت سُمیّہ رضی اللہ عنہا ہیں ''جو بہت بوڑھی اور ضعیف تھیں۔'' ابو جہل جب جنگ بدر میں مارا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

قَتَلَ اللّٰہُ قَاتِلَ اُمِّكَ اللہ نے تیری ماں (حضرت سمیہ) کے قاتل کو ہلاک کیا۔

(طبقات ابن سعد، سُمیّہؓ)

سیدہ سُمیّہؓ سابقۃ الاسلام قرآنی لقب اَلْمُبَشَّرَةُ بِالْجَنَّةِ نبوی ﷺ عنایت اور اَلْمُؤْمِنَةُ الصَّادِقَة کے ساتھ ساتھ زندگی کا آخری وخوبصورت ابدی لقب اَلشَّهِیْدَة کے ذریعے دیگر بہت سی صحابیاتؓ سے ممتاز ہوگئیں اور اَلْمُعَذَّبَةُ فِی اللّٰہ لقب میں بھی دیگر سات خواتین کے ساتھ ہیں۔

Marfat.com

حضرت زِنّیرہ الرُّومِیہ مَولاۃُ اَبِی بَکرِ الصِّدِّیقؓ

یہ خوش قسمت صحابیہ بھی اَلْمُعَذَّباتُ فِی اللّٰہ لقب میں شامل ہیں۔

(اَلزُّرْقَانِی فِی اُمَرَائِہٖ وَرُسُلِہٖ)

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا سابقات اسلام میں سے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کنیز تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو اس قدر مارتے کہ تھک جاتے (ابھی وہ مسلمان نہ تھے) ابو جہل بھی ان کو ستایا کرتا تھا۔ ابو جہل اور دیگر سردارانِ مکہ حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر یہ کہا کرتے تھے کہ اگر اسلام کوئی عمدہ اور بھلی شے ہوتی تو زِنّیــرہ ہم سے سبقت نہ کرتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارہ میں یہ آیت نازل فرمائی۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَوْ کَانَ خَیْرًا مَّا سَبَقُوْنَا اِلَیْہِ۔ (الاحقاف۱۱)

"کافروں نے اہل ایمان سے یہ کہا کہ اگر یہ دین کوئی اچھی چیز ہوتی تو یہ لوگ ہم سے سبقت نہ کرتے۔ نزول آیت کے بعد حضرت زِنّیرہ اَلْمَرْاَۃُ الْقرآنیہ قرار پائیں۔ کفار کے عذاب کی وجہ سے اَلْمُعَذَّبَۃُ فِی اللّٰہ کہلائیں۔ (الدر المنثور سورۃ الاحقاف آیت نمبر ۱۱)

عَتِیْقَۃُ الصِّدِّیْقِ (جن کو صدیق اکبرؓ نے آزاد کیا)

انہیں شدائد اور مصائب میں حضرت زِنّیرہ رضی اللہ عنہا کی بینائی جاتی رہی۔ مشرکینِ مکہ نے کہا: لات اور عزیٰ نے اس کو اندھا کر دیا۔ زنیرہ رضی اللہ عنہا نے مشرکین مکہ کے جواب میں یہ فرمایا کہ لات وعزیٰ کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ کون ان کی پرستش کرتا ہے، نابینا ہونا تو محض اللہ کی طرف

Marfat.com

سے ہے خدا اگر چاہے تو پھر میری بینائی کو واپس فرما سکتا ہے۔ خدا کی قدرت کا کرشمہ دیکھیے کہ اسی شب کی صبح کو بینا اٹھیں۔ مشرکینِ مکہ نے کہا: مُحَمَّد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ) نے سحر کر دیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت زنیرہؓ کو خرید کر آزاد فرمایا۔ اس لیے ان کو ان خواتین اسلام میں شمار کیا گیا جن کو عَتِيْقَة الصِّدِّيْقؓ کہا جاتا ہے۔

(معرفۃ الصحابہ ام عبیسؓ، زرقانی فی امراءہ ورسلہ)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ مزید سات خواتین کو آزاد کروایا۔ آزاد ہونے والے مردوں کو عَتِيْقُ الصِّدِّيْق اور خواتین کو عَتِيْقَةُ الصِّدِّيْق لقب دیا گیا۔

(معرفۃ الصحابہ ام عبیسؓ)

آٹھ اَلْمُعَذَّبَات (راہ خدا میں تکالیف سہنے والی آٹھ خواتین)

(۱) حضرت سُمَیَّہؓ (۲) حضرت زنیرہؓ ان دونوں کا ذکر ابھی گذرا

(۳) ان میں سے ایک خوش نصیب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی والدہ حمامۃ رضی اللہ عنہا ہیں۔ (الاستیعاب، ذکر حمامۃ رضی اللہ عنہا)

(۴) ام عبیس رضی اللہ عنہا عَتِيْقَةُ الصِّدِّيْق رضی اللہ عنہا كَانَتْ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ فِي اللّٰهِ۔ (معرفۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم، ام عبیس رضی اللہ عنہا)

(۵) حضرت نہدیہ رضی اللہ عنہا: بھی مُعَذَّبَةُ فِي اللّٰهِ اور عَتِيْقَةُ الصِّدِّيْق ہیں جو مذکورہ بشارتوں اور آیات کی مصداق ہیں۔ (الزَّرقانی، ذکر اُمَرائِهٖ وَرُسُلِهٖ)

ملاحظہ: یاد رہے کہ حضرت نہدیہ رضی اللہ عنہا کے حالات کم ملتے ہیں اسی نام کی ایک اور صحابیہ رضی اللہ عنہا حضرت ام عفیف اَلنَّهْدِيَة ہیں جو بیعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہونے کے باعث اَلْمُبَايِعَةُ لقب کی مصداق ہیں۔

(معرفۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم، ام عفیف النہدیہ رضی اللہ عنہا)

تین روشنی کی قندیلیں یہ ہیں جن کو اَلْمُعَذَّبَة لقب دیا گیا۔

(۶) حضرت لَبِيْنَة رضی اللہ عنہا۔

(۷) حضرت مُؤَمِّلَة رضی اللہ عنہا

(۸) حضرت اَمَة رضی اللہ عنہا (بنی زهرة) ان تمام پر قسما قسم کے ظلم کیے جا رہے تھے کہ ان

Marfat.com

پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی برداشت نہ ہوا اور ان کے آقاؤں کو منہ مانگی قیمت دے کر آزاد کروالیا' اسی لیے ان تینوں نے بھی عَتِیْقَۃُ الصِّدِّیْقؓ لقب بھی پایا۔

(فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم لابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حدیث:۸۹)

خلاصۃ الکلام:

یہ آٹھ خواتین وہ ہیں جن میں سے ہر ایک کو یہ چار لقب حاصل ہیں

()اَلْمُعَذَّبَۃُ فِی اللّٰہِ (۲) عَتِیْقَۃُ الصِّدِّیْق کہا جاتا ہے یعنی یہ وہ ہیں جنہیں مال صدیقؓ سے آزاد کیا گیا

(۳) مَوْلَاۃ اَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبرؓ کی آزاد کردہ

(۴) اَلسَّابِقَۃُ (قبولِ اسلام میں پہل کرنے والی)

آخر الذکر قرآنی لقب ہے جو تمام اَلسَّابِقُوْنَ کو سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۱۰۰ میں ملا۔

Marfat.com

حضرت سوداء رضی اللہ عنہا اَمَةُ العَرَب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیاہ رنگ کی یہ باندی کسی عربی خاندان کی باندی تھی۔ (صفوۃ الصفوۃ/۴۳) یہ مدینہ میں ایک خاتون تھیں (صفوۃ الصفوۃ/۴۳۲)

صَاحِبَةُ الْخَیمَةِ (خیمہ والی) مُقِیمَةُ المَسْجِدِ (مسجد کے قریب مقیم)

یہ مدینہ میں ایک خاتون تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اس کا خیمہ مسجد کے صحن میں نصب کیا گیا تھا اس لیے مُستو طِنَةُ المسجد بھی اس کا لقب ہے۔ (حلیۃ الاولیآء سودا رضی اللہ عنہا)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ لونڈی میرے پاس آ کر باتیں کرتی رہتی اور جب بھی بیٹھتی تو اس کی زبان پر یہ شعر جاری ہوتا۔

ویوْمَ الوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِیبِ رَبِّنَا   اَلاَّ اِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْکُفْرِ نَجَانِیْ.

(بخاری کتاب الصلوۃ باب نوم المرءۃ فی المسجد)

(ہار کا واقعہ میرے رب کے عجائبات میں سے ہے' خوب سن لو! اس واقعہ نے مجھے کفرستان سے نجات دی ہے)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے اس باندی سے کہا: تجھے کیا ہوا کہ جب بھی تو بیٹھتی ہے تیری زبان پر یہی شعر ہوتا ہے؟ چنانچہ اس نے مجھے اپنا یہ ایمان افروز واقعہ سنایا: کہنے لگی: میں عربوں کے ایک قبیلے کی لونڈی تھی، انہوں نے مجھے آزاد کر دیا تھا آزادی ملنے کے بعد انہیں کے ساتھ سکونت پذیر تھی' چنانچہ ایک دن قبیلے والوں کی ایک بچی گھر سے باہر کھیلتی ہوئی نکل آئی اور اس کے گلے میں قیمتی موتیوں کا بنا ہوا ہار پڑا تھا' بچی نے وہ ہار گلے سے نکال کر کہیں رکھ دیا یا اس سے کہیں گر گیا، اتفاقاً ادھر سے ایک چیل گزری اور اس نے ہار کو گوشت کا ٹکڑا سمجھ کر اچک لیا' چنانچہ قبیلے والوں نے ہار کی تلاش شروع کر دی' انہوں نے مجھے متہم کرنا شروع کر دیا' انہوں نے

Marfat.com

میرے جسم کے ہر طرف ہار کو تلاش کیا۔ حتٰی کہ مجھے بے لباس بھی کر دیا، میں بدحواس کھڑی تھی کہ اچانک ادھر سے ایک چیل گزری اور اس نے ہار ان کے درمیان لا کر پھینک دیا' میں نے کہا: یہ رہا وہ ہار جس کے چرانے کا تم مجھ پر شک کر رہے تھے! (حالانکہ میں اس سے بالکل بری الذمہ ہوں)۔

اَلْمُبَرَّاۃُ (تہمت سے بری کی گئی)

علامہ اصفہانی لکھتے ہیں کہ اس عظیم اور بروقت مدد الٰہی کے ذریعے اس خاتون کو تہمت سے بری کیا گیا اس لیے ان کو اَلْمُبَرَّاۃ (تہمت سے بری کی گئی) لقب دیا گیا ہے۔

(صفوۃ الصفوۃ، حلیۃ الاولیآء، سوداء رضی اللہ عنہا)

اللہ کی طرف سے جس شخصیت کی عزت و ناموس اور تہمت سے بری ہونے کا انتظام ہو اسے (اَلْمُبَرَّاۃ) قرآنی لقب دیا جاتا ہے۔

ملاحظہ: یہ لقب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بھی ہے جن پر تہمت لگی تو اللہ نے فرمایا: مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ (سورۃ النور:۲۶) جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں اس سے حضرت عائشہؓ اور سب مسلمان مبرا ہیں۔ اَلْمُبَرَّاۃ لقب قرآن کی اس آیت سے تخریج شدہ ہے۔

Marfat.com

حضرت اُمّ شریک دوسیہ رضی اللہ عنہا

حضرت اُمّ شریک دوسیہ رضی اللہ عنہا کا شمار نہایت عظیم المرتبت صحابیاتؓ میں ہوتا ہے۔

اَلسَّابِقَۃُ الْاُوْلٰی (قبولِ اسلام میں سبقت کرنے والی)

اَلْمُھَاجِرَۃ (ہجرت کرنے والی)

اکثر مؤرخین نے ان کو اَلْمُھَاجِرَات قرآنی لقب والی صحابیاتؓ میں شمار کیا ہے۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے بعد دعوتِ حق کا آغاز فرمایا، تو وہ مکہ میں قیام پذیر تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نہایت صالح فطرت سے نوازا تھا۔ انہوں نے کسی تامل کے بغیر دعوتِ توحید پر لبیک کہا اور اس طرح اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن کی مقدس جماعت کی رکن بن گئیں، پھر وہ ہوا جو کمزوروں کے ساتھ اس زمانے میں ہوتا تھا۔ (الطبقات الکبریٰ، اُمّ شریک الدوسیۃ)

اَلْمُعَذَّبَۃُ فِی اللّٰہِ (اللہ کی محبت میں ستائی جانے والی)

حضرت اُمّ شریک رضی اللہ عنہا جب ایمان کی دولت سے سرفراز ہوگئیں تو ان کے مشرک اعزّہ واقارب نے ان کو دھوپ میں کھڑا کر دیا وہ اس حالت میں ان کو روٹی کے ساتھ شہد کھلاتے تھے، جس کی تاثیر نہایت گرم ہوتی ہے اور پانی پلانا بھی بند کرتے تا کہ شدید پیاس میں تڑپیں۔

ایک دن دورانِ سفر یہ لوگ خود خیمہ میں سو گئے اور اُمّ شریکؓ کو دھوپ میں لٹا دیا وہ خود فرماتی ہیں کہ آسمان سے ایک ڈول تین دفعہ میرے قریب آیا، جس سے میں نے پانی پیا اور اپنے کپڑوں پر ڈالا (تا کہ دھوپ کی شدت کم ہو)، وہ بیدار ہوئے تو حیران ہوئے یہ کیسے ہوا کہ میں نے ان کے مشکیزوں میں سے پانی بھی نہیں لیا اس کے باوجود میں سیراب بھی ہوئی اور اپنے تپتے جسم کو پانی

Marfat.com

سے ٹھنڈا بھی کرلیا، مجھے اس حال میں دیکھ کر کہنے لگے: تیرا مذہب حق ہے۔(حلیۃ الاولیاء اُمّ شریکؓ)

صَاحِبَۃُ اَحْوَال المَرْضِیَّۃ (اللہ کی رضاء پر راضی رہنے والی)

حضرت اُمّ شریک رضی اللہ عنہا نے خود ہی اسلام قبول کرنے پر اکتفا نہ کیا بلکہ نہایت سرگرمی سے قریش کی عورتوں کو بھی اسلام کی دعوت دینی شروع کردی۔ان کی ثابت قدمی اور اسلام کی خاطر سختیاں برداشت کرنے کی وجہ سے صَاحِبَۃُ اَحْوالِ الْمرضیَّۃ لقب دیا گیا۔

(حلیۃ الاولیاء اُمّ شریک رضی اللہ عنہا الاسدیہ)

ان کا ذکر باب نمبر ۶ میں بھی گذرا۔

ملاحظہ: اَلْمُعَذَّبَات قرآنی شخصیات کا تذکرہ مکمل ہوا تو ان ہستیوں کا ذکر خیر کیا جائے جنہوں نے اپنی جانوں، مرضیات اور وطن کی قربانی کے ساتھ مالی قربانیاں بھی دیں اور اَلْمُتَصَدِّقَات قرآنی لقب پایا۔

Marfat.com

باب نمبر 12

اَلْمُتَصَدِّقَاتُ (صدقہ کرنے والیاں)

رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہونے والی خواتین یہ سمجھتی تھیں کہ قرآنِ کریم سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۱۱۱ کے مطابق ہم نے اپنی جانوں کے ساتھ اپنے اموال بھی جنت کے بدلے اللہ کو دے دیے ہیں' اس لیے وہ اپنے مال کو زیادہ سے زیادہ راہ خدا میں دیتی تھیں' ایسی خواتین کو اللہ نے اَلْمُتَصَدِّقَات (صدقہ کرنے والیاں) لقب سے نوازا ہے۔ (دیکھیے الاحزاب: ۳۵)

صحابیاتؓ کو اس آسمانی لقب پہ ناز تھا' انہوں نے ایک دن عرض کی: نَحْنُ الْمُتَصَدِّقَات "ہم صدقہ کرتی ہیں" جبکہ جنت کی حوریں تو اَلْمُتَصَدِّقَات نہیں ہیں۔

(النہایۃ فی الفتن والملاحم' ج۲ص: ۳۳۹)

اب ہم اس لقب سے متصف ان عورتوں کے نام لکھتے ہیں جن کا اَلْمُتَصَدِّقَات لقب کتاب کے دیگر ابواب میں ہے۔

() اُمّ المؤمنین حضرت زینبؓ بنتِ خزیمہ کو ان کی بے مثل سخاوت کی وجہ سے اَطْوَلُ الْیَدَیْنِ (لمبے ہاتھوں والی) کہا جاتا تھا۔

(۲) اور اُمّ المؤمنین حضرت زینبؓ بنت جحش کو اسی لیے صَنَّاعُ الْیَدَیْن (فنی ہاتھوں والی) تھیں کہ وہ فن دباغت کی آمدنی صدقہ کے لیے وقف رکھتی تھیں۔

(۳) ازواج مطہراتؓ میں سے ہر ایک کو اللہ نے اس لقب سے نوازا تھا۔

اب ان صحابیاتؓ کے ذکرِ القاب کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو قرآنی' ایمانی اور آسمانی لقبوں کے ساتھ "اَلْمُتَصَدِّقَة" قرآنی خطاب سے نوازی گئیں۔

Marfat.com

حضرت اُمّ سُلیم رضی اللہ عنہا' رملہ' سہلہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہا کا شمار نہایت عظیم المرتبت صحابیاتؓ میں ہوتا ہے۔ ان کا اصل نام رملہ یا سہلہ اور رمیثہ تھا۔ نسب نامہ: اُمّ سُلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب ہے' ام انس کنیت بھی تھی تاہم اُمّ سُلیم سے شہرت پائی۔ (الطبقات الکبریٰ' اُمّ سُلیم)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بھی معروف صحابی تھے اس لیے ان سے زوجیت کا تعلق ہوا تو اَمرَاۃُ ابی طلحہؓ (حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ) لقب ان کی پہچان بن گیا۔

(حلیۃ الاولیاء: ۶/۵۷)

اَلسَّابِقَاتُ الْاُوْلٰی (قبولِ اسلام میں سبقت لے جانے والیاں)

یہ ان صحابیاتؓ کا قرآنی لقب ہے جن کو اللہ نے ابتدائے اسلام میں اپنی اطاعت کے لیے قبول کیا' حضرت اُمّ سُلیمؓ کو اللہ تعالیٰ نے نہایت صالح فطرت سے نوازا تھا۔ بیعتِ عقبہ اُولیٰ میں مدینہ کے چند سعید الفطرت نفوس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے سعادت اندوز ہو کر مدینہ واپس آ گئے اور وہاں جا کر اسلام کا چرچا کیا' تو حضرت اُمّ سُلیم رضی اللہ عنہا نے دین حق قبول کرنے میں ایک لمحے کا توقف بھی نہ کیا۔

چنانچہ ان کا شمار انصار کے اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں ہوتا ہے یہ قرآنی لقب سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۰۰ میں ہے' وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کی وجہ سے اَلْمُبَایِعَۃ قرار پائیں۔

(الطبقات، اُمّ سُلیمؓ)

اَلْمُجَاهِدَة (جہاد کرنے والی)

قرآنِ کریم نے جہاد کے شرکاء کو اَلْمُجَاهِدِیْن لقب دیا ہے (سورۃ النساء: ۹۵) تو جہاد کرنے والی خواتین کو اَلْمُجَاهِدَات کہا جاتا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، ماریہؓ) ۳ ہجری میں حضرت اُمّ سُلیم رضی

Marfat.com

اللہ عنہا اپنے شوہر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بڑے جوش اور جذبے کے ساتھ جنگِ احد میں شریک ہوئیں، احد کے شرکاء کے لیے اللہ نے اَلْمُؤْمِن لقب کا انتخاب فرمایا (دیکھیے: ال عمران آیت نمبر۲) اس طرح حضرت اُمّ سُلیمؓ اور حضرت عائشہؓ دونوں اَلْمُؤْمِنَة قرآنی لقب کی مستحق قرار پائیں، احد میں جب ایک اتفاقی غلطی سے مسلمانوں کی صفیں منتشر ہوگئیں تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ان چند صحابہ کرامؓ میں سے تھے جو آخر تک رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں سینہ سپر رہے۔ اس موقع پر حضرت اُمّ سُلیم رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ میدان جنگ میں مشک بھر بھر کر پانی لاتیں اور زخمیوں کو پانی پلاتیں تھیں۔

(حلیۃ الاولیاء اُمّ سُلیمؓ)

اواخر ۶ ہجرت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خیبر کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت اُمّ سُلیم رضی اللہ عنہا چند دوسری صحابیاتؓ کے ساتھ لشکر اسلام کے پیچھے روانہ ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضی کے لہجے میں پوچھا: کہ تم کس کے ساتھ اور کس کی اجازت سے آئی ہو؟ انہوں نے عرض کیا ''یارسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان، ہم اون کاتتی ہیں اور اس سے خدا کی راہ میں لڑنے والوں کے جانوروں کی رسیاں بنائیں گی، ہمارے ساتھ زخمیوں کے علاج کا سامان ہے۔ ہم لوگوں کو تیر اٹھا اٹھا کر دیں گی اور ستو گھول گھول کر پلائیں گی''، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا جواب سن کر انہیں میدان جنگ میں موجود رہنے کی اجازت دے دی۔ (حیاۃ الصحابہؓ ج ۲ ص ۲۲۴) حضرت اُمّ سلیم نے جہاد میں حصہ لیا اس لیے وہ اَلْغَازِيَات اور وہ اَلْمُجَاهِدَات لقب خواتین میں سے ہیں۔

اَلطَّاعِنَة بِالْخَنَاجِر (خنجروں سے حملہ آور ہونے والی)

غزوۂ حنین میں جس وقت گھمسان کا رن پڑ رہا تھا، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نہایت پامردی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں لڑ رہے تھے اور حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا ہاتھ میں خنجر لیے شمع نبوت پر قربان ہونے کے لیے کھڑی تھیں۔ لڑائی کا زور کم ہوا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ اُمّ سُلیم رضی اللہ عنہا خنجر ہاتھ میں لیے کھڑی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا سے پوچھا: خنجر کیا کرو گی؟ انہوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! کوئی مشرک قریب آیا، تو اس کا پیٹ چاک کردوں گی۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر متبسم ہو گئے (الثقات لابن حبان ج ۲ ص ۷) اس واقعہ کی وجہ سے ان کو اَلطَّاعِنَةُ بِالْخَنَاجِر کہا جاتا تھا۔ (حلیۃ الاولیاء اُمّ سُلیم رضی اللہ عنہا)

اَلْمُسْتَسْلِمَةُ (فرمان نبوی ﷺ پر سر تسلیم خم کرنے والی)

اسلام کے معنیٰ ہی یہ ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر گردن جھکا دی جائے۔ حضرت اُمّ سلیمؓ کے اس نظریہ پہ صرف ایک واقعہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ان کے خاوند حضرت ابوطلحہؓ سفر پر تھے کہ ان کے بیٹے ابوعمیرؓ نے جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ حضرت اُمّ سُلیم رضی اللہ عنہا نے خاموشی سے اس کی میت کو غسل دے کر کفنایا اور ایک طرف رکھ دیا۔ اپنے گھر والوں اور دوسرے لوگوں کو منع کر دیا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے آتے ہی ابوعمیر رضی اللہ عنہ کی موت کی المناک خبر نہ دیں۔ رات کو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر آئے۔ اُمّ سُلیم رضی اللہ عنہا نے انہیں کھانا کھلایا۔ جب وہ اطمینان سے بستر پر لیٹے تو ان سے مخاطب ہو کر کہا:

''اگر تم کو کوئی چیز مستعار دی جائے اور پھر واپس لے لی جائے تو کیا اس کا واپس لیا جانا تمہیں ناگوار گزرے گا؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہرگز نہیں۔ بولیں تمہارا لڑکا بھی اللہ کی امانت تھی جو اس نے واپس لے لی۔ تمہیں اب اس کی طرف سے صبر کرنا چاہیے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور ان سے کہا: ''تم نے پہلے کیوں نہ بتایا؟ بولیں: تاکہ تم اطمینان سے کھانا وغیرہ کھا لو (اس لیے نہیں خبر کی) صبح اٹھ کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ سُلیم رضی اللہ عنہا کے شیوہ صبر و رضا پر ان کی تحسین فرمائی اور دعا کی: اللہ تعالیٰ تمہیں اور اُمّ سُلیم کو ابوعمیر کا نعم البدل عطا فرمائے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور اُمّ سُلیم رضی اللہ عنہا کو ایک اور فرزند عطا کیا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ ان کی تربیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زیر سایہ ہوئی اور انہیں سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی نسل چلی۔ (حلیۃ الاولیاء الرّمیصاء اُمّ سُلیمؓ۔ جامع الاصول فیمن سَمّاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

وہ ہر حکم نبوی کے سامنے سر تسلیم خم کرتی تھیں جیسا کہ اس واقعہ سے کچھ معلومات ہوئیں اس بناء پر ان کا لقب اَلْمُسْتَسْلِمَةُ (حکم نبوی ﷺ پر سر جھکانے والی) قرار دیا گیا۔ (حلیۃ الاولیاء اُمّ سُلیم رضی اللہ عنہا)

Marfat.com

اَلْمُتَصَدِّقَةُ (صدقہ کرنے والی) اَلصَّادِقَةُ (دعوائے ایمان میں کھری) اَلْمُفْلِحَةُ (کامیاب وکامران)

تمام مومن عورتوں اور خصوصاً صحابیاتؓ کی مشترکہ قرآنی صفت اَلْمُتَصَدِّقَات (صدقہ کرنے والیاں) کی مصداق تھیں۔ ایک مرتبہ ایک شخص بحال پریشان سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طعام کا سوال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے پوچھ بھیجا کہ گھر میں کھانے کو کچھ ہے؟ سب طرف سے جواب آیا کہ آج فاقہ ہے۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھا اور فرمایا: کوئی ہے جو اس اللہ کے بندے کو اپنا مہمان بنائے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی ''یارسول اللہ! اس کو میں مہمان بناؤں گا۔'' یہ کہہ کر فوراً گھر آئے اور حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ''کھانے کے لیے کچھ ہے؟ انہوں نے کہا: بچوں کے لیے تھوڑا سا کھانا پکا ہے' اس کے سوا خدا کی قسم' گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہیں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: 'کوئی مضائقہ نہیں' بچوں کو بہلا کر سلا دو۔ وہ سو جائیں تو ہم ان کا کھانا مہمان کے آگے رکھ دیں گے۔ تم چراغ درست کرنے کے بہانے سے اٹھ کر اسے بجھا دینا اندھیرے میں مہمان کھانا کھالے گا اور ہم بھی یونہی منہ چلاتے رہیں گے۔

غرض اس طرح مہمان کو کھانا کھلا کر دونوں میاں بیوی اور بچوں نے رات فاقے سے گزار دی۔ صبح کو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی شان میں نازل ہونے والی یہ آیت حضور ﷺ کی زبان پر جاری تھی'

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (وہ لوگ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان پر تنگی ہی ہو)

پھر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا ''رات کو مہمان کے ساتھ تم لوگوں کا برتاؤ اللہ کو بہت پسند آیا۔''

(سورۃ الحشر: ۹' اسباب نزول القرآن للواحدی)

مذکورہ واقعہ میں حضرت اُمّ سلمہؓ نے مہمان رسول ﷺ کی خدمت کی' ان کے حق میں جو آیت اتری اس کے آخر میں ان کو اور دیگر مُتَصَدِّقِین اور مہمان نوازوں کو اَلْمُفْلِحُوْن

(کامیاب لوگ) لقب سے نوازا گیا اور اس سے پہلی آیت میں اس صفت ایمانی والوں کو اَلصَّادِقُوْنَ (دعوئے ایمان میں سچے اور کامیاب) قرار دیا۔

اَلرُّمَیْصَاء (چھوٹی آنکھوں والی، یہی معنی الغُمَیْصَا کا ہے

اَلْمُبَشَّرَة بِالْجَنَّة (جنت کی خوش خبری پانے والی)

رَمَصْ اور غمصْ چیپڑ آنکھوں کو بھی کہتے ہیں۔ اس بیماری میں آنکھیں چھوٹی لگتی ہیں اس لیے چھوٹی آنکھوں والی خواتین کو اَلرُّمَیْصَاء اور الغُمَیْصَاء کہا جاتا ہے۔

(تاج العروس، رَمَص)

ان کا یہ نام معروف ہو گیا۔ ایک دن نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جنت میں گیا، تو مجھے کچھ آہٹ معلوم ہوئی میں نے پوچھا: کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا: انسؓ کی والدہ غُمَیْصَاء بنتِ ملحان ہیں۔" (مسلم، من فضائل اُمّ سُلَیم رضی اللہ عنہا)

گویا رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمّ سُلَیم رضی اللہ عنہا کو خود جنت کی بشارت دی اور ان کے نام کی جگہ لقب استعمال فرمایا۔ جنت کی بشارت کی وجہ سے ان کا ایک لقب اَلْمُبَشَّرَةُ بِالْجَنَّة بھی ہے۔

Marfat.com

حضرت خَیْرَہ رضی اللہ عنہا بنت ابی حدرد اسلمی رضی اللہ عنہا

اپنی کنیت ام الدرداء الکبری رضی اللہ عنہا سے مشہور ہیں۔ جلیل القدر صحابی حضرت ابو حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ انصاری کی اہلیہ تھیں۔ ۲ ہجری میں (غزوہ بدر کے بعد) اپنے شوہر کے ساتھ اسلام قبول کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے مشرف ہوئیں۔

ذَاتُ الرَّأْیِ (اچھی رائے والی)

اہلِ سیر نے ان کی عقل و فراست، شغفِ عبادت، محاسنِ اخلاق، علم و فضل، تفقہ فی الدین اور اصابت رائے کی بڑی تعریف کی ہے۔

كَانَتْ مِنْ عُقَلَائِهِنَّ وَ ذَوَاتِ الرَّأْیِ. (الاصابہ خَیْرَہ رضی اللہ عنہا)

اَلْاَدَبُ الْمُفرد میں ہے کہ ایک تابعی شخص کی بیوی بیمار تھیں وہ حضرت اُمّ الدرداء رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ انہوں نے گھر کا حال پوچھا: تابعی نے کہا: کہ میری اہلیہ بیمار ہے۔

حضرت اُمّ الدرداء رضی اللہ عنہا نے انکو بٹھا کر کھانا کھلایا اور جب تک ان کی بیوی بیمار رہیں روزانہ ان کا حال پوچھتی اور کھانا کھلاتی رہیں۔ (الادب المفرد باب عیادۃ المریض)

مُحِبَّةُ الْمَسَاكِيْن (مسکینوں سے محبت کرنے والی)

قرآنِ کریم میں ہے: وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ (سورۃ الماعون: ۸) اور (خود تو مساکین کو کھانا کیا کھلاتا) دوسروں کو بھی ترغیب نہیں دیتا کہ وہ مسکینوں کو کھانا کھلایا کریں۔ جب یہ آیت اتری تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ام درداء رضی اللہ عنہا! اللہ نے ہمیں ایمان کی دولت دے کر نار جہنم سے آدھا بچالیا ہے اب یہ حکم ہے کہ ہم مساکین کو کھانا کھلایا کریں تاکہ بقیہ جہنم سے بھی بچ جائیں (فتح البیان سورۃ الماعون)

Marfat.com

اس آیت کا اثر تھا کہ حضرت اُمّ درداء مساکین کو کھانا کھلاتیں اور ان سے محبت رکھتی تھیں،
حضرت ابراہیم بن ابی غیلہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُمّ الدرداء رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ بیت المقدس میں مساکین کے ساتھ بیٹھی تھیں۔

(المورد العذب المعین ص ۲۴)

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے سامنے وفات پائی۔ یہ ۳۰ ہجری کا واقعہ ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی دوسری اہلیہ کی کنیت بھی ام الدرداء الصغریٰ ہجیمہ یا جہیمہ تھی لیکن وہ صحابیہؓ نہیں تھیں (تاج العروس، طب، اسد الغابہ)

Marfat.com

حضرت زینب بنت ابی معاویہ عبداللہ ثقفیہ رضی اللہ عنہا

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وِعاء العِلم اور فنا فی الرّسول تھے۔ ان کو مال کمانے کی فرصت نہ تھی اور بیوی مال دار تھیں اس لیے ان کے صدقہ سے متعلق باتیں صحابہؓ کی زبانوں پر رہتی تھیں۔

اَلْمُتَصَدِّقَة (صدقہ وخیرات کرنے والی) اَلْمُصَلِّيَة (نمازی خاتون)

ان کا شمار ان خوش قسمت قرآنی خواتین میں ہوتا ہے جن کو اللہ نے اَلْمُتَصَدِّقَات (صدقہ کرنے والیاں) لقب سے نواز ہے۔ (الاحزاب: ۳۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے واپس لوٹے اور عورتوں کے پاس آ کر ارشاد فرمایا:

اے عورتوں کی جماعت! میں تمہاری اکثریت کو جہنم میں دیکھتا ہوں، لہٰذا جہاں تک ہو سکے اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرو۔

اس مجلس کی حاضر عورتوں میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ بھی تھیں، وہ فوراً اپنے شوہر کے پاس گئیں اور انہیں سارا واقعہ سنایا اور اپنے زیورات سنبھالنے لگیں، انہیں دیکھ کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، ان زیورات کو کہاں لے کر جا رہی ہو؟ کہنے لگیں: میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت حاصل کرنے جا رہی ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اہلِ نار (جہنمیوں) کا شریک نہ ٹھہرائے، کہنے لگے! ان زیوارت کو میرے پاس لاؤ اور انہیں میرے اور میرے بیٹے پر صدقہ کرو (ہم بھی اس کے مستحق ہیں) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہنے لگی:

Marfat.com

تم نے اور تمہاری اولاد نے مجھے صدقہ و خیرات سے روک رکھا ہے‘ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو اگر (تمہارے اوپر خرچ کرنے میں) مجھے کچھ ثواب ملتا ہے تو فبہا ورنہ اللہ کے راستے میں (کسی اور جگہ) خیرات کروں گی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے :تمہیں کچھ ثواب نہ ملتا ہو یہ تو مجھے پسند نہیں ہے چنانچہ زینب رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہیں ان پر خرچ کرنا چاہیے‘ یقیناً تمہارے لیے اجروثواب ہے۔

مدینہ طیبہ میں ان کا یہ واقعہ معروف ہو گیا تھا اس وجہ سے صاحبِ حلیۃ کے نزدیک ان کا لقب اَلْمُصَدِّقَةُ اَلْمُصَلِّيَة ہے۔ (حلیۃ الاولیاء زَيْنَبُ ثَقَفِيَّةٌ)

ملاحظہ: سیر الصحابیاتؓ میں ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا دستکار تھیں اس لیے ان کے پاس پس انداز ہوتا تھا، جسے وہ صدقہ کرتی رہتی تھیں۔

رَائِطہ یا رَیْطہ

یہ حضرت زینبؓ بنت ابی معاویہ کا لقب ہے (سیر الصحابہؓ ذکر زینب بنت معاویہؓ)

رَائطہ اور رَیْطہ دونوں طرح استعمال ہوا ہے زوجہ بن مسعودؓ حضرت زینبؓ بنت ابی معاویہ کا لقب یا ان کے نام کی جگہ آتا ہے، لیکن رائطہ کسی عورت کے لیے استعمال نہیں ہوتا۔

(تاج العروس: رٰ یٰ طٰ)

رَیْطَةٌ کھلی اور بڑی چادر کو کہتے ہیں ممکن ہے حضرت زینبؓ کی کثرتِ سخاوت کو تعبیر کرنے کے لیے یہ لقب مساکین و غرباء مدینہ نے تجویز کر دیا ہو۔

Marfat.com

حضرت ام بُجَید رضی اللہ عنہا الانصاریۃ الحارثیہ

اوس کے خاندان عبدالاشہل سے تھیں اور حضرت یزید رضی اللہ عنہ بن سکن انصاری کی صاحبزادی تھیں۔ اصل نام حواء رضی اللہ عنہا تھا۔ مشہور صحابیہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید انصاریہ ان کی بہن تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔

حواء رضی اللہ عنہا بنت یزید رضی اللہ عنہا بن السکن بن رافع بن امراء القیس۔

اَلْمُؤْمِنَۃ (ایمان والی) اَلْمُبَایِعَہ (بیعت کرنے والی)

ہجرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شرفِ اسلام سے بہرہ ور ہوئیں۔ نہایت راسخ العقیدہ مسلمان تھیں۔ ان کو بیعت رضوان میں شریک ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اس لیے وہ اَلشَّجَرِیّۃ اور بیعت کی وجہ سے اَلْمُبَایِعَۃ لقب کی مصداق ہیں۔

اَلْحَبِیْبَۃُ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والی)

اَلْمُنْفِقَۃُ (خرچ کرنے والی)

(۱) ان کو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے محلے میں تشریف لاتے تو یہ ستو تیار رکھتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر پیش فرما دیتی تھیں۔ (الطَّبَقَاتُ الکُبْرٰی 'اُمّ بَجِیدٌ')

اس حب حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ان کو اَلْحَبِیْبَۃ لقب سے نوازا گیا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ۲/۲۷)

(۲) انہوں نے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا سائل دروازے پر آتا ہے تو اس بات سے بڑی ندامت ہوتی ہے کہ گھر میں کچھ دینے کے لیے نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ نہ کچھ دے دیا کرو اگرچہ بکری کا کھر ہی ہو۔ اِنْفَاق فِی سَبِیْلِ اللّٰہ کے اس بے پناہ جذبہ کی وجہ سے ان کا ایک لقب اَلْمُنْفِقَۃ ہے (حلیۃ الاولیاء ام بُجَیدؓ)

Marfat.com

قرآنِ کریم کی ۲۰ آیات میں یُنْفِقُوْنَ ۷ ۸ میں اَنْفَقُوْا اَنْفِقُوْا کے ذریعے ان خواتین اور مردوں کی تعریف وتوصیف کی گئی ہے جو اَلْمُنْفِقُوْنَ (راہِ خدا میں خرچ کرنے والے) ہیں۔

ان کا یہ شوق آیتِ قرآن سے تاثر کی بناء پر تھا۔ اللہ فرماتے ہیں:

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (والضحیٰ: ۷)

اور سوال کرنے والے کو نہ جھڑکیے!

انہوں نے آپ ﷺ سے سوال ہی اس لیے کیا کہ مسکین کو خیرات نہ دینے کی وجہ سے میں کہیں آیت قرآنی کے خلاف زندگی تو نہیں گذار رہی؟ ان کے سوال کے جواب میں بہت سی خواتین اور مردوں کا بھلا ہو گیا کہ کچھ نہ کچھ سائل کو دے دیا جائے تو اس کا حق ادا ہو جاتا ہے۔

(الصحیح المسبور من التفسیر سورۃ الضحیٰ)

Marfat.com

حضرت سَفَّانہ رضی اللہ عنہا بنت حاتم

عرب کے مشہور زمانہ سخی حاتم طائی کی بیٹی تھیں، نسب نامہ یہ ہے:

سَفَّانہ بنت حاتم بن عبداللہ بن سعد بن حشرج بن امرء القیس

اِمْرَاءَۃٌ جَلْدَۃٌ (مضبوط اعصاب والی)

۹ ہجری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قیادت میں بنو طے کی طرف بھیجا۔ قبیلہ کے سردار عدی نے اس لشکر کی آمد کی خبر سنی تو وہ اپنے اہل وعیال کو لے کر شام چلے گئے اور وہاں ایک بستی ''جوشیہ'' میں اقامت اختیار کر لی (اسد الغابہ، عدی بن حاتم)۔

اس وقت جو بھگدڑ مچی، اس میں عدیؓ کی بہن سَفَّانہ ان سے بچھڑ گئیں اور اسلامی لشکر کے ہاتھ اسیر ہو گئیں یہ لشکر مدینہ منورہ پہنچا اور قیدیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو سَفَّانہؓ جو ''بڑے مضبوط اعصاب والی'' تھیں اس نے آگے بڑھ کر عرض کیا: یارسول اللہ! میرے والد فوت ہو گئے، بھائی جو محافظ تھا وہ بھاگ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے امید کرم ہے۔

(الاصابۃ سَفَّانہؓ بنتِ حاتم)

وہ ابھی تک مسلمان نہ تھیں۔

ذَاتُ الْاَجْرَیْن (دوہرے اجر والی)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر سَفَّانہ کو فوراً چھوڑ دیا، لیکن وہ اپنی جگہ پر کھڑی رہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیوں اب کیا بات ہے؟ سَفَّانہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں جس باپ کی بیٹی ہوں اس کو یہ کبھی گوارا نہ تھا کہ قوم مصیبت میں مبتلا ہو اور وہ سکھ کی نیند سوئے، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر کرم فرمایا وہاں میرے

Marfat.com

ساتھیوں پر بھی رحم فرمایئے‘ اللہ آپ کو جزا دے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سَفَّانہ رضی اللہ عنہا کی درخواست سے بڑے متاثر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ سارے اسیران طے کو رہا کر دیا جائے۔

اس پر سَفَّانہ رضی اللہ عنہا کی زبان پر تشکر و امتنان کے الفاظ جاری ہو گئے۔ وہ اپنے بھائی سے ملی، انسے جا کر آمادہ اسلام کیا اور اس کو بھی خدمتِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں لا کر سعادت اندوز اسلام کر دیا۔ (الدر المنثور فی طبقات ربات الخدور ص ۲۴۷)

وہ مسیحیت سے اسلام کی طرف آئیں تھیں اس قسم کی خواتین کو ذَاتُ الْاَجْرَیْن کہا جاتا ہے ان کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کا ثواب اور (۲) اسلام کی آمد پر اسے قبول کرنے کا اجر ملتا ہے۔ سورۃ القصص آیت نمبر ۵۴ میں ان لوگوں کے ذو اَجْرَیْن لقب کا ذکر ہے جو عیسائیت سے اسلام میں آتے تھے۔

اَجْوَدُ نِسَاءِ الْعَرَب (عرب عورتوں میں سب سے سخی)

عرب کے معروف تاریخی سخی کی بیٹی تھیں‘ خاندانی اثر بھی تھا اور اسلام نے بھی ان کو دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی تیاری میں مصروف کر دیا تھا اس لیے ضعفاء و مساکین کے لیے اس طرح شجر سایہ دار رہیں کہ ان کو اَجْوَدُ نِسَاء الْعَرَب لقب دیا گیا۔ (الدر المنثور فی طبقات ربات الخدور)

اپنے والد کے نقش قدم پر چلنے کے باوصف ان کو اَلْکَرِیْمَۃُ بِنْتُ الْکَرِیْمُ لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ (المشاہر النساء المسلمات)

Marfat.com

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث بن طلحہ بن ابی طلحہ العبدریہ

ان کے والد حالتِ کفر میں بدر کی لڑائی میں مارے گئے' حضرت عبداللہ الخزاعی رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا ان کی بہن کا نام رملہ ہے۔ (الاصابہ صفیۃ بنت الحارث رضی اللہ عنہا)

اُمِّ طَلْحَۃُ الطَّلْحَات (طلحاؤں کے طلحہ رضی اللہ عنہ کی والدہ)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی خاص پہچان اور لقب یہی ہے جو تاریخ و سیر کی کتابوں میں ان کے نام کا حصہ ہے۔ (السیرۃ الحلبیۃ' تہذیب الکمال الاصابہ' ذکر صفیہ رضی اللہ عنہا)

اس لقب کی وجہ یہ لکھی ہے:

ان کو حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ الخزاعی کی ماں ہونے کا شرف حاصل ہے جن کو طَلْحَۃُ الطَّلْحَات لقب سے نوازا گیا اس لیے اُمِّ طَلْحَۃُ الطَّلْحَاتؓ معروف ہوئیں' ان کے بیٹے حضرت طلحہ بڑے عظیم صحابیؓ اور ان میں سے ہیں جو عرب میں چھ سخی گذرے ہیں۔

چھ طلحہ نامی اسخیاءِ عرب (نامور سخی)

وہ چھ سخی طلحہ یہ ہیں:

(۱) طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبیداللہ التیمی طَلْحَۃُ الفَیَّاض معروف تھے (۲) طلحہ بن عمر بن عبداللہ التیمی طَلْحَۃُ الجُوْد لقب رکھتے تھے (۳) طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن عوف' لقب طَلْحَۃُ النَّدی سے معروف ہوئے (۴) طلحہ رضی اللہ عنہ بن الحسن بن علی نے لقب طَلْحَۃُ الخَیْرِ پایا (۵) طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا لقب طَلْحَہ الدَّرَاہِم ہے (۶) اور چھٹے ہیں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبیداللہ بن خلف الخزاعی۔

(۲) ان کو طَلْحَۃُ الطَّلْحَات لقب اس لیے دیا گیا کہ یہ آخری صاحبِ سخاوت طلحہ تھے جن کے

Marfat.com

بعد کوئی شخص ایسا نہیں پیدا ہوا کہ جوان سے زیادہ سخی ہو اور اس کا نام بھی طلحہ ہو۔ گویا یہ صحابی رضی اللہ عنہ چھ معروف سخی طلحاؤں کے سلسلہ کی آخری کڑی ہیں ان کا نام حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ الخزاعی ہے۔ طَلْحَةُ الخَير لقب ہے وہ عَشْرَہ مُبَشَّرَة لقب والے صحابہؓ میں سے ہیں۔

(تاج العروس، طلحہ رضی اللہ عنہ)

ایک تیسری وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت اُمِّ طلحۃُ الطَّلحات کے تین طلحہ نامی عزیز تھے۔ اس لیے ان کو بلقب (ام طلحۃ الطلحات یاد کیا جاتا ہے، وہ طلحہ نامی دادا کی پوتی اور اسی نام کے پردادا کی پروتی تھیں اور ان کے بیٹے کا نام بھی طلحہ اور بھائی کا نام بھی یہی تھا گویا وہ اسی نام کے بھائی کی بہن اور اسی نام کے بیٹے کی ماں تھیں) اس لیے اُمِّ طَلْحَةُ الطَّلْحَات معروف ہو گئیں۔

(تاج العروس، طلحہ)

ملاحظہ قارئین! ابھی آپ کو اَلْمُتَصَدِّقَاتُ کا علم ہوا اب ذکر ہے خادمات اَهْلُ الْبَيْتِ کا۔ اس لیے کہ مالی صدقہ کے ساتھ جان کی خیرات بھی یاد رہنی چاہیے اس کی مثالیں بھی سامنے ہوں تو پتہ چلے بندگی کیا ہے؟

Marfat.com

باب نمبر 13

خادماتُ اَھلِ البیتِ، اَصحٰبُ الیمین

(اہل بیت کی خادمہ خواتین جن کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا)

اس باب میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے اہل بیت کرامؓ کی چند خادماؤں کا ذکر ہے، اس شرف عظیم کی وجہ سے وہ بھی قرآنی شخصیات میں شامل ہیں۔ خُدَّامِ رسول یا خدّام اہلِ بیت ان کے اس منصب سعید یعنی خدمتِ رسول کی بناء پر اللہ نے ان کو نار جہنم سے آزاد فرمایا اور ''اَصحَابُ الیَمِین'' قرآنی لقب سے نوازا ان کے لیے اللہ کا ارشاد ہوا کُلُّ نَفسٍ بِمَا کَسَبَت رَهِینَةٌ اِلَّا اَصحَابَ الیَمِینِ فِی جَنّٰتٍ یَتَسَاءَلُونَ ہر شخص اپنے کرتوت کی وجہ سے گروی رکھا ہوا ہے سوائے دائیں ہاتھ والوں کے کہ وہ جنتوں میں ہوں گے۔ (سورۃ المدثر، آیت نمبر ۳۹، ۳۸)

امام تفسیر الحاکم فرماتے ہیں: جن لوگوں کو اللہ نے اپنے کسی کام میں یا اپنے نبی ﷺ کے کسی کام میں لگا رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی جانوں کو جہنم میں گروی رکھنے سے بچا رکھا ہے اور یہ خُدَّام دین اللہ اور خُدَّام الرَّسُول اَصحٰبُ الیَمِین ہیں۔

(تفسیر القرطبی، آیت ہذا تفسیر الثعلبی الکشف والبیان)۔ ان کے چند اسماء گرامی یہ ہیں:

(۱) خَولَةُ خَادِمَةُ الرَّسُول: یہ لقب اور اس سے منسلک کار حیات ہی ان کا سرمایہ دین و دنیا ہے وہ اکثر اوقات خدمت نبویؐ میں حاضر رہتی تھیں ایک دن کتے کا بچہ بیت نبوی ﷺ میں داخل ہوا اور کسی تخت کے نیچے مر گیا، اس کی وجہ سے جبریل علیہ السلام کی آمد بند ہوئی، اس کو نکالا گیا تو

Marfat.com

درِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر جبریل علیہ السلام داخل ہوئے' اس واقعہ کے وقت حضرت خولہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تھیں۔

(اسد الغابہ خولہ خادمۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت رزینۃ خادمۃُ رسُولِ اللّٰہِ: یہ شاہی لقب ان کی مغفرت کے لیے کافی ہے (اسد الغابہ رزینہؓ)

☆ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خادمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

☆ حضرت ماریہ خادمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

☆ حضرت امۃ اللہ بنت رزینہ خادمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تینوں نام اسد الغابہ میں ہیں)

☆ حضرت اسماءؓ بنت یزید بھی خادمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم و عالمہ دین تھیں ان کا ذکر اس کتاب میں موجود ہے اب ان مخصوص خادمات اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ انیس جان کیجیے' جن کو اس لقب کے علاوہ دیگر ایمان افزاء خطابات سے بھی نوازا گیا اور کلامِ الٰہی میں ان کا تذکرہ مذکورہ آیت اور دیگر آیات میں ہوا۔

ملاحظہ: سیر کی عربی کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے والی خواتین کے لیے خادِمُ اور خادِمہ دونوں لقب لکھے گئے ہیں۔

Marfat.com

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

آپؓ ابوذوئب عبداللہ بن حارث کی بیٹی تھیں۔ روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا لقب حَکِیْمَۃُ الْقَوْمِ (خاندان میں سب سے زیادہ سمجھدار خاتون) تھا۔

(شرح الزرقانی' ذکر تزوج عبداللہ)

اسی لیے ضرورت تھی کہ نبی علیہ السلام کو جو خاتون دودھ پلائے وہ بھی حکیمہ' حلیمہ اور عاقلہ ہو اور دوسری ضرورت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ فصاحت و بلاغت کے ماحول میں موجود ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اللہ نے مجھ کو تمام عرب میں فصیح بنایا ہے' ایک تو ہمارا قبیلہ قریش فصاحت زبان میں بے مثل ہے' دوسرے میری پرورش قبیلہ بنی سعد میں ہوئی جو فصاحت و بلاغت میں مشہور و ممتاز ہے۔

اُمُّ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں)

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اسی قبیلہ سے تھیں حضرت حلیمہ سعدیہ جن کو ظِئْرُ النَّبِیِّ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ) کہا جاتا تھا (اکمال الکمال ۳/۸۰، الجواہر المضیئۃ حرف الحاء) ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُمِّــی (میری ماں) بھی کہا کرتے تھے۔ (صفوۃ الصفوۃ ج ص ۸)

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے رونق افروز عالم ہو کر سات دن تک اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ پیا۔ اس کے بعد حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے چند دن دودھ پلایا۔ اسی اثناء میں قبیلہ بنی سعد کی چند عورتیں بچے لینے مکہ آئیں' ان میں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے گئیں اور انہوں نے آپ کی خدمت کی۔ اس لیے ان کا لقب اُمُّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الرَّضَاعَۃ (رضاعی ماں) معروف ہو گیا۔

(اَلسِّیْرَۃُ الْحَلْبِیَۃ ذِکرِ رَضَاعِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رشتہ اُمُوِیَّت کا اس قدر لحاظ تھا کہ حضرت حلیمہؓ کی بہن

Marfat.com

سلمٰی بنت ابی ذویبؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے مَرْحَبًا یَا اُمِّی کہتے ہوئے اپنی چادر ان کے قدموں میں بچھادی۔(اسد الغابہ سلمٰی بنت ابی ذویب)

بعض روایات میں یہ واقعہ خود حضرت حلیمہؓ کا ہے۔

مُرْضِعَةُ الرَّسُوْل ﷺ (اللہ کے رسول ﷺ کو دودھ پلانے والی)

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی دیگر خدمات کے ساتھ دودھ پلانے کی سعادت سے بڑا حصہ حاصل کیا' اس لیے آپؓ کا ایک لقب

(۱) مرضعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (الاصابۃ الحارث بن عبد العزی)

(۲) ظِئْرُ النَّبِیّ (الکمال فی رفع الاتباب' باب الحلیمی)

اَلْعَوَاتِک اُمَّهَاتُ النَّبِیّ

حضرت حلیمہؓ کے علاوہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن خواتین نے دودھ پلایا اور آپ ﷺ کی دیگر خدمات کی سعادت حاصل کی' ان سب کو (مُرْضِعَةُ الرَّسُوْل اور ظِئْرُ النبی) القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

o حضرت ثویبہؓ ابولہب کی باندی نے چندایام دودھ پلایاo حضرت اُمّ فروہؓo خولہؓ بنت المنذر السعدیہ کے نام بھی آتے ہیں ان تینوں کے نام عاتکہ تھے،اس لیے ان کو العواتک بھی کہا جاتا ہے۔(السیرۃ الحلبیہ ذکر ارضاعہؐ) ان کو اُمَّهَاتُ النَّبِیّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بھی کہا جاتا ہے۔(الاستیعاب حلیمہ السعدیہؓ)

اور اپنی والدہؓ کے علاوہ آپ حضرت اُمّ ایمنؓ اور حضرت فاطمہ بنت اسد کو بھی اُمِّی بَعْدَ اُمِّی (میری ماں کے بعد ماں) کا اعزاز دیتے تھے (ان کا ذکر کتاب میں موجود ہے)۔

اوپر لکھا گیا کہ حضرت حلیمہؓ کی بہن (آپ ﷺ کی رضاعی خالہ) کا بھی آپ ﷺ بے حد احترام کرتے ان کو امی فرمایا کرتے تھے' خود حضرت حلیمہؓ کو کس قدر اعزازات سے نوازتے ہوں گے؟

واقعہ ذیل میں ایک جھلک ملاحظہ کیجیے! جب حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا سے شادی ہوچکی تو اس کے بعد ایک مرتبہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

Marfat.com

حاضر ہوئیں اور اپنے علاقے میں قحط سالی کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چالیس بکریاں اور سامان سے لدا ہوا ایک اونٹ عطا فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ اماں اور مُربیّہ ہونے کی نسبت سے ان کا ایک لقب ظِئرُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہے۔

(الاکمال باب الحلیمی والحکیمی)

حضرت حلیمہؓ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن میں خدمت کرنا، یتیمی میں ان کا خیال رکھنا اور اپنے بچوں سے بھی زیادہ عزیز رکھنا اللہ کے اس دعوے کی دلیل ہے جو اس نے اپنی کتاب میں فرمایا: اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی (سورۃ الضحیٰ)

''کیا آپ ﷺ کو یتیم نہ پایا تھا پھر آپ ﷺ کو ٹھکانا دیا''

حضرت حلیمہؓ کی گود کو اللہ نے آپ ﷺ کا ایسا ٹھکانا بنایا جس میں آپ ﷺ ماں کی شفقتوں کی خوشبو سونگھتے تھے۔

Marfat.com

حضرت شیماء رضی اللہ عنہا بنت حارث السّعدیہ

باپ کا نام حارث بن عبدالعزیٰ بن رفاعہ تھا۔ ماں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا سعدیہ تھیں، جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ بننے کا شرف حاصل ہوا۔

''سیرۃ حلبیہ'' میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خرد سال تھے اور حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی نگرانی میں پرورش پا رہے تھے، تو حضرت شیماء رضی اللہ عنہا ننھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں لے کر کھلایا کرتی تھیں، ان کی لوریاں کتابوں کی زینت ہیں، حضرت شیماءؓ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ان کے ہاتھوں میں جس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو بسی ہے وہ جوان ہیں، سردار ہیں اور مطاعِ ارض وسماء ہیں حضرت شیماء رضی اللہ عنہا غزوۂ حنین تک گمنامی کی حالت میں اپنے قبیلہ میں زندگی بسر کرتی رہیں۔ اس غزوہ میں شیماءؓ کے مشرک قبیلے نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کیا۔

اُختُ النّبیؐ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہن)

ان کے قبیلے والے جنگ کے نتیجے میں اپنے خاندان کے بہت سے جنگجوؤں کو گرفتار کروا بیٹھے، انہی قیدیوں میں شیماء رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائی گئیں تو عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اَنَا اُخْتُکَ مِنَ الرَّضَاعَۃِ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن ہوں۔ (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور شیما رضی اللہ عنہا دونوں نے بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا)

اس کے بعد انہوں نے عرض کی: اے محمد! ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ پر بچپن میں کاٹ لیا تھا اور وہ نشان بھی بتلایا کہ ان کی بات میں شک وشبہ کی گنجائش نہ رہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا عہدِ طفلی یاد کر کے آب دیدہ ہو گئے اور اپنی مبارک چادر زمین پہ بچھا کر شیماء رضی اللہ عنہا کو نہایت عزت سے بٹھایا، پھر ان سے فرمایا۔ بہن! اگر تم میرے پاس رہنا چاہو تو نہایت آرام سے

Marfat.com

رہو اور اگر اپنے قبیلہ میں واپس جانا چاہو تو تمہیں اختیار ہے۔"

(الاصابہ الشیماء بنت الحارث)

اسی مجلس میں انہوں نے اسلام قبول کیا وہ خود بھی اپنے آپ کو اُختُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتی تھی۔حضور کی رضاعی بہن ہونے کی وجہ سے ان کو اُخت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہا جاتا ہے۔

(الاستیعاب الشیماءؓ مشاہر النساء المسلمات)

مَاوٰی الیَتِیم (یتیم کی جائے پناہ)

حضرت شیماء رضی اللہ عنہا قبیلے میں واپس چلی گئیں لیکن عمر بھر وہ خُلقِ مُحَمَّدِی کو دل و دماغ سے جدا نہ کر سکیں۔ان کو یہ شرف ملا کہ ان کی گود سردارِ دو جہان کی آرام گاہ بن کر اللہ کے اس فرمان کا ایک حصہ بنی جس میں اس نے محبوب کو اس کا بچپن یاد دلایا: اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی۔(سورۃ الضحی)

"کیا اس (اللہ) نے تجھے یتیم نہیں پایا پھر تجھے ٹھکانہ دیا۔"

اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہتر پرورش کے لیے جن جن دلوں میں محبتیں ڈالیں ان میں حضرت حلیمہؓ، ان کی رضاعی بیٹی شیماءؓ اور حضرت فاطمہؓ بنت اسد کے نام آتے ہیں اس قسم کا شرف جسے مل جائے کہ کوئی یتیم اس کی گود میں پروان چڑھے اسے "مَاوٰی الیَتِیمِ" یتیم کی جائے پناہ) لقب سے یاد رکھا جاتا ہے۔

(تاج العروس ن ہ ش ل)

اسلامی نظریاتی ادباء نے اس لقب کی تخریج سورۃ الضحی کی اسی مذکورہ آیت نمبر ٦ سے اخذ کی ہے۔

Marfat.com

حضرت اُمّ اَیمن رضی اللہ عنہا بنت ثعلبہ

حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کا نام برکۃ تھا اور القاب اُمُّ الظِّبَاء، ذَاتُ الھِجرَتَین (دو ہجرتوں والی) خَادِمَۃُ النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتگار) مَوْلَاۃُ رَسُوْلِ اللّٰہ (اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ ہیں)

(تہذیب الکمال، اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا)

حَاضِنَۃُ النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی خدمت کرنے والی)

خَادِمَۃ رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم (اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گار)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی پرورش حضرت حلیمہؓ کے گھر میں ہوئی، جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے پاس چھوڑ گئیں تو کچھ عرصہ بعد حضرت آمنہؓ جناب عبدالمطلب ننھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے ہمراہ اپنے میکے مدینہ منورہ تشریف لے گئیں۔ گویا سرزمین مدینہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم سے پہلی مرتبہ اس وقت مشرف ہوئی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر صرف چھ برس تھی، مدینہ میں حضرت آمنہؓ خاندان ''بنی نجار'' کے ہاں مقیم ہوئیں، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا ننھیال تھا۔ انہوں نے یثرب میں کم وبیش ایک مہینہ قیام کیا اور پھر ننھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ مکہ معظمہ کو مراجعت کی۔

جب ابواء کے مقام پر (جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے) پہنچیں تو اچانک علیل ہوکر پیکِ اجل کو لبیک کہا۔ دشتِ غربت میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی اچانک موت سے جنابِ عبدالمطلب، ننھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کو

Marfat.com

انتہائی صدمہ ہوا۔لیکن اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے بڑے ضبط اور حوصلے سے کام لیا۔انہوں نے کمر ہمت باندھ کر عبدالمطلب کے ساتھ حضرت آمنہؓ کو عبدالمطلب کے ساتھ مل کر وہیں سپردِ خاک کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی شفقت کے ساتھ اپنے ہمراہ لے کر بادیدہ گریاں مکہ مکرمہ پہنچیں، جہاں جناب عبدالمطلب نے آمنہؓ کے دُرِّ یتیم کو اپنی کفالت میں لے لیا اور اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش اور پرداخت پر مامور کر دیا۔اس لیے ان کا ذی وقار لقب خَادِمَةُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ہے۔خدمت کا یہ فریضہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تک خوب سرانجام دیا۔(الاستیعاب' اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا)

بچپن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ بھی پلایا تھا اسی خدمتِ رضاعت (دودھ پلانے کی وجہ سے انہیں حَاضِنَةُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کہا جاتا ہے) (معرفۃ الصحابہ' اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا)

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بھی دودھ پلایا تھا اور ان دنوں ان کے بیٹے ایمن رضی اللہ عنہ بھی دودھ پیتے تھے اور دائیں طرف سے پیتے تھے اس لیے ان کا نام اَلْاَیْـــمَـــنُ رکھا گیا اور اَلْاَیْمَنُ نام مبارک کے معنیٰ میں بھی ہے اور یہ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی (دائیں طرف سے) دودھ پیا تھا۔انکی جگہ سے دودھ پینے والا بچہ مبارک ہو گیا۔

(المغرب فی ترتیب المعرف الیاء مع المیم)

مَوْلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰہِ (اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے آزاد کیا)

حضرت اُمّ ایمنؓ آپ کی خدمت کو سعادت سمجھتی تھیں اور جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جوان ہوئے تو اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا وِرَاثَةً (بطور کنیز) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں آئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی غلام نہ رکھا بلکہ آزاد کر دیا۔اس لیے ان کو مَوْلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰہِ لقب سے بھی پہچانا جانے لگا۔(مَعْرِفَةُ الصَّحَابَہؓ اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا)

اَلْمُبَشَّرَةُ بِالْجَنَّةِ (جنت کی خوشخبری پانے والی)

یہ لقب صرف ان عورتوں کو ملتا تھا جن کو رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم صراحت کے ساتھ جنت میں جانے کی خبر دے کر مسرور کر دیا کرتے تھے۔حضرت اُمّ ایمنؓ کے خاوند جب فوت ہو گئے،عدّت گذر گئی تو ان کے لیے وہ دن بڑا عظیم تھا جس دن صحابہؓ کے مجمع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

''اگر کوئی شخص جنت کی عورت سے عقد کرنا چاہے تو وہ اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا سے نکاح کرے۔'' (السیرۃ الحلبیۃ، باب وفاۃ والدہ صلی اللہ علیہ وسلم)

تمام مؤرخین نے اسی لیے ان کو اَلْمُبَشَّرَۃُ بِالْجَنَّۃِ لقب والی صحابیاتؓ میں شمار کیا ہے۔''

بحرکیف جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ اعلان ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب خاص حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ نے حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔

حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ اپنے جلیل القدر والد کی طرح انہیں بھی حِبُّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بننے کا شرف حاصل ہوا۔ (اسد الغابۃ، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما) یہ سارا گھرانہ ہی محبوب خدا کے محبوبوں کا تھا۔

ذَاتُ الْھِجْرَتَیْن (دو ہجرتوں والی)

اَلْمُھَاجِرَۃُ الْمَاشِیَۃُ (پیدل ہجرت کرنے والی)

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد جن خوش نصیبوں کو قبولِ اسلام میں تقدم کی سعادت نصیب ہوئی، حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا بھی ان میں شامل تھیں۔ سَابِقِیْنِ اَوَّلِیْن کی اس مقدس جماعت کو جن زہرہ گداز مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا یہ تاریخ کا ایک اندوہناک باب بھی ہے اور عزم و استقامت کی ایک ایمان افروز داستان بھی۔ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا اس داستان کا ایک کردار تھیں۔ کفار کی ایذا رسانیوں سے وہ بھی محفوظ نہ رہ سکیں۔

انھوں نے پہلے حبشہ کی طرف اور پھر حبشہ سے مدینہ کی طرف پیدل ہجرت کی اس لیے ان کو اَلْمُھَاجِرَۃُ الْمَاشِیَۃُ کہا جاتا ہے۔

(حلیۃ الاولیاء، اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا)

اور دو ہجرتوں کی سعادت نے ان کو ذَاتُ الْھِجْرَتَیْن لقب سے آشنا کر دیا۔

اَلْغَازِیَۃ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوے میں شریک)

غزوۂ احد (۳ ہجری) کے وقت اگرچہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کافی معمر تھیں لیکن ان کے دل نے گوارا نہ کیا کہ گھر میں بیٹھی رہیں چنانچہ وہ ان خواتین (حضرت اُمّ سُلیم بنت ملحان، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت حمنۃ بنت جحش رضی اللہ عنہا) میں شامل ہو گئیں جو مجاہدین کو پانی پلاتی تھیں اور مریضوں کی تیمارداری کرتی تھیں۔ احد کے بعد وہ غزوہ خیبر میں شریک ہوئیں

Marfat.com

اور یہی خدمت انجام دی۔ (تاریخ الخمیس 'السیرۃ النبویہ صلی اللہ علیہ وسلم مولیاتہٗ علیہ السلام ۸۸/۳)

ان غزوات کی شرکاء خواتین کو الغازیات لقب دیا گیا۔

(باب الغازیات حدیث کی کتاب ''مسلم'' کا باب)

اُمُّ النَّبِیِّ ﷺ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں)

اَهْلُ بَيْتِ النَّبِیِّ ﷺ (نبی ﷺ کے گھرانے کی اعزازی رکن)

حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے نہ صرف سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی گود کو منور کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد' والدہ' دادا اور دوسرے بزرگوں کی آنکھیں بھی دیکھی تھیں' اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بے حد تعظیم فرمایا کرتے تھے اور اکثر ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: میری والدہ کے بعد اُمّ ایمن میری ماں ہیں'' چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (۱) اُمِّیْ بَعْدُ اُمِّیْ (میری ماں کے بعد ماں) کہہ کر مخاطب فرمایا کرتے اور (۲) خاندانی نسبتوں کو برقرار رکھنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کرتے ''هٰذَا بَقِيَّةُ اَهْلِ بَيْتِیْ '' یہ میرے گھر والوں میں سے باقی ہیں۔ (سیرت ابن کثیر ذکر اماءہ)

اس طرح آپ نے ان کو اپنے اعزازی اہل بیت میں شامل فرما کر قرآنی لقب عنایت فرمایا۔ یہ لقب سورہ احزاب کی آیت نمبر ۳۳ میں ازواجؓ و بناتؓ نبی ﷺ کو ان الفاظ میں دیا گیا ہے۔

اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔

اس قرآنی لقب کا کسی کو مل جانا ایک بڑا اعزاز ہے حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک زندہ تھیں اور صحیح یہی ہے کہ انہی کے دور خلافت میں انہوں نے بڑی طویل عمر کے بعد وفات پائی۔ ان سے چند حدیثیں بھی مروی ہیں۔

(سیرت ابن کثیر، اماءہ، معرفۃ الصحابہ اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا)

نزولِ وحی سے عشق تھا آپ ﷺ کی وفات کے بعد رو رہی تھیں کسی نے ان سے اظہارِ افسوس کیا تو فرمایا: وفاتِ رسول ﷺ کا مجھے علم تھا کہ آپ ﷺ نے بھی چلے ہی جانا (کسی نے بھی یہاں نہیں رہنا) افسوس تو یہ ہے کہ اب وحی کا سلسلہ بند ہو گیا۔

(معرفۃ الصحابہ اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا)

Marfat.com

حضرت شفاء رضی اللہ عنہا بنت عوف الزُّھرِیَّہ

بنو زہرہ سے تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے شفاء رضی اللہ عنہا بنت عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ۔

یہ خاتون بھی حضرت شیماءؓ و حلیمہؓ کی طرح خوش قسمت ہیں کہ ان کے دل میں بھی آمنہ کے دریتیم کی وہ محبت ڈالی گئی جس کا احسان اللہ نے یوں جتلایا: اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی (سورۃ وَالضُّحٰی) کیا اس نے تجھے یتیم نہ بنایا پھر ٹھکانہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت چند دوسری خواتین کے علاوہ وہ بھی حضرت آمنہ کے پاس موجود تھیں۔ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ کی خدمت انجام دینے کا عظیم شرف حاصل ہوا۔ اس طرح ایک یتیم پر اولین نظر شفقت انہوں نے ڈالی جوان پر اللہ کا انعام ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، باب فی طبہ صلی اللہ علیہ وسلم)

اَلسَّابِقَةُ الْاُوْلٰی' الْمُھَاجِرَة

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت آسیہ نے گود لیا اور پھر اللہ نے ان کو یہ شرف بخشا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہی ایمان لائیں۔ یہی معاملہ حضرت شفاءؓ کے ساتھ ہوا کہ وہ اپنے ہاتھوں میں کھیلنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا نے بعد بعثت کے ابتدائی تین سالوں میں کسی وقت اسلام قبول کیا اس طرح وہ سَابِقِیْنِ اَوَّلِیْن قرآنی لقب رکھنے والی مقدس جماعت میں بھی امتیازی درجہ رکھتی ہیں۔

تمام اہل سیر نے اَلْمُھَاجِرَة لقب سے اتفاق کیا ہے۔ انہوں نے اپنی بہن عاتکہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اس لیے وہ اَلْمُبَایِعَة ہو کر سورۃ الممتحنہ کی آیت

Marfat.com

نمبر ۱۳ کی مصداق ہیں۔ (الاصابہ، الاستیعاب الشفاء بنت عوف رضی اللہ عنہا)

اَلْعُنُقَاء (نادر شخصیت) صَاحِبَۃُ السُّنَّۃِ الْعِتَاقَۃِ

ان کو ملنے والی سعادتوں کی طرف دیکھا جائے تو وہ واقعی ایک اَلْعُنُقَاء (نادر شخصیت) ہیں۔ ممکن کسی اور خوبی کی وجہ سے ان کو یہ لقب ملا۔ (الاصابہ، الشفاءؓ)

دوسرے لقب میں بھی وہ منفرد تھیں وہ جب فوت ہو گئیں تو ان کے بیٹے حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ ان کی والدہ کی طرف سے ان کے ثواب کے لیے غلام آزاد کر دیا جائے؟

آپ ﷺ نے اجازت دے دی، اسلام میں یہ پہلا واقعہ تھا۔ اس لیے حضرت شفاء کو صَاحِبَۃَ السُّنَّۃِ الْعِتَاقَۃِ کہا جاتا ہے کہ ان کی طرف سے غلام آزاد کیا گیا۔

(الاصابہ، الشفاء رضی اللہ عنہا)

Marfat.com

حضرت اُمِّ معبدؓ خزاعیہ رضی اللہ عنہا

بعثت نبوی کے تیرہویں سال تک اُمّ معبدؓ کو خلق خدا کی خدمت کرتے سالہا سال گزر چکے تھے اور وہ جوانی کی منزلوں سے گزر کر پختہ عمر کو پہنچ چکی تھی۔ اس وقت رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے صحرانشینوں میں ''صاحبِ قریش'' کے لقب سے مشہور تھے۔ تمیم اور حضرت اُمّ معبدؓ کے کانوں میں بھی ''صاحبِ قریش'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی بھنک پڑ چکی تھی تاہم وہ زندگی کی ڈگر پر اپنے معمول کے مطابق چلتے رہے۔ اور وقتاً فوقتاً ان کے کانوں میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبریں مسافروں کے ذریعے پڑتی رہیں۔

اُمّ معبدؓ ہر آنے والے مسافر کے کھانے پانی کا خیال رکھتی اور اسے اللہ کی خوشی کا ذریعہ سمجھتی تھی، اس کی قسمت کا ستارہ (بلند تر ہو گیا جب ربیع الاول ۱۳ بعثت میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارض مکہ کو الوداع کہا اور تین راتیں غارِ ثور میں گزار کر عازمِ مدینہ ہوئے۔ اُس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرہ آپ کے ہم رکاب تھے۔ راستے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ان کے خیمے کے پاس سے ہوا۔ (معجم الصحابہ للبغوی ج ص ۳۸)

صَاحِبَةُ مَنْزِلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم (اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبان)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا (ذَاتُ النِّطَاقَیْن) بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ روزانہ غار تک کھانا پہنچانے کا انتظام کرتی تھی' انھوں نے غار سے روانگی کے وقت جو کھانا ساتھ کیا تھا وہ ختم ہو چکا تھا اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو بھوک اور پیاس محسوس ہو رہی تھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُمّ معبدؓ کی شہرت سن رکھی تھی اور انہیں یقین تھا کہ اس کی قیام گاہ پر کھانے پینے کا کچھ انتظام ہو جائے گا چنانچہ یہ مقدس قافلہ حضرت اُمّ معبدؓ کے خیمے پر جا کر

Marfat.com

رکا۔ وہ اس وقت اپنے خیمہ کے آگے صحن میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے اس قافلے کا خوشدلی سے استقبال کیا اور بیٹھنے کی جگہ مہیا کی۔ میز بانی رسول ﷺ کی وجہ سے وہ لقب ملا جو میز بان رسول ﷺ حضرت ابوایوبؓ کو ملا تھا۔ (اسد الغابہ، ناجیۃ بن کعبؓ) اس لیے حضرت اُمّ معبد کو صَاحِبَۃ مَنْزِلِ رَسُوْلِ اللّٰہ لقب ملا۔

اِمْرَاءَ ۃ جَلْدَۃٌ (مضبوط اعصاب والی عورت)

حضور سید موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ معبدؓ سے فرمایا: دودھ، گوشت، کھجوریں، کھانے کی کوئی چیز بھی تمہارے پاس ہو تو ہمیں دے دو، ہم اس کی قیمت ادا کریں گے۔

اُمّ معبدؓ نے بصد حسرت جواب دیا: ''خدا کی قسم اس وقت کوئی چیز ہمارے گھر میں آپ کو پیش کرنے کے لیے موجود نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو فوراً حاضر کر دیتی'، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے خیمے میں جو مریل بکری ہے اور ریوڑ کے ساتھ بھی نہ جا سکی' یہ ہی سامنے لے آؤ! اُمّ معبدؓ اب وہ بکری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائی گئی۔ تمام مؤرخین نے حضرت اُمّ معبدؓ کا ایک لقب اِمْرَاءَۃً جَلْدَۃٌ (یعنی مضبوط اعصاب والی عورت) لکھا ہے کہ لق و دق صحراء میں اسے کسی کا خوف نہ تھا اور وہ اجنبیوں سے محو گفتگو تھی۔ (الوافی بالوفیات' اُمّ معبدؓ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس بکری کے پاؤں باندھے اور پھر اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر دعا کی: الٰہی اس عورت کی بکریوں میں برکت دے۔

اس کے بعد چشم فلک نے ایک تحیرّ خیز نظارہ دیکھا۔ سید المرسلین فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر جونہی بکری کے تھنوں کو چھوا' تھن فی الفور دودھ سے بھر گئے اور بکری ٹانگیں پھیلا کر کھڑی ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑا برتن منگا کر دودھ دوہنا شروع کر دیا' یہ برتن جلد ہی لبالب بھر گیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے یہ دودھ اُمّ معبد رضی اللہ عنہا کو پلایا' اس نے خوب سیر ہو کر پیا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ دودھ دوہنا شروع کیا یہاں تک کہ برتن لبالب بھر گیا یہ دودھ آپ ﷺ نے اُمّ معبدؓ کے لیے چھوڑ دیا۔

(سیرۃ ابن کثیر' الاستیعاب' اُمّ معبدؓ)

Marfat.com

صَاحِبَةُ الْخَیْمَتَیْن (دوخیموں والی)

اس خیمہ کی مناسبت اور اس میں رسول ﷺ کی مہمان نوازی کی برکت کی نسبت سے حضرت اُمّ معبدؓ کو صَاحِبَةُ الْخَیْمَة اور دوخیموں کی وجہ سے صَاحِبَةُ الْخَیْمَتَیْن (دوخیموں والی) اس لیے کہا جاتا ہے کہ ایک خیمہ صرف مہمانوں کے لیے وقف تھا حضور ﷺ اس میں جلوہ افروز ہوئے تھے۔

(الاصابۃ' معرفۃ الصحابہ' اُمّ معبدؓ)

وَصَّافَةُ حِلْیَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (رسول ﷺ کی مدحت سراء)

جس طرح اردو ادب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ثناء گو نعت گو یا نعت خواں کہا جاتا ہے اسی طرح عربی ادب میں ''وَصَّاف'' لقب اس شخص کو دیا جاتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح بیان کرے۔ (تاج العروس' وَص' ف)

حضرت ھند بن ابی ھالہ رضی اللہ عنہ کو بھی یہ لقب اسی وجہ سے دیا گیا کہ وہ نبی محترمؐ کے حلیہ مبارک کو بڑے احسن پیرائے میں بیان کرتے تھے۔ (تھذیب الکمال' ہندؓ بن ابی ھالہ)

یہی لقب حضرت اُمّ معبدؓ کا ہے اس لیے کہ انہوں نے اوصاف رسول ﷺ کو اس انداز سے بیان کیا حدیث وسیر کی تمام معتبر کتب میں ان کا وہ بیان موجود ہے جس میں انہوں نے حلیہ رسول ﷺ کو اس وقت بیان کیا جب ان کا خاوند بکریاں چرا کر شام واپس آیا تو اس نے آنے والے مہمان کے متعلق سوالات کیے۔

اُمّ معبد رضی اللہ عنہا نے بے ساختہ سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اوصاف مبارک بیان کیے تاریخ نے اسے اپنے صفحات میں محفوظ کرلیا ہے اس لیے ان کو وَصَّافَةُ رَسُوْلِ اللّٰہِ لقب سے مزین قرار دیا گیا کہ جب بھی ان سے آپ ﷺ کے حلیہ کے بارے میں سوال ہوتا تو اُمّ معبدؓ کہتیں محمد ﷺ پاکیزہ صورت' حسین وجمیل' روشن چہرہ والے آپ ﷺ کا بدن فربہ ہے نہ نحیف ہے بلکہ آپ ﷺ متناسب الاعضاء ہیں، خوبصورت آنکھیں' بال گھنے' سیدھی گردن' آنکھ کی پتلیاں روشن سرگین چشم' باریک وپیوستہ ابرو' سیاہ گھنگریالے بال' خاموش ہوتے ہیں تو نہایت باوقار معلوم ہوتے ہیں، تکلم دل نشین دور سے دیکھنے میں نہایت سجیلے اور دل ربا' قریب سے نہایت

Marfat.com

شیریں وخوبرو، شیریں کلام واضح الفاظ، کلام الفاظ کی کمی بیشی سے پاک، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی (یعنی مسلسل مربوط اور برمحل) میانہ قد کہ کوتاہی سے حقیر نظر نہیں آتے، نہ طویل کہ آنکھ وحشت زدہ ہو، پیارا منظر، عالی قدر، رفقاء ایسے کہ ہر وقت گرد و پیش رہتے ہیں، جب وہ کچھ کہتے ہیں تو بڑی توجہ سے سنتے ہیں اور جب وہ حکم دیتے ہیں تو تعمیل کے لیے لپکتے ہیں۔ مخدوم، مطاع، مالوف، نہ ادھوری بات کرنے والے اور نہ ضرورت سے زیادہ بولنے والے۔

(الاستیعاب، اُمّ معبد رضی اللہ عنہا)

سَابِقَۃُ الْاِسْلَام (قبولِ اسلام میں پہل کرنے والی)

حضرت اُمّ معبدؓ ہجرت کی تکمیل سے پہلے ہی ایمان لے آئیں تھیں۔ وہ اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن قرآنی لقب والی خواتین میں سے ہیں اسی لیے کہ جب پہلے پہل ان کی نظر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے رخِ انور پر پڑی تو ان کے دل نے گواہی دی کہ یہ وہی صاحبِ قریش ہیں جو توحید کے داعی اور نیکی و دیانت کے سرچشمہ ہیں۔ بکری کے دودھ کا واقعہ دیکھا تو انہیں قطعی یقین ہوگیا کہ مہمان عزیز اللہ کے سچے رسول ہیں۔ چنانچہ وہ اسی وقت صدقِ دل سے مسلمان ہوگئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعائے خیر و برکت فرمائی۔

دوسری روایت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لے جانے کے بعد ابو معبد رضی اللہ عنہ اور اُمّ معبدؓ دونوں میاں بیوی ہجرت کر کے مدینہ پہنچے اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سعادت ایمانی سے بہرہ مند ہوئے۔

اس لیے ان کو سَابِقَۃُ الْاِسْلَام اور اَلْمُھَاجِرَۃُ قرآنی القاب سے نوازا گیا۔

(السیرۃ الحلبیۃ باب الھجرۃ الی المدینۃ)

اَلْعَفِیْفَۃُ (پاکیزہ عادات والی) اَلْعَاقِلَۃُ (سمجھدار)

جب مشرکینِ مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتے کرتے اُمّ معبدؓ کے پاس پہنچے تو اس وقت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے دور جا چکے تھے، مشرکین نے پوچھا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم نامی شخص اس حلیہ میں تمہارے پاس آئے تھے؟ فرمایا: ہاں! ایک جوان یہاں اتنی دیر ٹھہرا تھا جتنی دیر میں اونٹنی کا دودھ دوہا جاتا ہے۔

(سیرت ابن کثیر قصہ اُمّ معبدؓ)

Marfat.com

حضرت اُمّ معبدؓ قریش کے سوال پر سارا معاملہ سمجھ گئیں اور جھوٹ بولے بغیر راز کو فاش ہونے سے بچالیا ان کی اس سمجھداری کی وجہ سے اَلْعَاقِلَة اور صحرا میں پاکدامنی والی زندگی کی وجہ سے اَلْعَفِیْفَة لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

(سبل الہدیٰ باب فی ہجرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

خنساء رضی اللہ عنہا زوجہ حذیفہ بن الیمان

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سیاہ رنگ اَلسَّوْدَاء لقب باندی تھیں، اسلام قبول کر کے اللہ کی بندگی کرنا شروع کی اور درجہ کمال تک پہنچی اور مدینہ کی اَلْمُتَعَبِّدَات میں شمار ہوئیں۔

(حلیۃ الاولیاء، خنساءؓ)

اَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ (صاحبہ ایمان باندی)

ایک دن حضرت حذیفہؓ نے کہا: اے خنسا! تیری سیاہی کے تذکرے آسمانوں میں ہو رہے ہیں، اللہ فرماتے ہیں وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ (البقرۃ ۲۲۱) اور صاحبہ ایمان باندی مشرک (حسین) عورت سے اچھی ہے ایک روایت میں ہے کہ اَلْمُؤْمِنَةُ قرآنی لقب حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی سیاہ رنگ باندی کا ہے اسنے یہ اعزاز اس وقت ملا جب حضرت عبداللہؓ نے اسے تھپڑ مارا، نبی علیہ السلام نے سوال فرمایا: تمہاری باندی کون ہے؟ عرض کی: نماز پڑھتی ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سچا ہونے کی گواہی دیتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: هِيَ مُؤْمِنَةٌ وہ تو ایمان والی ہے عرض کی: واللہ! میں اسے آزاد کرتا ہوں اور بیوی بناتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اس فعل پہ خوش ہوئے۔ لوگوں کو پتہ چلا کہ عبداللہ بن رواحہؓ جیسے معزز شخص نے ایک باندی کو بیوی کا درجہ دے دیا ہے تو باتیں کرنے لگے۔ ادھر اللہ نے سات آسمانوں سے اس اَلْمُؤْمِنَةُ قرآنی لقب والی خاتون کی طرف سے جواب دیا وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ (البقرۃ ۲۲) مومنہ باندی اور آزاد عورت مشرکہ عورت سے اچھی ہے جو تمہیں پسند ہے۔

(تفسیر اللُّبَاب لابن عادل، الخازن القرطبی)

Marfat.com

ایک آیت کے جب کئی شانِ نزول ہوں تو وہ سب ہی ممکن ہو سکتے ہیں، بشرطیکہ کوئی تضاد نہ ہوتا ہو۔

اس لیے اس آیت میں اَلْمُؤْمِنَۃُ لقب حضرت خنساء زوجہ حذیفہ رضی اللہ عنہا کا بھی ہے اور سوداء باندی کا بھی ہو سکتا ہے اور ہر وہ صاحبہ ایمان اسے اپنا لقب بنا سکتی ہے جو شہادت دے کہ اللہ ایک ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں پھر وہ اچھا وضو کرے نماز پڑھے اور اپنے فرائض منصبی کو ادا کرے اس قسم کی خواتین کو ذَاتُ الْاَجْرَیْن (دوہرے اجر والی) لقب سے نوازا جاتا ہے۔

(اسد الغابہ، عبداللہ بن مسلم)

Marfat.com

حضرت اُمِّ سیف انصاریہ رضی اللہ عنہا

نام معلوم نہیں اپنی کنیت ہی سے مشہور ہیں

اَمْرَاءَةُ قَیْنٍ (لوہار کی بیوی)

اکثر مورخین نے ان کا یہ لقب نام کی جگہ استعمال کیا ہے کہ ان کے شوہر لوہے کا کام کرتے تھے۔ (اسد الغابہ، ابراہیمؓ بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ان کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی اَنّا تھیں حضرت ابراہیم ۸ ہجری میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے تو انصارؓ کی تمام خواتین نے خواہش کی کہ ابراہیمؓ کو دودھ پلانے کی خدمت انہیں تفویض کی جائے، لیکن یہ خدمت ایک غریب گھر کو ملی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس خدمت کے لیے حضرت اُمّ سیف رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے، بچے کو انّا کے ہاتھ سے گود میں لیتے، اسے پیار کرتے، پھر مدینہ کو واپس ہوتے۔ حضرت ام سیف رضی اللہ عنہا کے شوہر لوہار تھے اس لیے ان کا گھر دھوئیں سے بھرا رہتا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نظافتِ طبع کے باوجود یہ دھواں گوارا فرماتے۔

(الوافی بالوفیات، ج ۲۷ ص ۵، الاستیعاب ابراہیم بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ظِئْرُ اِبْرَاھِیْم (حضرت ابراہیمؓ بن محمد علیہ السلام کی خدمت گار)

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سیف رضی اللہ عنہا کے گھر ہی وفات پائی وہ کیونکہ بچے کی خدمت کرتی تھیں اس لیے ان کو ظِئْرُ ابنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (رسول اللہ کے بیٹے کی ابتدائی خدمت گار) یا ظِئْرُ اِبْرَاھِیْم بن النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لقب کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ (اسد الغابہ، ابو سیف القین)

Marfat.com

حضرت اُمّ بُردہ خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا

ان کا نکاح حضرت براء رضی اللہ عنہ بن اوس انصاری سے ہوا۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دودھ پلایا۔ اس کے عوض حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک نخلستان کا قطعہ مرحمت فرمایا۔ (اسد الغابہ ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دودھ پلانے کی سعادت حضرت ام سیفؓ کو نصیب ہوئی۔ (مسلم باب رحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم)

اس لیے ان کو ظِئرُ اِبرَاھِیم لقب دیا گیا۔ (اسد الغابہ ابو سیف القین)

ظِئرُ اِبرَاھِیم (حضرت ابراہیمؑ کو دودھ پلانے والی)

امام زرقانی فرماتے ہیں ظِئرُ اِبرَاھِیم (حضرت ابراہیمؑ کو دودھ پلانے والی) دو ہیں کہ پہلے اُمّ بُردہ رضی اللہ عنہا نے اور پھر حضرت اُمّ سیف رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا۔

(شرح الزرقانی فی ذکر اولادہ)

اس لیے حضرت اُمّ بُردہ رضی اللہ عنہا بھی ظِئرُ اِبرَاھِیم لقب سے ملقب ہیں۔

Marfat.com

حضرت فضّہ رضی اللہ عنہا جاریہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

حضرت فضّہ رضی اللہ عنہا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا بتول کی کنیز تھیں۔ وہ سیدۃ النساء کی حیات پاک کے کس دور میں ان کی خدمت میں آئی؟ اہل سیر نے اس کی تصریح نہیں کی۔ (الاصابۃ، فضۃ النوبیۃ)

بہر صورت مختلف روایات سے ثابت ہے کہ وہ زندگی کے آخری سانس تک خاندان نبوت سے وابستہ رہیں۔ ان کے شرفِ صحابیت پر سب اہل سیر کا اتفاق ہے

ان کا اصل نام میمونہ تھا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضّہ رکھا۔

فِضَّۃُ النَّوبِیَۃُ (فضّہ نوبیہ) جَارِیَۃُ فَاطِمَۃ (حضرت فاطمہ الزہرہؓ کی خادمہ)

وہ نوب کی رہنے والی تھی "نَـوبُ"، صنعاء یمن کی بستی کا نام ہے۔ یہ وہاں کی تھیں اس لیے ان کا نام فِضَّۃُ النَّوبیہ ہے، ان کا اصل سرمایہ دوسرا لقب ہے کہ وہ خادمہ اہل بیت تھیں، حضرت فضّہ رضی اللہ عنہا نہ صرف گھر کے کام کاج میں حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا ہاتھ بٹاتی تھیں بلکہ ان کے ہر دکھ سکھ میں شریک رہتی تھیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سیدۃ النساء کی خدمت میں رہنے کی بدولت ان کا پایہ علم و فضل بھی بہت بلند ہو گیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کو دعاء کا سلیقہ سکھایا۔ (الاصابہ ۸/۲۸)

ذَاتُ الْاَجْرَیْن (دوہرے اجر والی)

نبی رحمت علیہ السلام نے فرمایا: جو غلام (یا باندی) اپنے معبود برحق کی بندگی بھی مکمل کرے اور اپنے آقا کی خدمت میں بھی کوتاہی نہ کرے اسے دو اجر ملتے ہیں (بخاری باب تَعْلِیم الرجُل اَمَتَہٗ) حضرت فضّہ بھی اس حدیث کی حقیقی مصداق بن کر ذَاتُ الْاَجْرَیْن ہیں اس لیے وہ اس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم خاندان (اہل بیت) کے مشکل حالات میں شریک رہتی تھیں، جب حسنین

Marfat.com

کریمینؓ بیمار ہوئے اور اہل خانہ نے صحت یابی پر روزہ رکھنے کی منت مانی تو حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ حضرت فضہ رضی اللہ عنہا نے بھی روزہ رکھا تھا۔ نذر پورا کرنے پر اللہ نے ان کی شان میں قرآن اتارا۔

یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا (سورۃ الدھر آیت نمبر ۷)

''یہ وہ لوگ ہیں جو (نذر) منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کے اثرات ہر طرف پھیلے ہوئے ہوں گے۔''

نذر کا یہ روزہ رکھا ہوا تھا' افطار کے لیے بیٹھے اور فقیر نے سوال کر دیا اور انہوں نے سب کھانا اٹھا کر فقیر کو دیا اور خود بھوکے رہ گئے تھے تو اسی سورہ کی آٹھویں اور نویں آیت اتری

(اسد الغابہ فضہ جاریہ فاطمہؓ الدر المنثور فی طبقات ربات الخذور، ج ۲ ص ۷۰) بقیہ واقعہ حضرت فاطمہؓ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ القاب میں پڑھا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

حضرت اُمّ فروہ رضی اللہ عنہا تمیمہ

قریش کے خاندان بنو تمیم سے تھیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھیں، حضرت ابو قحافہؓ ان کے والد تھے۔ ان کے خاوند کا نام حضرت اشعثؓ بن قیس کندی ہے۔ نسب نامہ یہ ہے۔ ہند بنت نفیل ابن بجیر بن عبد بن قصی۔

اہل سیر نے ان کے قبولِ اسلام کا زمانہ نہیں لکھا لیکن ان کے شرفِ ایمان و صحابیت پر سب کا اتفاق ہے۔

اَلْمُبَایِعَۃُ (بیعت کرنے والی)

قرآنِ کریم میں ہے:

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَاءَ کَ الْمُؤْمِنَاتُ یُبَایِعْنَکَ (الممتحنہ: ۲)

اس آیت میں اس بیعت کا ذکر ہے جو عورتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ علامہ ابن البر لکھتے ہیں: کہ حضرت اُمّ فروہ رضی اللہ عنہا اَلْمُبَایِعَات (بیعت کرنے والی) لقب والی عظیم خواتین میں سے ہیں۔

غالباً وہ اپنا بیعت کا واقعہ ہی بیان کرتی ہیں کہ (اس بیعت مین) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کو اول وقت ادا کرنا۔

(الاستیعاب، اُمّ فروہؓ)

ظِئْرُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ)

اس لقب سے مزین صحابیہ رضی اللہ عنہا بھی اُمّ فروہ رضی اللہ عنہا (زوجہ ابوفروہ رضی اللہ

Marfat.com

عنہ) ہیں۔ ان کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اماں جی!) جب بستر پہ (سونے کے لیے) جاؤ تو قُلْ یَاۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھ لیا کرو! شرک سے بچی رہو گی۔ (اسد الغابہ ام فروہ ظئر النبیؐ)

صَاحِبِ الْاَصَابَة تحریر کرتے ہیں کہ اگر اُمّ فَرْوہ رضی اللہ عنہا کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضعیہ کے طور پر نہ بھی ہو تو بھی اُمّ فَروہ کو ہم ظِئْرُ النَّبِی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لقب اس وجہ سے دیں گے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ طفلی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف خدمات انجام دیتی تھیں۔ (الاصابہ اُمّ فَرِوہؓ)

Marfat.com

حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا مولاۃ وخادمۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیز تھیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے انکا نکاح کردیا تھا۔انہوں نے استقلال سے حضور کی خدمت کی اور لوگوں میں خادمۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب سے مشہور ہوگئیں۔(اسد الغابہ،سلمٰی رضی اللہ عنہا)

قَابِلَةُ اِبْرَاهِيمُ رضی اللہ عنہ (حضرت ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ)

قَابِلَةُ بنی فاطمہؓ (خاندان حضرت فاطمہؓ کی دایہ)

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراھیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو دایہ گیری کی خدمت حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا ہی نے انجام دی۔ان کے شوہر حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابراہیمؓ کی ولادت کا مژدہ سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے صلہ میں ان کو ایک غلام عطا فرمایا۔(زاد المعاد، فی اعمامہ) اس لیے ان کو قَابِلَةُ اِبْرَاهِيمِ بِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم لقب ملا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت پر ان کو یہ خدمت ملی اس لیے قابلۃ بنی فاطمہ رضی اللہ عنہ (حسنین رضی اللہ عنہما کی دایہ) لقب سے نوازا گیا۔(اسد الغابہ،سلمٰی خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

غَاسِلَةُ الفَاطِمَة (حضرت فاطمہؓ کو غسل دینے والی)

اَلْغَازِيَة (غزوہ میں شرکت کرنے والی)

حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا کو خانوادہ نبیؐ میں ایسی خاص حیثیت حاصل تھی کہ غسلِ خاتونِ جنّت کے لیے ان کا انتخاب ہوا،اسی لیے غَاسِلَةُ الفَاطِمَة (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل

Marfat.com

دینے والی) لقب بھی حاصل ہے' جنگ خیبر میں شریک ہو کر اَلْمُجَاھِدَات میں جگہ پائی' ایسی صحابیاتؓ کو اَلْغَازِیَات لقب دیا جاتا ہے۔

(مسلم باب النسا الغازیات (اسد الغابہ' خادمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)۔

Marfat.com

حضرت سیرین قبطیہ رضی اللہ عنہا

صلح حدیبیہ ۶ ہجری کے بعد سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ کو مقوقس والی مصر کے پاس مبلغ اسلام بنا کر بھیجا۔ مقوقس نے اسلام تو قبول نہ کیا البتہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی بے حد تعظیم و تکریم کی۔ جب وہ مصر سے چلنے لگے تو مقوقس نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہت سے تحائف اور ہدایا ان کے ساتھ کر دیے۔ ان میں دو بہنیں ماریہ رضی اللہ عنہا اور سیرین رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ یہ دونوں حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

(اسد الغابہ، حاطب بن عبد العزیٰ)

ذَاتُ الْاَجْرَیْن (دوہرے اجر والی)

حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا مداح رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت انصاری کے حبالۂ عقد میں آئیں۔ ان کے بطن سے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن حسان رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مصر کے قبطی بالعموم عیسائی تھے چونکہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سیرین رضی اللہ عنہا قبطیہ تھیں اس لیے ارباب سیر نے انہیں اہل کتاب صحابیاتؓ میں شمار کیا ہے۔ ان خواتین کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ

یہی ہیں جن کو دو اجر ملیں گے۔ (القصص: ۵۴)

اہل کتاب کو دوہرے اجر ملنے کی وجہ ان کے سابقہ مذہب پر ایمان اور پھر اسلام کو اپنا مذہب

Marfat.com

بنانے کی بنیاد پر ہے۔

اور نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو مملوک (غلام یا باندی اللہ اور) اپنے آقا کی اطاعت کرے، اللہ تعالیٰ اس کو دو اجروں سے نوازتے ہیں۔ (اسد الغابہ، عبید اللہ بن مسلم)

حضرت سیرین رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے آقا) اور اللہ تعالیٰ کی قابلِ تقلید اطاعت کی، اس لیے وہ ان خوش قسمتوں میں سے ایک ہیں، جن کو حضرت نبی مکرم علیہ السلام نے ذَاتُ الْاَجْرَیْنِ لقب سے نوازا ہے۔

(اسد الغابہ، عبید اللہ بن مسلم)

Marfat.com

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا مولاۃ عائشہؓ

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ کنیز تھیں۔ان کے شرفِ اسلام اور صحابیت پر سب اہل سیر کا اتفاق ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اُمّ المومنین کی خدمت میں آنے سے پہلے وہ جس شخص کی لونڈی تھیں اس سے انہوں نے طے کیا کہ وہ نو (یا پانچ) اوقیہ سونا سالانہ قسطوں میں ادا کرنے کے بعد آزاد ہو جائیں گی لیکن پھر انہیں اتنا طویل عرصہ غلامی میں گزارنا گوارا نہ ہوا۔ایک دن ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میری مدد کیجیے اور اپنی کنیز بنا لیجئے! (اسد الغابہ، بریرہ مولاۃ رسول اللہ)

مَوْلَاۃُ عَائشہ رَضِیَ اللہ عَنْھَا (حضرت عائشہؓ کی آزاد کردہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت بریرہؓ کو خرید کر آزاد کر دیا، اس لیے ان کا لقب مَوْلَاۃُ عَائشَۃؓ (حضرت عائشہ کی آزاد کردہ) ہے لیکن انہوں نے ام المومنینؓ کی خدمت ہی میں رہنا پسند کیا۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فیضِ صحبت کے ساتھ وہ فیضانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی خوب بہرہ یاب ہوئیں اور تمام مسلمان جن میں اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی بے حد تعظیم و تکریم کرتے تھے۔

مَوْلَاۃُ وَخَادِمَۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَصَاحِبَۃُ السواك

آزاد تو ان کو حضرت عائشہؓ نے کیا، لیکن آزادی کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی تھی اس لیے مولاۃُ رسول اللہ لقب بھی پایا، خدمتِ مسواک کی وجہ سے ان کو حضرت عبداللہ بن مسعود صاحب السّواک کی طرح صاحبۃُ السّواک لقب بھی ملا۔ (الاصابہ، بریرہ مولاۃ رسول اللہ)

ان سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: منافقین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان

Marfat.com

لگاتے ہیں، تمہارا کیا خیال ہے؟ تو حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے دلیل دے کر ثابت کیا کہ یہ ''بہتان'' ہے۔ ان کے علاوہ دیگر صحابہؓ وصحابیاتؓ میں سے بھی بعض نے بہتان قرار دیا۔

قرآنِ کریم نے حضرت بریرہؓ اور ان لوگوں کی تصدیق کی جنہوں نے اس واقعہ کو بہتان قرار دیا تھا اور فرمایا:

هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ۔ (درمنثور، النور آیت نمبر ۱۶)

''یہ بڑا بہتان ہے'' اور اسی واقعہ کے متعلق اللہ نے فرمایا: وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ (النور: ۲)

(اس واقعہ کے وقت) مومن مردوں اور عورتوں نے کیوں نہ اپنے بارے میں اچھا گمان کیا (اور کیوں نہ کہہ دیا) یہ بڑا جھوٹ ہے۔

اس آیت کے مطابق اس واقعہ کو من گھڑت اور جھوٹ کہنے والے مرد اَلْمُؤْمِنُ اور عورتیں اَلْمُؤْمِنَاتُ ہیں اور عورتوں میں سرفہرست حضرت بریرہؓ اور حضرات ازواج مطہراتؓ ہیں جنہوں نے خَیْرًا (بھلا) سوچا جس کا حکم اس آیت میں دیا گیا اور حضرت عائشہ کے لیے اچھے جذبات کا اظہار کیا۔

(تفسیر الدر المنثور سورۃ النور آیت نمبر ۲)

ملاحظہ: خَادِمَاتُ النَّبی اور خَادِمَاتُ اَهْلِ بَيْتِ النَّبی کے القاب سے دل منور ہوا، اب شمع روشن کی جاتی ہے شَاعِرَاتُ الْاِسْلَام کی جنہوں نے شعروں سے بھی خدماتِ اسلام انجام دیں اور باقی کاموں میں بھی وہ کسی سے پیچھے نہ رہتی تھیں۔

Marfat.com

باب نمبر 14

اَلشَّاعِرَاتُ (شعر کہنے والیاں)

شَاعِرُ الْاِسْلَامِ وَشَاعِرُ النَّبِیِّ ﷺ یہ حضرات صحابہ کرامؓ کے القاب ہیں، یہ اعزاز اُن اہل ایمان کو ملتا تھا جو اپنی زبان سے جہاد کا کام کرتے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء، کعب رضی اللہ عنہ بن مالک)

عرب کی فطرت میں فصاحتِ لسانی اور شاعری تھی اس لئے عورتوں میں بھی یہ وصف تھا، ان کو اَلشَّاعِرَۃ لقب سے نوازا جاتا تھا۔ (الاصابۃ، العباس رضی اللہ عنہ بن مرداس)

قرآنِ کریم سورۃ الشعراء آیت نمبر ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶ میں شعراء وشاعرات کو (۱) گمراہی کے مقتداء (۲) ہر وادی میں بھٹکنے والے (۳) قول وفعل میں متضاد لوگ قرار دیا، تو شاعر صحابہؓ و صحابیاتؓ پریشان ہوئے کہ ہمارا یہ فن اچھا نہیں ہے، اللہ نے ان کی دلی تسلی کے لئے فرمایا:

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَکَرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا

(الشعراء: ۲۲۷ آیت نمبر ۲۲۷، ۲۲۶، ۲۲۵، ۲۲۴)

''یعنی جو اہل ایمان واہل اعمال صالحہ اور ذکر الٰہی والے ہیں۔'' (وہ شاعر ایسے نہیں ہیں)

امام شوکانی لکھتے ہیں کہ اس آیت میں شعراء النبیؐ کو المومنین الصالحین القاب سے نواز کر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی (فتح القدیر، الشعراء: ۲۲۷) یہی القاب ان صحابیاتؓ کے ہیں جو حُبِ الٰہی، حُبِ رسول ﷺ اور جذبات دینی کی انگیخت کے لیے اشعار پڑھا کرتی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس لیے حوصلہ افزائی فرماتے تھے کہ قرآنِ کریم نے ان کے اس فن کو سراہا ہے۔

شاعراتُ الاسْلام:

اب ان ''شاعرات'' کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا تعارف اس کتاب کے دوسرے ابواب میں موجود ہے

- ☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بڑی قادر الکلام شاعرہ تھیں۔
- ☆ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسول کا شعری ذوق بڑا عمدہ تھا۔
- ☆ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے کلام میں بہادری کا عنصر غالب تھا۔

Marfat.com

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر اچھا کلام پیش کرتی تھیں۔

☆ حضرت ھند رضی اللہ عنہا بنت عتبہ زمانہ جاہلیت اور اسلام میں شعر کہتی رہیں۔

☆ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بھی جنگ اور شعر پڑھنے میں حضرت ہندؓ کے ساتھ تھیں۔

☆ حضرت نوار رضی اللہ عنہا بنت مالک شاعرہ تھیں۔

☆ حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا درد بھرے اشعار کہتی تھیں۔

☆ حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا ☆ حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا بنت رافع حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، حضرت سعد رضی اللہ عنہ فوت ہوئے جب ماں کا غم اشعار میں ڈھل کر سامنے آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے مواقع پر لوگ جھوٹ سے کام لیتے ہیں لیکن سعد رضی اللہ عنہ کی ماں سچ کہہ رہی ہے۔

(الاعلام للذرکلی کبشۃ رضی اللہ عنہا)

اب کچھ نام ان ادیباؤں کے جن کا ذکر القاب اس کتاب کے دیگر ابواب میں نہیں ہے، یہاں ان کے ''اَلشَّاعِرَۃُ'' لقب کے حوالے لکھے جا رہے ہیں۔

حضرت سُعدی رضی اللہ عنہا بنت کریز نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام اور ان کے ساتھ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کی خوشی میں جو اشعار کہے ان کا شہرہ پورے مکہ میں ہوا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔ (الاصابہ، سعدی رضی اللہ عنہا بنت کریز)

☆ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت العوام کا بیٹا جمل میں شہید ہوا، اس پر جب انہوں نے مرثیہ کہا تو انکے الشاعرۃ لقب کی شہرت ہوگئی۔ (الاعلام لذرکلی، زینب رضی اللہ عنہا العوام)

☆ حضرت ھند رضی اللہ عنہا بنت اثاثہ المھاجرات میں سے ہیں، احد میں مشرکہ عورتوں نے اشعار پڑھے تو مسلمان عورتوں کی طرف سے حضرت ھند رضی اللہ عنہا نے شعروں میں ہی جواب دیا۔

(اسد الغابہ ہندؓ بنت اثاثہ)

☆ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بلویہ، ٥ حضرت نعم رضی اللہ عنہا، ٥ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ٥ اور حضرت قتیلہ ربذیہ رضی اللہ عنہا بہت عمدہ اشعار کہتی تھیں۔ (سیرُ الصحابیاتؓ)

اب چند معروف شاعراتُ الاسلام والمسلمین کی یادوں کے گلدستے سے پردہ اٹھایا جاتا ہے، جس کے نیچے آپ کو ان کے دیگر حسین القاب بھی نظر نواز ہوں گے۔

Marfat.com

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا بنت عمرو السّلمیہ

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا شمار عالی مرتبت صحابیاتؓ میں ہوتا ہے۔ان کا تعلق نجد کے قبیلہ بنوسلیم سے تھا جو بنوقیس بن غیلان کی ایک شاخ تھا۔یہ قبیلہ اپنی شرافتِ نفس، جود اور شجاعت کی بنا پر قبائل عرب میں امتیازی حیثیت کا حامل تھا۔سید دو عالم صلی اللہ وسلم جب مدینہ تشریف لے آئے تو قبیلہ بنوسلیم کے وفد کے ساتھ حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا اصل نام تُماضِر تھا۔سلسلۂ نسب یہ ہے تماضِر بنت عمرو رضی اللہ عنہ (عمرو بن الحارث) بن الشرید بن رباح بن یقظہ

خَنْسَاء (ہوشیار، خوب رو)

شاعرۂ اسلام حضرت تماضِر کا یہ لقب ہے اس کی دو وجہ ہیں:

(۱) تماضِر چونکہ بہت چست، ہوشیار، اور خوبرو تھیں اس لیے خنساء کے لقب سے مشہور ہوئیں جس کے معنیٰ ہرنی کے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو خُناس کہتے تھے۔

(الاستیعاب خنساء بنت عمرو رضی اللہ عنہ)

(۲) حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے لوگوں نے خنساء یا خُناس سنا تو اسی لقب سے یاد کرنے لگے۔ (معجم الالقاب، خنساء رضی اللہ عنہا)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے کلام کو سنتے تھے اور تعریف فرماتے تھے۔یہ دلیل ہے کہ ان کی شاعری حمد وثناء الٰہی، عظمتِ رسالتؐ اور ایمانی جوش وجذبے سے بھری ہوئی تھی۔

(الاعلام للذرکلی، الخنساء رضی اللہ عنہا)

Marfat.com

اُمُّ الشُّھَدَاء (شہیدوں کی ماں)

قبولِ اسلام کے بعد ان کی زندگی اسلام کے لیے وقف ہوگئی اور وہ جہادِ لسانی کے ساتھ جہادِ سیفی میں بھی شامل رہیں۔

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا بنت عمرو السلمیۃ نے جنگ قادسیہ میں اپنے چاروں بیٹوں کو جہاد پر ابھارا اور خوب نصیحتیں کیں صبح جب معرکہ کارزار گرم ہوا تو ان خاتون کے چاروں فرزند اپنے گھوڑوں کی باگیں اٹھائے رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے ایک ساتھ میدانِ جنگ میں کود پڑے۔

یہ بزرگ خاتون جن کے چہرے پر عجیب قسم کا جلال تھا، اپنے فرزندوں کو میدان رزم میں بھیج کر بارگاہ الٰہی میں یوں عرض پیرا ہوئیں:

الٰہی میری متاعِ عزیز یہی کچھ تھی، اب تیرے سپرد ہے۔

خنساء رضی اللہ عنہا کے بیٹوں نے میدانِ کارزار میں دشمنان اسلام سے لڑتے ہوئے اپنی جان خدا کے سپرد کردی، خنساء رضی اللہ عنہا نے جب اپنے بچوں کی شہادت کی خبر سنی تو نالہ وفریاد کرنے کے بجائے بارگاہ ربُّ العزّت میں سجدہ ریز ہوگئیں اور ان کی زبان پر بے ساختہ یہ الفاظ جاری ہوگئے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنِیْ بِقَتْلِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

اس اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اپنے فرزندوں کے قتل (فی سبیل اللہ) سے مشرف کیا (باری تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ قیامت کے دن مجھے ان بیٹوں کے ساتھ اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا)

(اسد الغابہ، الاعلام للزرکلی، الخنساء رضی اللہ عنہا)

اَشْعَرُ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ (انسانوں اور جنوں میں سب سے بڑی شاعرہ)

بازارِ عکاظ میں عرب کا عظیم شاعر نابغہ ذبیانی بھی آیا کرتا تھا اس کے لیے سرخ رنگ کا خیمہ نصب کیا جاتا تھا جو سارے میلے میں منفرد ہوتا تھا اس لیے کہ وہ اپنے دور کے شاعروں میں مُسَلَّم الثُّبُوت استاد مانا جاتا تھا اور بڑے بڑے نامی شعراء اسے اپنے اشعار سنانے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ جب خنساء رضی اللہ عنہا پہلی مرتبہ بازارِ عکاظ میں آئیں اور اپنے اشعار نابغہ کو سنائے تو وہ بے اختیار پکار اٹھا:

”واقعی تو عورتوں میں بڑی شاعرہ ہے، اگر میں اس سے پہلے ابو بصیر (اعشیٰ) کے اشعار نہ

Marfat.com

سن لیتا تو تجھ کو اس زمانے کے تمام شعراء پر فضیلت دیتا اور کہہ دیتا:
کہ اِنَّكِ اَشْعَرُ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ کہ تو جن وانس میں سب سے افضل شاعرہ ہے۔

(الدر المنثور فی طبقات ربات الخدور ۱۵۱/۱)

اس قسم کی مستند گواہیوں کی وجہ سے حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کو اَشْهَرُ شَوَاعِرِ الْعَرَب (عرب کی سب سے معروف بڑی شاعرہ) کے لقب سے نوازا گیا۔

(الاعلام الزرکلی الخنساء رضی اللہ عنہا)

اَرْثَی النِّسَآء (عورتوں میں سب سے بڑی مرثیہ گو)

مرثیہ گوئی (مرنے والوں کی شان اور یاد میں اشعار) شاعری کی ایک قسم ہے، عرب میں دیگر اقسام کے ساتھ مرثیہ گوئی کو بھی ایک مقام حاصل تھا۔ اسلام نے اسے جائز رکھا اور جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایسے کلام لکھے اور پڑھے گئے۔

سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا شاعرہ کی اس صنف پر بھی ایسی قابل فخر مہارت رکھتی تھیں کہ ان کو اَشْعَرُ النِّسَآء (سب سے بڑی شاعرہ) اور اَرْثَی النِّسَآء (سب عورتوں سے بڑی مرثیہ گو) کا لقب تھا۔

(جواہر الادب فی ادبیات الخنساء رضی اللہ عنہا)

ان کا دیوان چھپ چکا ہے کلام لاجواب ہے وہ ایسی مثالی شاعرہ تھیں کہ ان کے بعد کوئی عورت اچھی شاعرہ بنیں تو لوگوں نے اسے کہا: یہ تو حضرت خنساء جیسی شاعرہ ہیں، لکھا ہے جب حمدہ بنت زیاد نے بہت اچھے شعر کہے تو قوم نے ان کا لقب " خَنْسَاءُ الْمَغْرِب " رکھا۔

(معجم الادباء، حمدہ بنت زیاد)

اسلام کی اس جلیل القدر خاتون نے ایک روایت کے مطابق جنگِ قادسیہ کے سات آٹھ سال بعد ۲۴ھ ہجری میں وفات پائی اور ایک دوسری روایت کے مطابق انہوں نے امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں کسی بادیہ میں سفرِ آخرت کیا۔

Marfat.com

حضرت اُمّ الہیثم رضی اللہ عنہا الخثعمیۃ

ارباب سیر نے ان کے نسب کی تصریح نہیں کی۔

الشَّاعِرَہ (شعر کہنے والی)

''الاصابہ'' میں لکھا ہے کہ وہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیہؓ تھیں اور مرثیہ گوئی میں ان کو خاص کمال حاصل تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا بنتِ ابی العاص بیوہ ہوئیں تو اُمّ الہیثم نے یہ شعر کہے۔

اَشَابَ ذَوَائِبِیْ وَاَذَلَّ رُکْنِیْ
اُمَامَۃُ حِیْنَ فَارَقَتِ الْقَرِیْنَا
تَطِیْفُ بِہٖ لِحَاجَتِهَا اِلَیْہِ
فَلَمَّا اسْتَیَاسَتْ رَفَعَتْ رَنِیْنًا

(بال سفید ہو گئے اور قد جھک گیا، اے امامہ رضی اللہ عنہا؛ جب تیرے شوہر نے مفارقت کی وہ اپنی حاجتوں کے وقت اس کے گرد پھرتی تھی، لیکن جب مایوس ہوگئی تو رونا شروع کر دیا۔)

(الاصابہ امامہؓ بنت ابی العاص)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت پر کئی شعراء نے پر درد مرثیے کہے، ان میں سے ایک مشہور مرثیے کا مطلع یہ ہے۔

اَلَا یَا عَیْنُ وَیْحَكِ اسْعِدِیْنَا
اَلَا تَبْکِیْنَ آمیر الْمُؤْمِنِیْنَا

بعض نے یہ مرثیہ ابو الاسود کی طرف منسوب کیا ہے لیکن یہ مرثیہ امّ الہیثم رضی اللہ عنہا نے کہا تھا۔

(سمط النجوم العوالی ج ۲/۸)

صحابیاتؓ میں شاعرات کے میدان کلام کا محور مسلمانوں کی زندگی، عشقِ رسالتؐ اور جنگی کارنامے ہوتے تھے ایک مثال حضرت حمامہؓ کے حالات میں لکھی جاتی ہے۔

Marfat.com

حضرت حمامہ رضی اللہ عنہا حضرت اَرنب رضی اللہ عنہا

حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا

صحیحین اور دوسری کتب حدیث میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ واقعہ مروی ہے کہ (میرے والدِ بزرگوار حضرت) ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اس وقت میرے گھر میں انصار کی دو لڑکیاں وہ اشعار پڑھ رہی تھیں، جو انصارؓ نے جنگِ بعاث کے موقع پر حسبِ دستور فخریہ طور پر کہے تھے۔ یہ لڑکیاں پیشہ ور گانے والی (ڈومنیاں) نہ تھیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (ناراض ہو کر) فرمایا: یہ شیطان کی آوازیں ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ: ہر قوم عید مناتی ہے اور آج ہماری عید کا دن ہے۔

صحیح بخاری کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے سے اپنا چہرہ مبارک ڈھانک رکھا تھا۔ ان لڑکیوں کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ڈانٹا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رُخِ اقدس سے کپڑا اٹھا کر فرمایا:

دَ عْهُمَا يَا اَبَا بَكر فَا نَهَا اَيَا مُ عِيدِ

(ابو بکر رضی اللہ عنہ: ان بچیوں کو چھوڑ دو یعنی جو کچھ کر رہی ہیں کرنے دو، یہ عید کا دن ہے۔

(بخاری، باب اذفاتۃ العید یصلی)

اَلْمُغَنِّيَةُ (ترنم کے ساتھ اشعار پڑھنے والی)

ان بچیوں میں سے ایک کا نام حَمَامَۃ رضی اللہ عنہا تھا (الاصابہ، حمامۃ المغنیۃ) حضرت ارنب رضی اللہ عنہا کو اجازت تھی کہ وہ مدینہ کی کسی مسلمان بچی کی شادی میں ذوقیہ اشعار پڑھنے جا سکتی ہیں، اسی لیے ان کو اَرْنَبُ المدینہ المُغَنِّيَةُ کہا جاتا تھا۔ ان ہی کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: فلاں دولہن کے ساتھ ایک گانے والی بھیجنی چاہیے تھی، انصار کو یہ پسند ہے۔ (الاصابہ اَرنبُ المدینہ) حضرت اَرنب

Marfat.com

رضی اللہ عنہا کے ذکر مذکورہ میں، ہی حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا اَلْمُغَنِّيَةُ کا تذکرہ ملتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے:

☆ شادیوں کے موقعہ پر ذوقیہ وحربیہ اشعار کہنے کی جن چار خواتین یا بچیوں کا ذکر ملتا ہے، ان کا لقب اَلْمُغَنِّيَةُ تھا۔

☆ یہ کلام ضروری فوائد، جذبہ دینی اور جہادی عنصر سے بھرا ہوتا تھا۔

☆ موجودہ خرافات (بے پردگی، بے حیائی، ساز باجے وغیرہ سے خالی غناء تھا، جس پر موجودہ گانے بجانے کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

Marfat.com

حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا الانصاریہ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔ اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید بن السکن بن رافع بن امرؤ القیس۔ ہجرت کے قریب ہی اسلام کے سایے تلے آ گئیں اور نبی رحمت علیہ السلام سے کسب فیض شروع کر دیا اس لیے ان کا شمار السابقون الاولون من الانصار لقب والے صحابہؓ و صحابیاتؓ میں ہوتا ہے

خَادِمَةُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم (نبی محترم علیہ السلام کی خادمہ)

ان فضائل و درجات کے حصول کے ساتھ انہیں خدمت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بہت عزیز تھی۔ مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ اَسْمَاءُ تَخدِمُ النَّبِیّ صلی اللہ علیہ وسلم (کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں) اس دوران وہ علم بھی حاصل کرتی رہتی تھیں ، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کی خالہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں ، انہوں نے ہاتھوں میں سونے کے کنگن اور انگوٹھیاں پہن رکھی تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ان پر پڑی تو پوچھا: ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ بولیں نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم کو پسند ہے کہ آخرت کے دن خدا ان کے بدلے تمہیں آگ کے کنگن پہنائے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنی خالہ سے کہا: خالہ! ان کو اتار دو۔ انہوں نے سارے زیور اتار کر پھینک دیے۔

پھر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ اگر ہم زیور نہ پہنیں تو شوہر کی نظروں سے گر جائیں گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر چاندی کے زیورات بنواؤ اور ان پر زعفران مَل دو کہ سونے کی چمک پیدا ہو جائے۔ (مسند احمد حدیث نمبر ۲۷۶۴۳)

Marfat.com

اَلْمُبَایِعَۃ (بیعت کرنے والی)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے دوسری خواتین کے ہمراہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنی چاہی اور عرض کی کہ یارسول اللہ اپنا دستِ مبارک بڑھایئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا، البتہ تم ان باتوں کا اقرار کرو تو بیعت ہو جائے گی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک سے دوری اور اقرار توحید کے ساتھ ساتھ گناہوں سے بچنے اور نیکی کے غلبہ کی تلقین فرمائی۔اس بیعت میں شرکت کی وجہ سے ان کو اَلْمُبَایِعَۃ لقب بھی حاصل ہوا۔(سیر اعلام انبلاء اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزیدؓ)

خَطِیْبَۃُ النِّسَاءِ (عورتوں کی خطیبہ)

حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا کو جس واقعہ کے بعد ''خطیبہ'' کہا گیا وہ یہ ہے: ایک دن مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آ کر کہا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں ۔میں مسلمان عورتوں کی طرف سے ایک پیغام لے کر آئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرد و زن سب کی ہدایت کے لیے معبوث کیا ہے۔ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں لیکن عورتوں اور مردوں کی حالت میں بڑا فرق ہے۔عورتیں گھروں کے اندر رہتی ہیں۔اس لیے مردوں کی طرح نمازِ باجماعت، نمازِ جمعہ اور نمازِ جنازہ میں شریک نہیں ہوسکتیں اور نہ حج اور جہاد میں عمومیت سے حصہ لے سکتی ہیں۔ البتہ جب مرد باہر ہوتے ہیں تو وہ ان کی اولاد کی پرورش کرتی ہیں، ان کے مال کی حفاظت کرتی ہیں اور ان کے اہل وعیال کی پوشاک کے لیے چرخہ کاتتی ہیں اور کپڑا بنتی ہیں کیا عورتوں کو بھی مردوں کے کارہائے خیر کا اجر وثواب ملے گا۔؟

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی فصاحت و بلاغت اور زورِ بیان سے بہت متاثر ہوئے اور صحابہ کرامؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''کیا تم نے دین کے بارے میں کسی عورت سے ایسی (فصیحانہ) گفتگو سنی ہے؟

سب صحابہؓ نے بیک زبان عرض کیا ''یارسول اللہ ہمارے خیال میں بھی نہ آ سکتا تھا کہ کوئی عورت ایسی گفتگو کر سکتی ہے۔'' اس پر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''عورت کے لیے شوہر کی رضا جوئی بہت ضروری ہے۔اگر ایک عورت فرائض زوجیت ادا کرتی ہے اور شوہر کی موافقت اور فرمانبرداری کرتی ہے تو اس کو بھی مرد کے برابر اجر ملے گا۔حضور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی سن کر اسماء رضی اللہ عنہا اور ان کی ساتھی خواتین اس قدر خوش ہوئیں کہ ان کے قدم زمین پر نہ ٹکتے تھے۔

حضرت اسماء کی فصیح البیانی اور حُسن تقریر کا سید المرسلین ﷺ نے اعتراف واستحسان فرمایا اس لیے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید انصاریہ کو خَطِیْبَۃُ النِّسَاءِ لقب دیا گیا۔

(الاصابۃ، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید انصاریہ)

خواتین اسلام کے خصوصی مسائل سے ان کو خاص دلچسپی تھی، اس لیے ایک دن جب کہ وہ ایک باغ میں تھیں، دیکھا کہ کچھ مسلمان عورتیں اس طرح کے لباس میں ہیں کہ ان کی اشیاء زینت پر نظر پڑ رہی ہے، تو اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ کیا بُرائی ہے؟ اس واقعہ کے بعد اللہ نے سورۃ النور کی آیت نمبر ۳۱ اُتاری، جس میں حکم ہوا کہ عورتیں غیر محرموں کے سامنے اپنی زینت ظاہر نہ کریں، کامل لباس اور اوڑھنیوں کا اہتمام کریں۔ (فتح القدیر للشوکانی، ایضاح البیان، فتح البیان، النور: ۳۱)

بعض تفاسیر میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت مرثد کا نام ہے عین ممکن ہے، یہ دونوں اسماء نامی صحابیاتؓ اس باغ میں ہوں یا اپنے اپنے باغوں میں مختلف اوقات میں مذکورہ واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے قرآن کا ایک ایسا حکم آیا جس سے ہمیشہ عورتیں مستفید ہوتی رہیں گی۔

اَلْمُجَاهِدَةُ (جہاد کرنے والی)

راہ خدا میں اپنی جان کی بازی لگانے والے صحابہؓ کو قرآنِ کریم نے اَلْمُجَاهِدِیْن لقب سے نوازا (سورۃ النساء آیت ۹۵) اس مناسبت سے جنگجو صحابیاتؓ کو المجاہدات لقب دیا گیا، حضرت اسماء بیعتِ نبویؐ میں اپنی جان اللہ کو دے چکی تھیں چنانچہ پوری عمر اسی عہد پہ گزاری جو حضور ﷺ سے کیا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں یرموک کی ہولناک لڑائی پیش آئی تو شوق جہاد نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو گھر نہ بیٹھنے دیا۔ وہ اپنے اہل خاندان کے ہمراہ اس لڑائی میں شریک ہوئیں اور بڑی ثابت قدمی سے دادِ شجاعت دی۔ ایک موقع پر عیسائی مسلمانوں کو دباتے دباتے عورتوں کے خیموں تک آ پہنچے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور دوسری دخترانِ اسلام خیموں کی چوبیں اکھاڑ کر دشمنوں پر برس پڑیں اور ان کو پیچھے دھکیل دیا۔ اہل سیر نے لکھا ہے کہ اس لڑائی میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے تنہا اپنی لکڑی سے نو رومیوں کو جہنم واصل کیا اور المجاہدۃ لقب پایا۔

(سیر اعلام النبلاء اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا)

Marfat.com

حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا بنتِ زید القرشیہ العدویہ

قریش کے خاندان عدی سے تھیں۔ سلسلۂ نسب یہ ہے۔ عاتکہ رضی اللہ عنہا بنتِ زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ۔

اَلسَّابِقَةُ الْاُوْلٰی (قبولِ اسلام میں سبقت کرنے والی)

اَلْمُهَاجِرَةُ (ہجرت کرنے والی)

(۱) جلیل القدر صحابی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ (یکے از اصحابِ عشرہ مبشرہؓ) ان کے حقیقی بھائی تھے۔

(۲) ابتدائی دورِ اسلام میں ایمان لے آئیں اور اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ (۱۰۰ التوبہ) سے قرآنی لقب پایا۔

(۳) مدینہ کی ہجرت کی وجہ سے ان کو المہاجرۃ قرآنی لقب سے نوازا گیا۔

(الاصابہ، عاتکہ رضی اللہ عنہا بنت زید رضی اللہ عنہ)

(۴) ان کی شادی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ نہایت حسین و جمیل اور عاقلہ و فاضلہ خاتون تھیں ان کے خاوند حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ ان کے عشق میں ایسے مبتلا ہوئے کہ غزوات و جہاد میں سستی ہونے لگی، بھلا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ سب کچھ کیسے گوارا ہوتا، حکم دیا کہ ان کو طلاق دے دو۔ اطاعت گذار بیٹے نے باپ کی سماجت کی لیکن جب والدِ ماجد کی طرف سے سخت اصرار ہوا تو انہوں نے حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کو ایک طلاق دے دی لیکن بیوی کے فراق نے انہیں سخت عال کر دیا، طلاق ایک اور رجعی تھی اس لیے واپسی کی گنجائش تھی۔

اللہ نے فرمایا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَا اِنْ ظَنَّا اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللهِ

(البقرۃ آیت ۲۳۰)

Marfat.com

اگر میاں بیوی یہ سمجھیں کہ آپس کے حدودِ الٰہی کا پاس کریں گے، تو ان پر کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ رجوع کر سکتے ہیں۔ حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت پر عمل کرتے ہوئے رجوع کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے نرم دل تھے ان کے کانوں تک وہ اشعار پہنچے جو وہ غم وجدائی میں پڑھتے تھے انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو رجعت کرنے کی اجازت دیدی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنے والد کو گواہ بنایا اور بطور شکر الٰہی ایک غلام آزاد کر دیا۔

(السیرۃ الحلبیہ غزوہ الطائف اسد الغابہ، عاتکہ بنتِ زید)

طائف کے محاصرہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ایک تیر لگا جس کے اثر سے کچھ عرصہ بعد حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے وفات پائی۔ حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کو ان کی وفات سے سخت صدمہ پہنچا۔

اَلشَّاعِرَۃُ (شعر کہنے والی)

خاوند کی طرح وہ بھی شعر وشاعری میں درک رکھتی تھیں۔ اس لیے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر تاریخی مرثیہ کہا: ایک شعر یہ ہے۔

رزئتُ بخیرِ الناسِ بَعْدَ نبیّھِمْ وبَعْدَ ابی بکر وَمَا کان قَصْرًا

(اسد الغابہ، عاتکہ رضی اللہ عنہا بنت زید رضی اللہ عنہ)

میں نے ایسے آدمی سے صدمہ اٹھایا ہے جو نبیوں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد افضل انسان تھا

عدت گذرنے کے کچھ عرصہ بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔

دعوتِ ولیمہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ بھی شریک تھے، انہوں نے حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کو اوپر والے مرثیے کا پہلا شعر یاد دلایا تو وہ رونے لگیں، تاہم حضرت عمر فاروقؓ سے بھی ان کی وفاداری اور محبت مثالی رہی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی تو اس موقع پر بھی انہوں نے ایک دردناک مرثیہ کہا۔ (الوافی بالوفیات، حرف العین)

علامہ زرکلی لکھتے ہیں: شَاعِرَۃ صَحَابِیَہ حَسَنَاء وہ شاعرہ اور خوبرو صحابیہ تھیں۔

(الاعلام للزرکلی عاتکہ رضی اللہ عنہا بنت زید رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

زَوْجُ الشُّهَدَاءِ (شہیدوں کی اہلیہ) اَلشَّاعِرَۃُ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ''حواری رسول صلی اللہ علیہ وسلم''، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام سے ہوا۔ انہوں نے جنگِ جمل کے موقع پر ابن جرموز کے ہاتھ سے شہادت پائی تو حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا فرطِ غم سے نڈھال ہو گئیں اور بے اختیار ان کی زبان پر ایک اور مرثیہ جاری ہو گیا۔ جس نے ان کی شاعرانہ شان میں اضافہ کر دیا۔

ان کے شوہروں میں پہلے، دوسرے اور تیسرے صحابی نے شہادت پائی اس لیے ان کو زوجُ الشہداء کہا جاتا تھا۔ اہل مدینہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول معروف تھا۔

مَنْ اَرَادَ الشَّهَادَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ عَاتِكَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا جو شہید ہونا چاہے وہ عاتکہؓ سے شادی کر لے۔ (الطبقات الکبریٰ ذکر قتل الزبیر رضی اللہ عنہ)

ملاحظہ: قارئین:

شاعراتُ الاسلام کے پھولوں کی خوشبو ابھی آپ کے مشام جاں ہے، اسی کیفیت میں اُلمُبشراتُ بالجنۃ اور المبشرات بدعوۃِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اور ناموں کو بھی یاد رکھیں، اس امید پر کہ جب پڑھنے والوں کو بھی بشارتیں ملیں گی تو ہمارا نام بھی سرِ محفل پکارا جائے۔

Marfat.com

باب نمبر 15

اَلمُبَشَّرات بِا لُجَنّۃ (جنّت کی بشارت یافتہ)

ہمارے سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے لوگوں کے لیے اَلْبَشِیْــــر (خوش خبری دینے والے) تھے، اہل ایمان کو دو قسم کی بشارتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عموماً ملا کرتی تھیں:

(۱) جنت کی بشارت ☆ یہ جسے ملتی ہے اسے اَلْمُبَشَّرُ بِالْجَنَّۃ لقب ملتا ہے جیسے عشرۃ مبشرۃ دس صحابہؓ کا لقب ہے، جس نے ان کو تمام صحابہؓ میں ممتاز کردیا ☆ تمام ازواجؓ نبی علیہ السلام اَلْمُبَشَّرَاتُ بِالْجَنَّۃ ہیں۔ ان کے ساتھ جملہ اہل بیت و بناتِ رسول کو بھی یہ درجہ حاصل ہے۔

اب ان صحابیاتؓ کے نام لکھے جاتے ہیں جن کا جنتی ہونا اس کتاب میں بدلائل ان کے تذکروں میں مذکور ہے۔ ☆ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا عمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جنتی کہا گیا وہ عجائز الجنۃ میں سے ہیں ☆ حضرت اُمّ رُومان رضی اللہ عنہا حورِ جنت ہیں ☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر ☆ حضرت اُمّ ہشام رضی اللہ عنہا ☆ حضرت اُمّ منیع رضی اللہ عنہا ☆ حضرت سُمیہ رضی اللہ عنہا ☆ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہن۔ اس باب میں

(۱) جنت کی بشارت پانے والی صحابیاتؓ کا ذکر ہے اور

(۲) ان خواتین کا تذکرہ جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کی بشارتیں ملیں، اب تفصیل ہے اس لقب کی دعائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سے متعلق ہے۔

Marfat.com

اَلْمُسْتَبْشِرَاتُ بِدُعَاءِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

(دُعائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت والیاں)

غزوۂ احزاب میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاؤں کے سائے میں جاسوسی کے لیے بھیجا۔ اس واقعہ کو نقل کرتے ہوئے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

قُمْتُ مُسْتَبْشَرً ابدُعَاء رَسولِ الله صلی الله علیه وسلم. میں دعائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت لے کر چلنے کے لیے کھڑا ہوگیا (السیرۃ الحلبیہ غزوہ خندق) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ابی ہریرہ رضی اللہ عنہا کے لیے دعا فرمائی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے خَرَجْتُ مُسْتَبْشَرً ا بِدُعَاء رَسولِ الله صلی الله علیه وسلم (السیرۃ الحلبیۃ المعجزات)

مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے میں اس طرح نکلا کہ میری والدہ اور مجھے دعائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مل چکی تھی۔

جن حضرات صحابہؓ کو دعائیں ملی ہیں ان کو اَلْمُسْتَبْشِر بِدُعَاءِ النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم لقب دیا گیا اور خواتین کو اَلْمُسْتَبْشِرۃُ بِدُعَاءِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں دیں، چند کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

☆ ایک سیاہ رنگ خاتون مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں صفائی کرتی تھیں، وہ فوت ہوئیں تو صحابہؓ سے حضورؐ نے فرمایا: تم نے میری اطلاع کے بغیر اسے کیوں دفن کر دیا؟ عرض کی: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے آرام کرنا ہم نے مناسب نہ جانا (اس لیے خود ہی جنازے، کفن اور دفن کے انتظامات کر لیے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس کی قبر پر لے چلو: آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے ساتھ اس خاتون کی قبر پہ تشریف لے گئے، دعا کی اور فرمایا: یہ قبریں روشن نہ تھیں

Marfat.com

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِيْ عَلَيْهِمْ (مسلم، باب الصلاۃ علی القبر)

اللہ تعالیٰ ان قبروں کو میری دعا کی وجہ سے روشن کر دیتا ہے۔

اس روایت میں لفظ صلاۃ (دعائے نبوی ﷺ) کے معنی دے رہا ہے اور جس آیت پر عمل کر کے آپ ﷺ صحابہؓ کو دعاؤں سے نوازتے تھے، اس میں صلاۃ (دعائے نبوی ﷺ) کے لیے آیا ہے (تفسیر ابن ابی حاتم) وہ آیت یہ ہے: وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ

(سورۃ التوبہ: ۱۰۳)

اور آپ ﷺ ان صحابہؓ و صحابیاتؓ کے لیے دعا کیجیے۔ آپ ﷺ کی دعا ان کے لیے اطمینان کا ذریعہ ہو گی چنانچہ اس حکم ربانی کے طفیل آپ ﷺ اپنے صحابہؓ و صحابیاتؓ کو دعائیں دیتے رہتے تھے۔ جس سے ان کو قلبی سکون ملتا تھا۔ اس کتاب میں چند المُستبشرۃ بدعوۃ النبی ﷺ یہ ہیں۔

☆ تمام اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن جنت میں حضور ﷺ کے ساتھ ہوں گی۔ ان کے حق میں حضور ﷺ کی دعائیں منظور ہوئیں جن میں آپ ﷺ نے اہل بیت کے جنتی ہونے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔

☆ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو جو دعائیں آپ ﷺ نے دیں وہ ان کے لیے قبول ہو گئیں۔

Marfat.com

حضرت اُمّ طارق رضی اللہ عنہا مولاۃ سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ

جلیل القدر صحابی سید الخزرج حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ کنیز تھیں۔

مَرحُومِین (جن پر اللہ کی رحمت ہوتی ہے)

(۱) ایک قرآنی منظر یہ ہے: اللہ نے فرمایا: وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ فَسَاَکْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ (الاعراف:۱۵۶)

میری رحمت بڑی وسیع ہے عنقریب میں پرہیزگاروں کے لیے مکمل طور پر لکھوں گا۔

(۲) دوسرا منظر یہ ہے اللہ فرماتا ہے: فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (الانعام۵۴)

اے نبیؐ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کہیے تم پر سلامتی ہو، تو اللہ ان پر ضرور رحمت نازل کرے گا۔

(۳) اب تیسرا منظر دیکھیے اُمّ طارق رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار (سلام کرکے) اندر آنے کی اجازت چاہی مگر ہم نے کوئی جواب نہ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور سلام عرض کرو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاؤ کہ ہم اس لیے خاموش رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار ہمیں سلام کریں۔ (ہم پر سلامتی بھیجیں) اور اللہ کی وہ رحمت ہم پر ہو جائے جس کا وعدہ ہم سے اللہ نے سورۃ توبہ میں فرمایا ہے۔ (معرفۃ الصحابہؓ اُمّ طارق رضی اللہ عنہا) اس طرح اُمّ طارق رضی اللہ عنہا سمیت پورا خاندان مرحومین میں شمار ہوتا ہے کہ ان پر سلامِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بار بار ہوا ایسے حضرات کو نزولِ رحمت کی وجہ سے المرحوم کہا جاتا ہے۔ (تیسیر الکریم جزء ا ص ۲۵۱)

Marfat.com

حضرت رُقَیقہ ثقفیہ رضی اللہ عنہا

طائف کی رہنے والی معمر خاتون تھیں اور بنو ثقیف سے تعلق تھا شوہر کا نام قیس بن امان تھا۔ اماں جی کا گھر طائف شہر کے نواح میں شہری دیوار سے باہر تھا۔ ان سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور میں نے آپ علیہ السلام کو پانی میں ستو ڈال کر پیش کیے۔ آپ علیہ السلام نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے رقیقہ تم نہ ان بتوں کی پوجا کرنا اور نہ ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔

میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ: پھر تو وہ (اہل طائف) مجھے قتل کر دیں گے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ تجھ سے پوچھیں کہ تیرا خدا کون ہے؟ تو ان کو جواب دینا'' جو ان بتوں کا خدا ہے اور جب نماز پڑھے تو ان کی طرف پیٹھ کر لینا۔ (اسد الغابہ، رقیقہ ثقفیہ)

اَلْمُسْلِمَۃُ الثَّقَفِیَّۃُ (بنو ثقیف کی مسلم خاتون)

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر سے چلے گئے، حضرت رقیقہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی کا بیان ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد جب بنو ثقیف نے اسلام قبول کیا تو میرے بھائی سفیان اور وہب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: تمہاری ماں کا کیا حال ہے؟ میرے آنے کے بعد اس پر کیا بیتی؟

انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! جس حالت میں آپ علیہ السلام اسے چھوڑ کر آئے وہ مرتے دم تک اسی حالت پر قائم رہی آپ علیہ السلام نے فرمایا اَسْلَمَتْ اُمُّکُمْ: تمہاری ماں نے اسلام قبول کر لیا تھا (حضور اکرمؐ نے اماں کے اسلام کی گواہی دی اس لیے ان کو اَلْمُسْلِمَۃُ الطَّائِفِ کہا جاتا ہے)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کے اسلام کی گواہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو نماز سکھانا، یہ ایک

Marfat.com

ایسا اعزاز ہے جو بہت کم مسلمات کو ملا، اس ثقفی خاتون کے مرنے کے بعد ان کا ذکر مجلسِ نبوی ﷺ میں اچھے الفاظ سے ہوتا تھا۔

(یہ تمام واقعات اسد الغابہ، معرفہ الصحابہؓ، الاستیعاب بعنوان رقیقہ ثقفیہ موجود ہیں) ان ہی کتابوں میں ہے کہ اس مسلمہ خاتون کی بیٹی اور بیٹے قبول اسلام کے لیے مدینہ آئے۔

Marfat.com

حضرت آمنہ بنتِ ارقم رضی اللہ عنہا المخزومیہ

اہل سیر نے ان کا حسب ونسب بیان نہیں کیا' صرف اتنا لکھا ہے کہ ان کو شرفِ صحابیت حاصل ہوا اور انہوں نے ہجرت کی اور المہاجرات صحابیاتؓ میں ان کا شمار ہے۔

(اسد الغابہ آمنہ بنت ارقم رضی اللہ عنہما)

ان کو قرآنِ کریم نے اَلْمُؤْمِنَات قرآنی وابدی لقب سے سرفراز کیا۔

(الممتحنہ آیت نمبر ۱۲)

صَاحِبَةُ الْبِئْر (کنویں والی)

حضرت آمنہ بنتِ ارقم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وادی عقیق میں ایک کنواں عطا فرمایا جو بعد میں اٰمِنَة صَاحِبَةُ الْبِئْر کے نام سے مشہور ہوا اور ان کو صَاحِبَةُ الْبِئْر کہا جانے لگا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعائے برکت فرمائی۔ (اسد الغابہ، آمنہ بنت الارقم رضی اللہ عنہا)

اس طرح اَلْمُسْتَبْشِرَةُ بِدُعَاءِ النَّبِي صلی اللہ علیہ وسلم لقب سے متصف ہوگئیں۔ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم حکم الٰہی کے تحت ان خوش نصیبوں کو دعائیں دیتے تھے: اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا: وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (التوبہ: ۱۰۳) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے دعا کیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ان کے لیے سراپا تسکین کا ذریعہ ہوگی۔

ملاحظہ: قارئین! چند بشارت یافتہ صحابیاتؓ کے اسماءِ مقدسہ سے واقفیت کے بعد اَلطَّيِّبَات کے فنِ اسلامی کی خدمات پڑھ کر اپنے جذبات ایمانی کو ایک گونہ ترقی کی راہ پہ گامزن کیجیے کہ ان کی ایمانی باتوں، خدمتِ خلق اور ذوقِ جہاد کے واقعات سے ہمارے ایمان کی کمزوری کا مداوا بھی ہوتا جائے۔

Marfat.com

باب:16

الطّبیبات (علاج کرنے والیاں)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں وہ خوبیاں رکھی ہیں جو انسانی معاشرے کی تمام ضروریات کو پورا کرتی ہیں، سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں خواتین بھی طبی چیزوں اور ان کے خواص میں دلچسپی لیتی تھیں اور الطّبیبۃ لقب پاتی تھیں تاکہ وہ مشکل حالات میں مردوں کے اجتماعی کاموں میں مددگار ثابت ہوں۔

صحابیاتؓ ان مختلف فنون میں دلچسپی رکھتی تھیں۔

الطّبابۃ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا: آپ کو فن طب کہاں سے ملا فرمایا: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے تو اطباء جو مشورے دیتے ہیں ان کو یاد کر لیتی تھی (الاصابۃ فیما استدرکتہ علی الصحابہ)

الکتابۃ: حضرت شفا رضی اللہ عنہا بنت عبداللہ لکھنا جانتی تھیں، انہوں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو یہ فن سکھایا۔ ☆ اسی طرح کتابت میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنتِ عقبہ رضی اللہ عنہما ☆ حضرت کریمہ رضی اللہ عنہا بنت المقداد رضی اللہ عنہ بھی لکھنے کے فن سے واقف تھیں۔

التّجارۃ: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت شام تک پھیلی ہوئی تھی۔ ☆ حضرت خولاء رضی اللہ عنہا، حضرت ملیکہ رضی اللہ عنہا، حضرت بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا عطر وغیرہ کی تجارت کرتی تھیں۔ (سیر الصحابیاتؓ)

الدباغۃ: حضرت سودہ رضی اللہ عنہا دباغۃ تھیں (کھالوں کو رنگ کر کے چمڑا بنانے میں ماہر تھیں، حضرت زینب بنت جحش دستکار تھیں (اسد الغابہ زینب رضی اللہ عنہا)

الفلاحۃ: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت مرشد رضی اللہ عنہا اور انصاری عورتیں اپنے کھیتوں میں کام کرتی تھیں (اسد الغابہ۔زینب بنت جحش) صحابیاتؓ اپنے ان فنون کے ذریعے قومی خدمت کے کام سرانجام دیتی تھیں۔انہی کے بارے میں اللہ نے فرمایا: وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ

(التوبہ آیت نمبر ۷۱)

Marfat.com

(اور مومن مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے مدد گار ہیں)، عورتوں کا مردوں کی مدد گار ہونے کے مظاہر جہاں ہجرت، عصمت کی حفاظت، حیا، لباس وغیرہ کی تیاری میں نظر آتے ہیں وہاں میدان جہاد میں بھی ان کی یہ مدد اور باہمی تعاون نظر آتا ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ (التفسیر المنیر للذحیلی، التوبہ ۷۱)

خواتین خود حاضر خدمت ہو کر عرض پیرا ہوتیں: مرد تو جہاد کی فضیلت لے گئے ہم کیا کریں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو گھر میں سکون سے بیٹھے (اور قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ پر عمل کریں) تو وہ بھی اَلْمُجَاهِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ (النساء آیت ۹۵) میں شامل ہیں

(۲) لیکن اس کے باوجود اجازت لے کر حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا مجاہدین کو پانی پلانے اور زخمیوں کی دواء کے لیے جاتیں۔ (حیاۃ الصحابہ)

(۳) حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں: میں آپ ﷺ کے غزوہ میں شریک ہو کر مجاہدین کے سامان کی حفاظت کرتی، زخمیوں اور مقتولین کو مدینہ لاتی تھی، میں نے آپ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی، میں ان کے لیے کھانا تیار کرتی، زخمیوں کا علاج اور مریضوں کی تیمارداری کرتی۔

(التفسیر الحدیث، ج ۷ ص ۳۷۷)

☆ حضرت اُمّ کبشہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا نے بھی مریضوں کی عیادت اور دواء کے لیے اجازت مانگی

(اسد الغابہ، اُمّ کبشۃ رضی اللہ عنہا)

☆ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ (الاصابۃ سعد رضی اللہ عنہ بن مالک)

☆ حضرت معاذہ غفاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ کُنْتُ اُنْبِسًا بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ "میں حضور ﷺ سے بہت محبت کرتی تھی" اس لیے چاہتی تھی جنگوں میں بھی مریضوں کی دیکھ بھال اور مرہم پٹی وغیرہ کے لیے آپ ﷺ کے ساتھ رہوں اس لیے میں نے آپ ﷺ سے اجازت لی (اسد الغابہ معاذۃ الغفاریہ) اس جذبہ فدویت سے ظاہر ہوتا ہے شرکت جہاد کا مقصد صرف جنت نہ تھی بلکہ حُبِ رسول ﷺ اور وہ ایمانی دوستی بھی تھی جس کی طرف قرآن کی اس آیت نے توجہ دلائی ہے جو اوپر لکھی گئی۔

ملاحظہ:۔ تذکرہ مکمل ہوا ان طیبات کا جن کا ذکر اس کتاب میں نہیں ہے اور اب ذکر ہے ان کا جن کے القاب اور ان سے متعلقہ آیات کو اس باب میں جگہ دی گئی۔

Marfat.com

حضرت محمد نے اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طب سکھانے کا اہتمام فرمایا۔ حضرت رُبیع رضی اللہ عنہا بنت معوذ زخمیوں کی مرہم پٹی اور غازیانِ اسلام کی خبر گیری کی ماہر تھیں۔ حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا بنتِ جحش نے احد میں طب و جراحت کی خدمات انجام دیں۔

اب ان جلیل القدر الطّبیبات کا ذکرِ القاب ہے۔ جن کو اس باب کے لیے منتخب کیا گیا ہے اس طرح اس باب میں مذکورہ خواتین کی تعداد ۱۲ ہو جائے گی۔

Marfat.com

حضرت رُفیدہ رضی اللہ عنہا اسلمیہ انصاریہ

یہ مدینہ کے معروف قبیلہ بنو اسلم کی بڑی معزز خاتون ہیں۔

اَلْمُمَرِّضَةُ الْاُوْلٰى (پہلی طبیبہ)

زخموں کا علاج اور مرہم پٹی وغیرہ کی ماہر تھیں، میدانِ جنگ میں ان کا ایک خیمہ (ابتدائی طبی امدادی مرکز) لگا ہوتا تھا، سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جب جنگِ خندق میں شدید زخمی ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِجْعَلُوْهُ فِيْ خَيْمَةِ رُفَيْدَةَ رضی اللہ عنہا ان کو رفیدہ رضی اللہ عنہا کے خیمے میں لے چلو۔ ان کا خیمہ مسجد کے صحن میں ہی لگتا تھا۔ (اسد الغابہ، رُفیدہ انصاریہ رضی اللہ عنہا)

اَلْمُحْتَبِسَةُ (حاضر باش طبیبہ)

اس ابتدائی طبی امدادی خیمہ کی وجہ سے حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا کو اَلْمُمَرِّضَةُ الْاُوْلٰى لقب دیا گیا۔ مریضوں کی مسلسل دیکھ بھال، حاضر باشی اور اپنے فریضہ کی بہتر انجام دہی کی وجہ سے ان کو "محتبسة مداواة الجرحى" (زخمیوں کی حاضر باش طبیبہ) لقب دیا گیا۔

(تفسیر اطفیش اباضی، الاحزاب: ۶۲)

☆ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مریضوں کی عیادت کے لیے اس خیمہ میں تشریف آوری فرماتے تھے صحن مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس خیمے کو جگہ دینے کا مقصد بھی یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیمارداری کی نگرانی میں آسانی رہے۔

(الاصابہ رفیدہ رضی اللہ عنہا)

Marfat.com

حضرت لیلیٰ شفاء رضی اللہ عنہا بنتِ عبداللہ رضی اللہ عنہ

حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کا شمار نہایت جلیل القدر صحابیاتؓ میں ہوتا ہے ان کا تعلق قریش کے خاندان عدی سے تھا، سلسلۂ نسب یہ ہے: لیلیٰ بنتِ عبداللہ بن عبد شمس۔ اَلسَّابِقَاتُ الْاَوَّلُ، السابیعات اور المھاجرات لقب والی خواتین میں سے ہیں (معرفۃ الصحابۃ۔ الشفاء بنت عبداللہ)

صَاحِبَةُ النَّمْلَة (چیونٹی کے دم والی) اَلْکَاتِبَةُ (لکھنے والی)

ایک دفعہ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی، یا رسول اللہ! میں جاہلیت میں جھاڑ پھونک کیا کرتی تھی اور چیونٹی کاٹنے پر یہ منتر پڑھا کرتی تھی کیا مجھے اب بھی ایسا کرنے کی اجازت ہے؟ چونکہ اس منتر میں شرک کی آمیزش نہیں تھی اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی بلکہ یہ فرمائش بھی کی کہ یہ منتر حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھی سکھا دو۔ حافظ ابن حجر کا بیان ہے کہ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے: عَلِّمِيْ حَفْصَةَ رُقِيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِهَا الْكِتَابَةَ حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھی چیونٹی کا منتر سکھا دو جیسا کہ تم نے اسے لکھنا سکھا دیا ہے۔

(۱) اس لحاظ سے وہ اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی استاد ہیں۔ اس قسم کی خواتین کو اَلْکَاتِبَہ لقب دیا جاتا تھا جو لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ (الاستیعات الشفاء بنت عبداللہ)

(۲) چیونٹی کے کاٹے کا دم ان کو صَاحِبَةُ النَّمْلَةِ یا صَاحِبَةُ رُقِيَةِ النَّمْلَةِ لقب دے گیا۔ (شرح الزرقانی فصل فی طبہ سے ماخوذ)

(۳) ان کے دم میں اللہ نے شفا رکھی تھی، (اس لئے ممکن ہے) ان کا لقب الشفاء اسی وجہ سے ہو۔ (اسد الغابہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا بنتِ عبداللہ رضی اللہ عنہ)

(۴) اسی شفاء کی وجہ سے وہ اَلطَّبِيبَة الْمُدَاوِيَة لقب سے یاد کی گئیں۔

(مشاہیر النساء المسلمات)

Marfat.com

حضرت لیلیٰ غفاریہ رضی اللہ عنہا

ان کا تعلق بنو غفار سے تھا: نہایت مخلص صحابیہ تھیں۔

اَلْمُعَالِجَةُ (علاج کرنے والی)

طب اور جراحی میں مہارت رکھتی تھیں۔ موسیٰ بن عبداللہ نے خود ان سے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوات میں شریک ہوتی تھیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔

(معرفۃ الصحابہؓ۔ لیلیٰ الغفاریہ رضی اللہ عنہا)

اَلْغَازِیَةُ (غزوات نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہونے والی)

حضرت نبی مکرم علیہ السلام کے ساتھ کسی ایک غزوہ میں نہیں متعدد معرکوں میں شریک ہو کر مجاہدین اسلام کی خدمت کی۔ (اسد الغابہ، الاستیعاب لیلیٰ الغفاریہ رضی اللہ عنہا)

اسی لیے اصحاب سیر نے ان کے نام کے ساتھ اَلْغَازِیَةُ اَلْمُعَالِجَة القاب کا لاحقہ ضروری سمجھا۔

Marfat.com

حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا نُسَیبہ انصاریہ

حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا ان خوش نصیب ہستیوں میں تھیں جو ہجرتِ نبوی سے پہلے ہی نعمتِ اسلام سے بہرہ یاب ہوگئی تھیں۔ قیاس یہ ہے کہ انہوں نے ۱۲ھ بعثت میں بیعتِ عقبہ اولیٰ کے بعد قبول اسلام کی سعادت حاصل کی، اس طرح وہ انصار کے "اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ" میں شامل ہو گئیں۔

غَازِیَۃٌ (غزوات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شریک ہونے والی)

یہ لقب مسلم کی حدیث ۱۸۱۲ کے بابُ النساءِ الغازیات سے ماخوذ ہے حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات غزووں میں شریک ہوئی، میں مجاہدین کے کجاووں کی دیکھ بھال کے لیے پیچھے رہتی، مجاہدین کے لیے کھانا پکاتی، زخمیوں کا علاج کرتی اور مصیبت زدوں کی نگہداشت کرتی تھی۔ (صحیح مسلم باب النساء الغازیات)

اَلطَّبِیبَۃُ الْخَافِضَۃُ (دوادار اور ختنے کرنے والی)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا طب میں بھی ادراک رکھتی تھیں یا کم از کم زخمیوں کی مرہم پٹی وغیرہ کے کام میں مہارت رکھتی تھیں۔ ان کے تذکرہ کے اندر الاصابہ اور اُسد الغابہ میں ان کا ایک لقب اَلْخَافِضَۃُ (ختنہ کرنے والی) لکھا ہے۔ جس سے ان کے الطبیبۃ ہونے کی بھی تائید ہوتی ہے اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خصوصی ہدایات سے بھی نوازا۔

Marfat.com

غَاسِلَۃُ الزَّیْنب رضی اللہ عنہا (حضرت زینبؓ کو غسل دینے والی)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا یوں تو مدینہ میں الغاسلۃ (میت کو غسل دینے والی) تھیں، جب انہوں نے بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تو غَاسِلَۃُ الزَّیْنب معروف ہوگئیں: (معرفہ الصحابہ نسیبہ رضی اللہ عنہا)

۸ ہجری میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا نے چند دوسری خواتین کے ساتھ مل کر انہیں آخری غسل دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پردے میں کھڑے ہوکر ان کو نہلانے کی ترکیب بتلائی۔

تمام مورخین نے ان کا لقب غاسلۃ الزینب رضی اللہ عنہا لکھا ہے (اسد الغابہ، اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا)

اَلْمُبَایِعَۃُ (بیعت کرنے والی)

اسد الغابہ میں ان کے تذکرہ کے اندر موجود ہے کہ ان کے ساتھ دیگر کئی خواتین سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیعت لی کہ میت پر نوحہ نہ کریں۔ بیعت النساء میں خصوصی شرکت کی وجہ سے اَلْمُبَایِعَۃ قرار پائیں۔ حافظ ابن عبدالبر اندلسی رحمتہ اللہ علیہ نے ''الاستیعاب'' میں حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ رائے ظاہر کی ہے " کَانَتْ مِنْ کِبَارِ نِسَاءِ الصَّحَابَۃِ رِضْوَانَ اللہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن

''صحابیات رضی اللہ عنہن میں ان کا بڑا مرتبہ تھا۔''

اس بیعت میں یہ آیت اتری: یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ یُبَایِعْنَكَ

(الممتحنۃ آیت نمبر ۱۲)

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ جب مومن عورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیعت کے لیے آئیں'' اس ارشاد قرآنی میں جن اَلْمُبَایِعَات کو اَلْمُؤْمِنَات قرآنی لقب سے نوازا گیا حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا ان میں سے ہیں۔ (تفسیر التحریر آیتِ ہذا)

Marfat.com

ملاحظہ:

قارئین کتاب! کیا خوب ہے رنگ و نور جو الطّیّبات، صحابیاتؓ کے مجاہدات اور حسین تذکرہ کا ہالہ لیے ہمارے قلوب اور جانوں کو مسلسل دعوتِ جہاد دے رہا ہے۔ اب پڑھ لیتے ہیں ان منفرد صحابیاتؓ کے القاب و خطابات جن کو مذکورہ ابواب میں سے کسی میں بھی جگہ نہ مل سکی، اس لیے کہ وہ عہد آفریں شخصیات ہیں۔

Marfat.com

باب 17

اَلْمُتَفَرِّقَات

(مختلف صحابیاتؓ رضی اللہ عنہن کا ذکرِ القاب)

ابواب کی تقسیم و ترتیب کی ایک حد ہوتی ہے ایک مصنف و مؤلف کچھ ایسے مضامین اپنے دل و دماغ کے گوشے میں ضرور جمع رکھتا ہے، جسے المتفرقات عنوان دے کر کتاب کا حصہ بنا سکے اور اسے ایک باب ہی لکھے، سترھواں باب اسی تسلسل کا حصہ سمجھا جائے جس کی ابتداء ازواج مطہراتؓ سے ہوئی اور اختتام اَلطَّیِّبٰات پر ہوا۔

Marfat.com

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت ثعلبہ انصاریہ

خویلۃ یا خولہ بنت حکیم اور خولہ بنت مالک بن ثعلبہ بن اصرم بن فہر بھی معروف ہیں حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے شوہر اوسؓ بن صامت ایک معمر آدمی تھے۔

ایک دن غصے میں آ کر اپنی اہلیہ (حضرت خولہ رضی اللہ عنہا) سے کہہ دیا ''اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ'' (یعنی تو میرے اوپر ایسی ہے جیسی میری ماں کی پیٹھ) اس زمانے میں اس طرح کے الفاظ کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ''تم مجھ پر میری ماں کی طرح حرام ہو'' اس قسم کے فعل کا نام ''ظہار'' ہے۔ جب ان کا غصہ اترا تو سخت پریشان ہوئے۔

اَلْمُجَادِلَۃُ (بار بار اصرار کرنے والی)

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا فوراً رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں، سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے۔ خولہ رضی اللہ عنہا نے سارا قصہ بیان کر کے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے طلاق ہوگئی تو میں کہاں جاؤں گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اس مسئلے میں ابھی تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم نہیں دیا گیا۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سن کر حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نالہ وفریاد کرنے لگیں اور بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگیں کہ اوسؓ میرا ابن عم ہے، اس کی تند مزاجی اور بڑھاپے کا حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر روشن ہے۔ اس نے غصہ میں آ کر ایسی بات کہہ دی ہے جو میں قسم کھا کے کہتی ہوں کہ طلاق نہیں ہے۔ خدارا کوئی ایسی صورت بتائیں کہ میری اور میرے بوڑھے شوہر اور بچوں کی زندگی تباہ ہونے سے بچ جائے۔ (حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے باصرار اپنی بات منوانے کی کوشش کی اس لیے ان کو تمام اہلِ سیر نے اَلْمُجَادِلَۃُ لقب سے یاد کیا ہے (الاصابہ خولہ رضی اللہ عنہا بنتِ ثعلبہ، المجادلۃ) ان ہی اَلْمُجَادِلَۃ کے اس بحث ومباحثے کے بارے میں۔

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (حضرت خولہؓ نے جو حالات بیان کیے تو) یہ منظر اتنا دردناک تھا کہ میں اور گھر کے سارے لوگ اشکبار ہو گئے ان ہی کے لقب المجادلۃ پر اس سورت کا نام المجادِلۃ رکھا گیا۔ (الطبقات الکبریٰ واخوہ اوس بن صامت رضی اللہ عنہ)

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا اصرار جاری تھا کہ یکایک رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: خولہ! رضی اللہ عنہا ذرا انتظار کر شاید اللہ تعالیٰ نے تمھارے معاملہ کا فیصلہ کر دیا ہے۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے لیے یہ سخت امتحان کی گھڑی تھی۔ انہیں ڈر تھا کہ فیصلہ میرے خلاف ہوا تو اس صدمے سے جانبر نہ ہو سکوں گی، لیکن جب محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو متبسم پایا۔ اس سے ان کے دل کو قرار آ گیا اور خوشخبری سننے کے لیے کھڑی ہو گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خولہ! رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ نے تمہارا فیصلہ کر دیا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ مجادلہ پڑھی، اس کی پہلی ہی آیت حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تھی

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِىْ تُجَادِلُكَ فِىْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِىْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ ۢ بَصِيْرٌ (المجادلہ)

اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ سے فریاد کیے جاتی ہے۔ اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے بیشک اللہ سمیع اور بصیر ہے۔

(اسباب نزول القرآن تفسیر المظہری سورۃ المجادلۃ)

اَلْمُظَاهَرُ مِنْهَا (جن سے ظہار کیا گیا)

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کو جس قسم کے الفاظ ان کے خاوند نے کہے اسے ''ظہار'' کہتے ہیں اس لیے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا ایک لقب اَلْمُظَاهَرُ مِنْهَا ہے، یعنی وہ خاتون جس سے ظہار کیا گیا (معرفۃ الصحابۃ، خولہ رضی اللہ عنہا) ان کے بارے میں نزول قرآن ہوا اس کی وجہ سے صحابہؓ ان کا احترام کرتے تھے کچھ لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے ان کو روکا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے زمانہ جاہلیت کی اوقات یاد دلائی اور خوب نصیحتیں کیں۔ ان کے ہم سفر صحابہؓ میں سے خاص لوگ تھے، سب نے محسوس کیا کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے سارے قافلے اور ان امور کو نظر انداز کر دیا جس کے لیے یہ قافلہ رواں تھا، کسی نے عرض کی: اے عمر رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک بڑھیا کے لیے اتنا

Marfat.com

وقت دیا اور سب کام چھوڑ کر اس کی بات سنی؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ وہ خاتون ہیں جن کی بات سات آسمانوں سے سنی گئی (اور جواب بھی دیا گیا) اس آیت کے شانِ نزول میں حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ کی اہلیہ جمیلہ رضی اللہ عنہا کا نام بھی آیا ہے۔

(الاستعیاب، خولہ رضی اللہ عنہا بنت ثعلبہ)

Marfat.com

حضرت اُمّ یاسر یُسیرہ رضی اللہ عنہا بنت یاسر انصاریہ

صحابیاتؓ مہاجرات میں سے ہیں ان سے گیارہ حدیثیں مروی ہیں۔ کلماتِ تسبیح کو انگلیوں پر گننے کی مشہور روایت ان ہی سے مروی ہے۔

اَلْمُسَبِّحَةُ الْمُهَلِّلَةُ (سُبْحَانَ اللهِ اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ پڑھنے والی)

سورہ حزاب آیت نمبر ۳۵ میں اللہ نے فرمایا: وَ الذَّاكِرِيْنَ اللهَ كَثِيراً وَّالذَّاكِرَاتِ ''اور اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور عورتیں'' آیت کے آخر میں ذکر کرنے والی خواتین اور مردوں کو مغفرت کا وعدہ ارشاد فرمایا۔ حضرت یُسیرہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: اے مومنات! تم سُبْحَانَ اللہ اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ اور سُبْحَانَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْس يا سُبُّوحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْح پڑھنے کو اپنے اوپر لازم سمجھو اور اپنی انگلیوں پر گنو اس لیے کہ انگلیوں سے پوچھا جائے گا اور یہ جواب دیں گی، اور اس میں غفلت نہ کرنا ورنہ خدا کی رحمت تم کو بھلا دے گی۔

(مسند احمد ۶/۳۷۰، استعیاب یُسیرہ انصاریہ رضی اللہ عنہا)

(۱) اس روایت کو عام کرنے کی وجہ سے ان کا لقب اَلْمُسَبِّحَةُ الْمُهَلِّلَةُ ہے۔

(حلیۃ الاولیاء یسیرہ رضی اللہ عنہا)

(۲) ان سے مخاطب ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مومنات! یہ ان کے اَلْمُؤْمِنَةُ الْكَامِلَه ہونے کی بین دلیل ہے۔

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا: تمہاری انگلیوں سے پوچھا جائے گا اس ارشاد میں آپؐ کا اشارہ سورۃ النور کی اس آیت نمبر ۸ کی طرف ہے۔ جس میں فرمایا:

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ

(قیامت کے دن) زبانیں، ہاتھ اور ان کے پاؤں بھی ان کے خلاف گواہی دیں گے'' اس لیے ہمیں انگلیوں پر تسبیحات پڑھنی چاہئیں تاکہ یہ ہمارے حق میں بھی گواہ بن جائیں۔

Marfat.com

حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا بنتِ عبداللہ انصاریہ

خزرج کے خاندان ''بنو حبلی'' سے تھیں۔ سلسلۂ نسب یہ ہے۔

جمیلہ بنتِ عبداللہ بن ابی بن مالک بن حارث بن عبید راس المنافقین عبداللہ بن اُبی (جو ابن اُبی بن سلول کے نام سے مشہور ہے) کی بیٹی اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبداللہ کی ہمشیرہ تھیں۔ سعادت اندوزِ اسلام ہوئیں اور شرفِ صحابیت سے بھی بہرہ ور ہوئیں۔ ان کی شادی خطیبِ رسول اللہ حضرت ثابتؓ بن قیس انصاری سے ہوئی۔

اَلْمُخْتَلِعَةُ (خلع کرنے والی)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یُخْرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْر (البقرہ: ۲۵۷) اللہ ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے۔

حضرت جمیلہ ایک بڑے دشمن اسلام (ابنِ ابی منافق) کی بیٹی ہو کر بھی نورِ اسلام کی طرف آ گئیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس کی زوجہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا، یا رسول اللہ: مجھے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے شوہر کی عادت یا ان کے دین کے بارے میں کوئی شکایت نہیں ہے لیکن مجھے اسلام میں کفر کرنا گوارا نہیں ہے۔ (یعنی شوہر کے ساتھ قلبی کراہیت بھی ایک قسم کا کفر ہے)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ان کا وہ باغ جو انہوں نے تم کو مہر میں دیا تھا واپس کر سکتی ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس سے فرمایا، میرا مشورہ یہ ہے کہ تم باغ لے لو اور ان کو طلاق دے دو۔ (باب الخلع وکیف الطلاق بہ) ابن الاثیر لکھتے ہیں: ذٰلِكَ اَوَّلُ مَنْ خَلَعَ فِی الْاِسْلَامِ۔ اسلام میں یہ پہلا خلع تھا۔ (اسد الغابہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی)

Marfat.com

اسی لیے ان کا لقب اَلْمُخْتَلِعَةُ معروف ہو گیا۔

(معرفۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم جمیلہ رضی اللہ عنہا بنت ابی عبداللہ بن ابی)

ان کی تائید و حمایت میں یہ آیت اتری:

فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ

(البقرہ ۲۲۹، تفسیر الرازی)

اگر تم (میاں بیوی کو) یہ خوف ہو کہ تم اللہ کی حدود (آپس کے حقوق) کی رعایت نہ کر سکو گے تو (ایسے مرد و خاتون) کے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ مالی معاوضے کے بدلے (میں ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں)۔

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنتِ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عتیک النضیری

ان کا نکاح ان کے عم زاد حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ بن وہب بن عتیک سے ہوا اور جدائی تین طلاقوں کے ساتھ ہوگئی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ الزُّبیر القرظی سے ہوا۔ انہوں نے بھی خلوت کے بغیر ان کو طلاق دے دی، یہ نبی علیہ السلام کے پاس آئیں کہ میں اپنے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہوں (اب ان سے میرا نکاح کیسے ہوگا؟) ادھر آسمانوں سے یہ حکم آچکا تھا۔ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

(البقرہ: ۲۳۰)

"(یہ دوسرا شوہر بھی) اسے طلاق دے تو (پہلے شوہر کے لیے اس وقت تک) حلال نہ ہوگی جب تک کہ (شوہر ثانی سے) قربتِ خاص نہ کر لے۔"

اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو چاہیے کہ وہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے پاس مزید رہیں۔

(اسد الغابہ، رفاعہ رضی اللہ عنہ بن وہب)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام تھمیہ، اُمیمۃ، الرُّمیصاء، الغمیصاء بھی آتے ہیں۔

(اسد الغابہ، رفاعہ رضی اللہ عنہ بن وہب)

Marfat.com

حضرت مُعاذہ رضی اللہ عنہا بنت عبداللہ

ایک نام رُقیقہ مسیکہ منقول ہے۔ (الاصابہ، معاذہ رضی اللہ عنہا)
ممکن ہے کہ ان کے ساتھ دوسری باندی کا نام ہو۔

سلسلۂ نسب یہ ہے معاذہ رضی اللہ عنہا بنتِ عبداللہ بن جریر الضر یر بن اُمیہ۔ ان جیسے کتنے مظلوم انتظار میں تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئیں اور ان کو ظلم سے نجات ملے۔ حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سلول کی کنیز تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فطرت صالح عطا کی تھی جیسے ہی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ شرفِ اسلام سے بہرہ یاب ہو کر قرآنی لقب السابق الاوّل کی مصداق ہوگئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی سعادت بھی حاصل کی، اس لیے المُبایعہ لقب پایا۔

(الاصابہ معاذۃ رضی اللہ عنہا بنتِ عبداللہ)

اَلْعَفِيفَةُ، اَلتَّائِبَةُ (پاک دامن، توبہ کرنے والی)

عبداللہ بن اُبی مدینہ کا ایک سردار ان پر طرح طرح کے ظلم کرتا تھا اور ان کو بدکاری پر مجبور کرتا تھا لیکن وہ پاکدامنی کی زندگی گزارنے پر مصر تھیں۔ بالآخر قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی :وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّناً لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا۔ (سورہ نور آیت ۳۳)

''اور اپنی لونڈیوں کو جو پاک دامن رہنا چاہتی ہیں دنیا کے عارضی فائدے کے لیے حرام کاری پر مجبور نہ کرو'' اس آیت کے نزول کے بعد حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا کو عبداللہ بن اُبی کے پنجۂ استبداد سے رہائی نصیب ہوئی۔ (تفسیر ابن حاتم ۱۳۴۹۰) برائی سے بچنے کی خوئے حسنہ کی وجہ سے ان کو اَلْعَفِيفَةُ، اَلتَّائِبَةُ لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

(مشاہیرُ النساءِ المسلمات، العفیفۃ مسیکۃ التائبۃ)

Marfat.com

حضرت مُسیکہ رضی اللہ عنہا و حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا

یہ دونوں بھی رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کی لونڈیاں تھیں اور وہ ان کو بدکاری پر مجبور کرتا تھا ،ہجرت نبویؐ کے بعد ان دونوں نے اسلام قبول کرلیا اور عبداللہ کا حکم ماننے سے انکار کردیا عبداللہ نے برافروختہ ہوکر دونوں پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی مظلومی کا علم ہوا تو حضرت صدیق نے ان دونوں کو اپنے زنان خانہ میں چھپا دیا اس پر عبداللہ بہت سیخ پا ہوا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ آپ کو اس بات کا حق نہیں پہنچتا کہ ہماری لونڈیوں کو بہکائیں اور پناہ دیں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک بات نہ سنی، اس وقت قرآن حکیم کی آیت:

وَلَا تُكْرِهُوْ فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّناً لِتَبْتَغُوْ اعَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا نازل ہوئی۔ (النور: آیت نمبر ۳۳)

اَلتَّائِبَةُ (توبہ کرنے والی)

حضرت مسیکہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا اسلام کی بدولت عبداللہ کے پنجۂ ستم سے آزاد ہو گئیں (تفسیر ابن ابی حاتم: ۱۳۴۹۰) قبول اسلام کے بعد ان کی پاکدامنی کی کوشش پر ان کو اَلْعَفِيْفَة لقب ملا اور ان کو اَلتَّائِبَة بھی کہا جاتا ہے۔ (مشاہیر النساء المسلمات)

Marfat.com

حضرت اُمّ خالد رضی اللہ عنہا بنتِ خالدؓ بن سعید

حضرت اُمّ خالد رضی اللہ عنہا کا اصل نام امۃ تھا۔ سلسلۂ نسب یہ ہے۔

اُمِّ خالد رضی اللہ عنہا امۃ بنتِ خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن العاص بن اُمیہ۔

حَنِیفَۃ (یکسو)

یہ ابراہیمی لقب ہے جو ان صحابیاتؓ کو ملا جو پیدائشی مسلمان تھیں ۶ بعد بعثت میں) مظلوم صحابہؓ کے ایک بڑے قافلے نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ اس قافلے میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن العاص اور ان کے بھائی حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن سعید بھی شامل تھے، ان کے ساتھ ان کی بیویاں اُمینہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ صفوان بھی تھیں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن سعید غزوہ خیبر تک حبشہ میں مقیم رہے۔ ان کے قیام حبشہ ہی کے زمانے میں حضرت اُمّ خالد رضی اللہ عنہا حضرت امینہ کی ولادت ہوئی۔ انہوں نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی اس پر پہلے ہی نورِ اسلام جلوہ فگن تھا۔ اس لیے وہ پیدائشی مسلمان تھیں۔ اس قسم کے توحید پرستوں کا حنیف لقب قبل از اسلام بھی تھا۔ جیسے حضرت جارود العبدری (یعنی بشر بن عمرو رضی اللہ عنہ) نے اسلام قبول کرنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا تھا تو اس میں لکھا تھا: میں عیسائیت و یہودیت سے بے زار حنیف (اسلام کے لیے یکسو) ہوں (الاستیعاب جارود العبدری) اللہ تے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو یہ لقب یوں دیا:

وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيفاً مُّسْلِماً (ال عمران:۶۷)

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر مذہب سے منہ موڑ کر صرف اسلام کے ہو رہے تھے۔ اب حَنیف ہر اس شخص کا لقب ہے، جو اللہ پر ایمان لائے اور شرک سے بری ہو (تفسیر تحریر والتنویر سورۃ البینۃ) اس لحاظ سے کامل حنیف وہ مرد اور حنیفہ وہ عورت ہے جس نے ایسے ماحول میں آنکھ کھولی کہ ایمان کا نور وہاں پر موجود تھا اور شرک کی ظلمت نہ تھی۔

Marfat.com

اَلْمُهَاجِرَة (ہجرت کرنے والی)

حضرت اُمّ خالد رضی اللہ عنہا اس وقت سنِ شعور کو پہنچ چکی تھیں جس وقت ان کے والدین اور دیگر لوگ حبشہ سے روانہ ہونے لگے تو نجاشی شاہِ حبشہ نے نہایت عقیدت سے ان کو پیغام دیا کہ تم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام پہنچا دینا۔

حضرت اُمّ خالد رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھی جن کو شاہِ حبشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سلام کا پیغام دیا تھا۔ چنانچہ میں نے بھی دوسرے مسلمانوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نجاشی کا سلام پہنچایا۔ (ان مہاجرین کو ذُوالْهِجْرَتَيْن اور اَصْحَابُ السَّفِيْنَة لقب دیا گیا (الاصابہ امۃ بنتِ خالد رضی اللہ عنہا) اس لیے کہ انہوں نے (۱) مکہ سے حبشہ کو ہجرت کی (۲) حبشہ سے مدینہ ہجرت کی (۳) یہ ہجرت کشتی میں ہوئی۔

صَاحِبَةُ الْخَمِيْصَة (پھولدار چادر والی)

ایک دفعہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں سے تحفہ میں ایک پھول دار سیاہ چادر آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ چادر کس کو دوں؟ لوگ چپ رہے ان کی خاموشی کا مطلب یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس کو چاہیں وہ چادر دے دیں اور سب منتظر تھے کہ صَاحِبَةُ الْخَمِيْصَة (پھولوں والی اس چادر کی مالک) کون بنے گا، ہم لوگوں کو رشک آنے لگا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اُمّ خالد رضی اللہ عنہا کو بلاؤ'' ایک صاحب دوڑے گئے اور حضرت اُمّ خالد رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یاد فرما رہے ہیں۔ وہ فوراً بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت محبت اور شفقت سے وہ چادر ان کو مرحمت فرمائی اور ساتھ ہی دو دفعہ فرمایا: اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ ''پہنو اور پرانی کرو'' یعنی خوب پہنو: پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم چادر کے پھولوں پر ہاتھ رکھ کر حضرت اُمّ خالد رضی اللہ عنہا کو دکھاتے اور فرماتے ''اُمّ خالد رضی اللہ عنہا دیکھو یہ سنہ ہے یہ سنہ ہے۔ حبشی زبان میں ''سنہ'' کے معنی ہیں ''خوشنما'' اُمّ خالد رضی اللہ عنہا حبشی زبان جانتی تھیں۔ وہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سن کر باغ باغ ہوئی جاتی تھیں۔ (معرفۃ الصحابہ اُمّ خالد رضی اللہ عنہا بنتِ خالد رضی اللہ عنہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے یہ چادر ان کو ملی، اس لیے وہ صَاحِبَةُ الْخَمِيْصَة (چادر والی) معروف ہوگئیں۔

Marfat.com

زوجۂ حضرت ابو قیس صرمہ رضی اللہ عنہا

مشہور صحابی حضرت ابو قیس صرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی انس قیس کی اہلیہ تھیں۔ حضرت ابو قیس صرمہ رضی اللہ عنہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں نزولِ اجلال فرمانے کے بعد سعادت اندوزِ اسلام ہوئے۔ اس وقت ان کا عالم پیری تھا ضعیف العمری کے باوجود پابندی سے روزے رکھتے تھے اور دن بھر کھیت میں کام کرتے تھے۔ ایک دن رمضان المبارک کے مہینے میں شام کو گھر آئے اور افطار کے لیے بی بی سے کھانا مانگا۔ سوءِ اتفاق سے گھر میں کچھ نہ تھا وہ باہر گئیں کہ کھانے پینے کی کوئی چیز تلاش کر کے لائیں۔ لیکن اس اثناء میں حضرت ابو قیس رضی اللہ عنہ کی آنکھ لگ گئی اور وہ کھانا نہ کھا سکے ،ابتدائے اسلام میں قاعدہ تھا کہ افطار کے وقت کوئی سو جائے تو تمام رات اور دوسرے دن تک روزہ رکھے۔ بی بی نے واپس آ کر انہیں سوتے دیکھا تو کہا خَیْبَةً لَّكَ (تم پر افسوس ہے) وہ صبح اُٹھے تو پھر روزہ رکھے ہوئے کام دھندے کے لیے نکل گئے۔ دوپہر ہوئی تو کام کی محنت اور بھوک کی شدت سے بے ہوش ہو گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ۔ (البقرہ:۱۸۷) (کھاؤ پیو اس وقت تک کہ تم کو سفید خط صبح (صادق) کا سیاہ خط سے متمیز ہو جائے) یعنی تم لوگ طلوع فجر تک کھانا کھا سکتے تھے۔ بارگاہ الٰہی سے یہ سہولت پا کر لوگ بہت خوش ہوئے۔

اَلْمَرْاَةُ الْقُرْاٰنِيَة (قرآن میں مذکور خاتون)

اس قسم کی خواتین کو یہ لقب دیا جاتا ہے، جن سے متعلق کسی واقعہ کی وجہ سے قرآنِ کریم کی کوئی آیت نازل ہو۔ (النساء المسلمات) زوجہ ابو قیس رضی اللہ عنہ ان ہی عورتوں میں سے جن کے گھر میں موجود کسی مشکل کا حل آسمانوں سے اترا اور رہتی دنیا تک مسلمانوں کے لیے آسانیاں پیدا ہو گئیں۔

Marfat.com

حضرت ضُباعہ رضی اللہ عنہا بنتِ زبیر

بنو ہاشم سے تھیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زبیر بن عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں ان کا نکاح مشہور صحابی حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بن عمر والاسود سے ہوا۔

اَلْمُشْتَرِطَة: شرط لگانے والی)

حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: میں بیمار ہوں حج پر جانا چاہتی ہوں، شاید راستے میں مرض بڑھ جائے اور جا نہ سکوں تو کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم حج کا ارادہ کرتے وقت اللہ سے یہ شرط لگالو کہ جہاں مجبوری پیش آ جائے تم احرام کھول دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی ارادہ کیا (اور ان سے یہ قرآنی حکم ساقط ہوگیا وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ (البقرہ ۶) اور حج وعمرہ کو اللہ کے لیے پورا کرو۔ (البغوی)

حالتِ احرام میں کوئی ایسا عذر پیش آیا جس کی وجہ سے احرام کھولنا جائز تھا۔ حلال ہونے سے پہلے احرام کھولنے کو اَلِاشْتِرَاطُ کہتے ہیں۔ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کو کسی بیماری کی وجہ سے اشتراط کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اس لیے ان کا لقب اَلْمُشْتَرِطَةُ ہے۔ (معرفۃ الصحابہ ضباعہ رضی اللہ عنہا)

اس مسئلہ میں مکمل بحثیں کتابوں میں ہیں کہ اَلْمُشْتَرِطُ آئندہ سال قضاء کرے یا نہ کرے یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کے لیے نبی علیہ السلام نے قرآنی حکم میں ان کے عذر کی رعایت فرما کر صادر فرمایا۔ اس طرح وہ ان قرآنی شخصیات میں سے ہیں جن کے عذروں کی وجہ سے قیامت تک آنے والی خواتین کو آسانیاں مل گئیں۔

Marfat.com

حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا بنت معوذ رضی اللہ عنہا بن عفراء الانصاریہ

حضرت معوذ بن عفرا رضی اللہ عنہ (شہید بدر) کی صاحبزادی اور حضرت ربیع بنت معوذ کی بہن تھیں۔

مُستَجابُ الدَّعْوَات (جن کی دعائیں قبول تھیں)

بڑی عابدہ، زاہدہ اور دین اسلام کی داعیہ متورّعہ تھیں، مُجَابُ الدَّعْوَۃ لقب ہے (الاستیعاب۔ فریعہ رضی اللہ عنہا بنت معوذ رضی اللہ عنہ) مجابُ الدعوۃ یا مستجابُ الدعوات ان صحابہؓ وصحابیاتؓ کا لقب ہے، جن کے بارے میں یہ معروف تھا کہ ان کے اہتمام رزق حلال اور اقدامِ صدقِ مقال یعنی سچی گفتگو کی وجہ سے اللہ نے ان کو یہ اعزاز بخشا کہ ان کی ہر دعا قبول ہوتی تھی۔

صحابہ کرامؓ میں متعدد حضرات کو یہ لقب ملا، خواتین میں بہت کم صحابیاتؓ کا یہ لقب معروف ہوا، یقیناً حضرت فریعہ رضی اللہ عنہا جیسی خواتین اور بھی ہوں گی (تذکرہ ایک کا ہی مل سکا) دعا کرنے والوں کے لیے اللہ نے فرمایا: أُجِیبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (البقرہ:۱۸۶)

''جب مجھے کوئی پکارتا ہے تو میں اس کی پکار سنتا ہوں''

قبولیتِ دعا کے مختلف درجات میں سے ایک یہ ہے کہ جو مانگا جائے وہی مل جائے خاصانِ خدا کو ملتا ہے۔ اس آیت کے لفظ (أُجِیبُ) سے مجابُ الدعوۃ لقب تخریج کیا گیا ہے، جس کا ذکر اوپر ہوا۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت الضّحاک

ان کے سامنے سیدنا محمد عربی علیہ السلام سے نکاح کا تذکرہ کیا جو بسر وچشم قبول کرلیا، سلسلہ جنبانی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وحفصہ رضی اللہ عنہا کے اسماءِ گرامی بھی آتے ہیں، نکاح بحسن وخوبی ہوگیا۔

اَلْمُسْتَعِیْذَۃُ (پناہ لینے والی)

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہونا، اُمّ المومنین بننا اور ہر ثواب کے کام میں دو اجروں کا مستحق ہونا بہت بڑی دولت تھی لیکن وہ محروم رہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے پاس گئے تو منہ چھپائے بیٹھی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام نکاح دینے کے لیے گفتگو کی، تو وہ کہنے لگیں۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں (یہ ممکن ہے نادانی میں کہہ دیا ہو)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے بڑے کی پناہ لی ہے، تم آزاد ہو۔

لوگوں نے خاتون سے پوچھا: تم نے یہ جواب کیوں دیا؟ تمہیں معلوم بھی تھا کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ وہ کہنے لگیں: میری بدقسمتی ہے کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات کردی، میرے علم میں نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بات کررہے ہیں۔

اس کے بعد تو وہ پوری عمر افسوس کرتی رہیں، وہ خاتون کون تھیں؟ مختلف نام آتے ہیں۔

(۱) حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا (۲) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت الضحاک (۳) حضرت مَلیکہ اللیثیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ (معرفۃ الصحابہ ذکر الکندیہ)

اَلشَّقِیَّۃُ (کم نصیب)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت النعمان الکندیہ (ان کے نام میں کچھ اختلاف بھی ہے) ان کو بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے لیے تجویز فرمالیا لیکن انہوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ

Marfat.com

میں اللہ کی پناہ لیتی ہوں، بعد میں اس محرومی پر ان کو بہت افسوس ہوا اور اپنا لقب خود ہی الشَّقِیَّۃُ رکھ لیا۔

(الاصابۃ الاستیعاب اسماء بنت النعمان)

ملاحظہ: صحابہؓ وصحابیاتؓ کے ایسے واقعات پڑھ کر ہم پر یہ واجب رہتا ہے کہ ہم ان کا ادب ملحوظ رکھیں کہ یہ ان کے ذاتی معاملات تھے جن کی معافیاں بھی پندرہ سو سال پہلے ہو چکیں، ہم ان سے معافی، توبہ اور استغفار کا سبق حاصل کریں اور بس۔

ہمارے لیے ان مغفور ہستیوں پر تبصرہ مناسب نہیں۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ ولید رضی اللہ عنہ القرشیہ

قریش کے خاندان بنو عبد شمس سے تھیں: سلسلۂ نسب یہ ہے۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ ولید بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد الشمس بن عبد المناف۔

اَلسَّابِقَةُ الْمُهَاجِرَةُ (قبولِ اسلام میں سبقت اور ہجرت کرنے والی)

ان کے والد مسلمان نہ ہو سکے، حالتِ کفر میں بدر میں مارے گئے تو ان کے مسلمان چچا حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سعادت مند بھتیجی کا نکاح اپنے منہ بولے بیٹے اور آزاد کردہ غلام حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے (جو سالم رضی اللہ عنہ مولیٰ ابی حذیفہؓ کے نام سے مشہور ہیں) کر دیا ۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اولین ہجرت کا شرف بھی حاصل ہوا اس لیے وہ اَلسَّابِقَات والْمُهَاجِرَاتُ الْاَوَّلُ مسلمات میں سے ہیں یعنی جلدی مسلمان ہوئیں، اور بہت جلد ہجرت کی (معرفتہ الصحابتہ سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ)

اَفْضَلُ اَيَامٰى قُرَيْشٍ (قریش کی بے نکاحی عورتوں میں سب سے افضل)

انتہائی شرمیلی اور پردہ دار تھیں ان کی نیک سرشت اور پاکدامنی کی وجہؑ سے ان کو اَفْضَلُ اَيَامٰى قُرَيْش (قریش میں سب سے افضل کنواری) کا خطاب حاصل ہے۔

(الاستیعاب، فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت الولید رضی اللہ عنہ)

اَيَامٰى (اَیم) سے ماخوذ ہے، بے نکاحی خاتون کو کہتے ہیں خواہ بیوہ ہو یا کنواری، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اس سے قبل نہ ہوا تھا، تمام اہل سیر نے لکھا ہے کہ وہ اپنے زمانے میں قریش کی افضل ترین صالح و نیک نام بے نکاحی (کنواری) لڑکی تھیں۔ اللہ نے قرآنِ کریم میں فرمایا:

Marfat.com

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ (النور:۳۲)

اور تم اپنے ان مردوں اور عورتوں کے نکاح کردو جو بے نکاح ہوں اور نکاح کے قابل ہوں۔

آیت میں موجود الصالحین کا ایک معنیٰ وہ ہے جو ترجمہ میں لکھا گیا، اور ایک معنیٰ، ایمان واعمال صالح والے مرد وعورت (تفسیر القرطبی سورۃ النور آیت نمبر ۳۲) اس تفسیر کے لحاظ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی صالح طبیعت خواتین کا ذکر اس آیت میں ہے۔

صَاحِبَةُ الْأَزَار (شلوار کا اہتمام کرنے والی)

صحابیاتؓ جس شہر میں رہتی تھیں وہاں کی عورتیں ان کی تقلید کرتی تھیں، حضرت فاطمہؓ خود بیان کرتی ہیں کہ جب میں شام میں تھی تو اپنے جُبّے ریشمی کپڑے سے بناتی تھی (جُبّے میں مکمل جسم چھپ جاتا ہے، شلوار کی ضرورت نہیں رہتی، لیکن اس کے باوجود بطورِ احتیاط) شلوار یا اس جیسی کوئی محفوظ چیز پہننا شروع کی (چنانچہ میرے پاس آنے والی خواتین نے) مجھ سے پوچھا: کیا ریشمی جُبہ کافی نہیں تھا کہ تو نے ریشمی ازار کے ساتھ شلوار بھی شروع کردی۔

میں نے جواب دیا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا یہ فرماتے ہوئے کہ ایسی ازار استعمال کی جائے (یہ عورت کے لیے) اچھی ہے اس لیے میں نے یہ شروع کی ہے (معرفۃ الصحابہؓ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت الولید رضی اللہ عنہ)

خیر القرون میں شرعی پردے کے غیر معمولی اہتمام کے لیے ان کے اس اقدام کو بنظر استحسان دیکھا گیا، اہلِ شام کی بچیوں نے ان کی تقلید میں شلوار کا اہتمام کیا۔ اس لیے ان کو صاحبۃُ الازار لقب کا ملنا لازمی تھا۔ ان کی بیان کردہ اس حدیث کو بھی حدیثُ الازار لقب مل گیا۔

(الاصابہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ ولید رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ ابی حُبیش اَلْقُرَشِیَہ الاَسَدیہ

علم دین کے حصول کا شوق ان کو جہاں ایک لقب دے گیا وہاں ان کا نام ہمیشہ کے لیے زندہ کر گیا۔

اَلْمُسْتَفْتِیَۃ (فتویٰ پوچھنے والی)

حدیث وسیر کی اکثر کتابوں میں ان کا لقب اَلْمُسْتَفْتِیَۃ (فتویٰ پوچھنے والی) اس لیے معروف ہوا کہ انہوں نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بیماری کے اس خون کی حالت میں نماز کا مسئلہ پوچھا تھا جو حیض کے دنوں کے علاوہ آئے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو ایک رگ ہے جو جاری ہو جاتی ہے (حیض کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے) (معرفۃ الصحابہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ ابی حبیش)

اسلامی دنیا میں ہزاروں سال سے فتویٰ نویسی وفتویٰ طلبی کا کام جاری ہے اور سائل اپنے نام کے ساتھ اُلمستفتی لکھتا ہے، اس لفظ کی اصل ملی تو اس ایک طالبہ علم خاتون اسلام کے لقب سے ملی جبکہ یہ قرآنی لقب ہے جو طالبہ علم دین کو ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَيَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ (النساء:۱۷۶)

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (کلالہ کا) حکم پوچھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے کہ اللہ تمہیں (کلالہ کا) حکم دیتا ہے۔ قرآنِ کریم کی اس آیت سے تخریج کر کے صحابیہ کا لقب اَلْمُسْتَفْتِیَۃ (حکم پوچھنے والی) ہوا۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ قیس رضی اللہ عنہ القرشیہ الفہریہؓ

نسب نامہ اس طرح ہے۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ قیس بن خالد اکبر بن وہب بن ثعلبہ بن وائلہ

اَلسَّابِقَةُ الْاُوْلٰی (قبول اسلام میں سبقت والی) اَلْمُهَاجِرَةُ الْاُوْلٰی

دعوتِ حق کے ابتدا ہی میں شرفِ اسلام سے بہرور ہو گئیں اور ہجرت کے دورِ اوّل میں دوسری خواتین کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

اس لیے اَلْمُهَاجِرَةُ الْاُوْلٰی قرآنی لقب والی صحابیاتؓ کی جماعت میں جگہ پائی اور ان کو اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ (التوبہ آیت نمبر ۱۰۰) قرآنی لقب مل گیا۔ (اُسد الغابہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس رضی اللہ عنہ)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ قیس نے ایک دن رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سوال کیا: یارسول اللہ، کیا مال میں بھی کوئی حق ہے؟ ان کے اس سوال کے جواب میں قرآنِ کریم (سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۷۷ اتری) جس میں اعزہ، یتیموں، سائلین، غلاموں کی آزادی پر خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (احکام القرآن لابن عربی، سورۃ الزاریات: ۱۹)

صَاحِبَةُ بَیْتِ الشُّوْرٰی (جس کے گھر شوریٰ کا اجلاس ہوتا تھا)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت دُنیائے اسلام کا بڑا واقعہ تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مصلیٰ رسولؐ پر نماز میں شدید زخمی کر دیا گیا تو آپ نے چھ بڑے صحابہؓ پر مشتمل ایک جماعت تشکیل دی کہ ان حضرات میں سے کسی کو (امیر المومنین لقب دے کر) مسلمانوں کے امور سپرد کر دیے جائیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں جتنے مشورے ہوئے وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہی ہوئے۔ (ان کے گھر میں شوریٰ کے اجلاسوں کی وجہ سے ان کا یہ لقب صَاحِبَةُ بَیْتِ الشُّوْرٰی معروف ہوا تمام اہل سیر نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے اس اعزاز کا ذکر کیا ہے۔

(الاصابہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

حضرت اُمِّ مالک رضی اللہ عنہا انصاریہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُمِّ مالک رضی اللہ عنہا بہنر یہ کا دستور تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک کُپی میں گھی ہدیہ بھیجا کرتی تھیں ۔ایک دن نبی رحمتؐ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اس کُپی کو نچوڑلو: انہوں نے ایسا ہی کیا، وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ گھی کا برتن پھر گھی سے بھر گیا ہے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے یہ برتن ام مالکؓ کو واپس دے دیا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہنے لگیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہدیہ واپس کر دیا ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے صورت حال معلوم کی تو فرمایا: اسے لے جاؤ اللہ نے تمہیں تمہارا بدلہ جلد ہی دینا شروع کر دیا ہے (اسد الغابہ ام مالک رضی اللہ عنہ الانصاریہ)

صَاحِبَةُ الْعُكَّةِ (کُپی والی)

معجزہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کُپی کی مناسبت سے ایسی ہوئی کہ عرصہ دراز تک سب گھر والے اس سے کھاتے رہے ۔ایک دن اُمِّ مالک رضی اللہ عنہا کے بچے سالن مانگنے لگے اس وقت گھر میں کوئی چیز نہیں تھی ۔اُم مالک وہی کُپی اٹھالائیں، جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی بھیجا کرتی تھیں، انہوں نے اس کُپی کو نچوڑلیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تو نے اس کُپی کو نچوڑا تھا؟ انہوں نے عرض کیا، جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم نے اس کو نچوڑ نہ لیا ہوتا تو ہمیشہ اس سے گھی نکلا کرتا ۔(مسند احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ، البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر)

دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے بعد جن حضرات پر بھی معجزات رسولؐ کے ظہور کا اعزاز ملتا تھا، لوگ انہیں بابرکت سمجھتے تھے حضرت ام مالک رضی اللہ عنہا کو اس معجزہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی وجہ سے شہرت ملی ہے، اس لیے وہ 'صَاحِبَةُ الْعُكَّة لقب پا گئیں ۔(معرفۃ الصحابہ، ام مالک رضی اللہ عنہا الانصاریہؓ)

Marfat.com

حضرت جثّامہ رضی اللہ عنہا (حسّانہ) مُزنیہ

ان کا تعلق بنومزینہ سے تھا، ہجرت نبوی ﷺ سے پہلے سعادت اندوزِ اسلام ہوئیں، وہ اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے اکثر ملنے آیا کرتی تھیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ علیہ نے ''مستدرک'' میں لکھا ہے کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے کئی سال بعد وہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ آئیں اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، بہت بوڑھی ہو چکی تھیں، اس لیے حضور ﷺ نے پہلی نظر میں ان کو نہ پہچانا،

حَسَّانَۃ (خوبصورت)

نبیؐ نے پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ: میرا نام جثّامۃ (بہت سونے والی) ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا'' بلکہ تو حسّانہ مُزنیہ ہے'' پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا۔ ''تم لوگ کس حال میں ہو؟ ہمارے بعد تم کیسے رہے؟''

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہم بالکل خیر وعافیت کے ساتھ رہے۔ جب وہ چلی گئیں تو اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے پوچھا ''یا رسول اللہ، اس بڑھیا کی آپ نے بہت تعظم وتکریم کی۔

صدّیقہ خدیجہ رضی اللہ عنہا (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دوست)

حضور ﷺ نے فرمایا: یہ خاتون ہمارے پاس (حضرت) خدیجہ رضی اللہ عنہا کے زمانہ میں آیا کرتی تھیں اور یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دوست ہیں، پرانے ملنے والوں سے اچھی طرح ملاقات کرنا بھی ایمان کی نشانی ہے۔ (اسد الغابہ، حَسَّانۃ المزنیۃ)

یہاں دو القاب کا بیان ہے:

Marfat.com

(۱) رسول رحمت ﷺ نے جب اس خاتون سے نام پوچھا تو انہوں نے جَثَّامَہ مَزْنِیَّہ بتایا آپ ﷺ کو یہ نام اس لیے پسند نہ آیا کہ اس کے ایک معنیٰ (زیادہ سونے) کے ہیں جو کاہلی و سستی کی علامت ہے، اس لیے آپ ﷺ نے حَسَّانَۃ (بہت خوبصورت) رکھا۔

(۲) آپ ﷺ نے حضرت حسانہ رضی اللہ عنہا کو صِدّیقہ خَدیجہ رضی اللہ عنہا (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دوست) لقب سے یاد فرمایا اس لیے تمام اہلِ سیر نے حضرت حسانہ رضی اللہ عنہا کو اس لقب سے یاد کیا ہے۔

(اسد الغابہ، استیعاب، جثامہ، حسانہ رضی اللہ عنہا)

Marfat.com

حضرت اُمِّ کجۃ الانصاریہ رضی اللہ عنہا

انصار کے کسی خاندان سے ان کا تعلق تھا، ان کے ایک واقعہ پر نزول قرآن کا ہونا ان کی سب سے بڑی دولت تھی اور فضل وکمال کے لیے یہ کافی ہے کہ قرآنی آیت کی تفسیر ان کے نام کے بغیر نامکمل ہے

صَاحِبَۃُ الْمِیْرَاث (وِراثت والی)

صُحبتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات تھیں کہ ان کے ایک خاندانی مسئلے کا حل حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ کے پیغام کی شکل میں لائے، ان کے شوہر حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ فوت ہوئے ان کے تین بیٹوں کے ساتھ ان کی زوجہ اُمّ کجہ رضی اللہ عنہا کو وراثت میں سے کچھ نہ مل سکا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں، ان کے اس مسئلہ کے حل کے لیے اللہ نے سورۃ نساء کی آیت نمبر ۷ اور آیت نمبر ۱۱ کا نزول فرمایا (ان کا نام بعض کتابوں میں اُم کحہ رضی اللہ عنہا ہے) (اسد الغابہ، اُم کجہ رضی اللہ عنہا، زوج اوس رضی اللہ عنہ) قرآنی آیت کے نزول کے ذریعہ ان کو حقِ وراثت ملا تھا۔ اس لیے وہ صاحبۃُ المیراث لقب سے معروف رہیں۔ (مشاہیر النساء المسلمات اُم کجہ رضی اللہ عنہا)

یہ لقب اس لیے معروف ہوا کہ ان کے واقعہ کے بعد خواتین کو حقِ وراثت سے محروم نہیں کیا جاتا تھا اور آیت کے حوالے کے بعد ان کا واقعہ زُبان زد خلائق تھا، آج بھی خواتینِ اسلام پر ان کا یہ احسان ہے اور تا قیامت رہے گا۔

Marfat.com

حضرت بُهَيَّةُ / بهيمة رضی اللہ عنہا بنتِ يُسر المازنيه

ان کا لقب الصَّمَّاء تھا۔ (تهذیب الکمال، الصماءؓ)

حضرت فُكَيْهَة بنتِ عُبَيد رضی اللہ عنہ

صَاحِبَةُ الْمِمْبَر (ممبر والی) لقب ہے۔ انہوں نے اپنے غلام سے ممبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بنوایا تھا۔ (شرح الزرقانی حنین الجزع شوقا)

Marfat.com

حضرت ظمیاء رضی اللہ عنہا بنتِ اشرش التَّمِیمِیَّة

جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں نزول اجلال فرمایا تو ہر طرف کے چشموں یا منازل اور بستیوں سے وفود کی آمد شروع ہوئی، لیکن منفرد یک رکنی وفد اپنی قوم کی طرف سے آیا۔

وَافِدَةُ بَنِیْ سَعَد رضی اللہ عنہا (بنی سعد کی طرف سے سفیرہ)

حضرت ظمیاء رضی اللہ عنہا کو ان کے قبیلے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے متعلق کچھ باتیں معلوم کرنے کے لیے بھیجا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے مدینہ پہنچی، کسی دشمن اسلام نے ان کے سامنے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی کی، تو بڑے خوبصورت انداز میں کوئی حیلہ کیا اور اسی شخص کو ساتھ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بات سنی، ان کا اسلام قبول فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا۔ اگر تم نے اپنی قوم کی قیادت کی تو اس قوم کے لیے مفید نہیں ہے۔

(الاصابہ ظمیاء رضی اللہ عنہا بنتِ اشرش التمیمیہ رضی اللہ عنہ)

مقصود یہ تھا کہ اب تم اسلام میں داخل ہو چکی ہو تمہارے فرائض اور قومی خدمات کا دائرہ یہ نہیں، سفارت کا کام مردوں نے کرنا ہے۔

Marfat.com

حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا انصاریہ

نام کے بارے میں مکمل وضاحت نہیں ہے، کسی نے اُمِّ قیس رضی اللہ عنہا اور کسی نے اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا لکھا ہے، یہ مدنیہ صحابیہ انصاریہ ہیں اور اُم ہانی بنتِ عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکیہ ہیں، نسب کسی نے نہیں لکھا یہ نسب وشرافت کیا خوب ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم دین سیکھا اور ایسے سوالات کیے کہ جن سے اجتماعی مسائل حل ہوئے۔

سَائِلَةُ التَّزَاوُرِ (جنت میں) ملاقات کا سوال کرنے والی

وہ دیگر صحابیاتؓ کے ساتھ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تھیں، انہوں نے بڑا اہم سوال کیا جو صحابیاتؓ میں ان کو یہ لقب دے گیا، خود بیان کرتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یارسول اللہ: کیا ہم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرنے کے بعد ایک دوسرے سے ملاقات کیا کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روحیں پرندوں کی صورت میں درختوں سے لٹکی رہیں گی اور جب قیامت برپا ہوگی تو اپنے اپنے جسموں میں داخل ہو جائیں گی'' اس اہم سوال کی وجہ سے ان کو سَائِلَةُ التَّزَاوُرِ (ملاقات کی سائلہ) کہا گیا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء اُمِّ ھانی رضی اللہ عنہا)

اس سوال کے جواب میں مرنے کے بعد ہر مسلمان کو نبی اکرمؐ سے ملنے کی عظیم خوشخبری موجود ہے۔ اس لیے حضرت اُمِّ ھانی رضی اللہ عنہا انصاریہ کا یہ لقب معروف ہوگیا۔

Marfat.com

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا مولاۃ عمرو بن ہاشم بن عبدالمطلب

فتح مکہ کے دن ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئیں، اُمّ سارہ رضی اللہ عنہا کنیت تھی۔

(الیواقیت العشریہ علی بن ابی طالب)

ظَعِینَۃٌ (ہودج سوار)

ایک خاتون مکہ سے مدینہ کسی کام سے آئیں ان کے ذریعے حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے ایک خط اہل مکہ کو لکھا کہ وہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعرض کریں گے تو سراسر نقصان میں رہیں گے، یہ خط جس خاتون کو دیا انکا نام سارہ رضی اللہ عنہا ہے، ان کو اہل تفسیر نے ظَعِینَۃ لقب دیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس خفیہ خط کی خبر دی اس وقت فرمایا:

وَاِنَّ بِهَا ظَعِینه مَعَهَا کِتَابٌ (تم وہاں تک چلو حتی کہ) تمہیں ایک ہودج سوار خاتون ملے گی اس کے پاس ایک خط ہوگا)۔

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا وہی خاتون ہیں جو خط لے کر جا رہی تھیں، ان پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو ایسی خبر دی (اور وہ سچی ثابت ہوئی) جو کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بتائی اور آپ خط کی یہ خبر اللہ کی عنایت خاص سے لوگوں کو دے رہے تھے۔ اس طرح حضرت سارہ رضی اللہ عنہا غیر معمولی صحابیہؓ ہیں جو خط لے جانے کے وقت مسلمان نہ تھیں، جب مکہ فتح ہوا اللہ کا یہ فرمان پورا ہوا یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجاً۔ سورۃ النصر ۲)'' کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں ہوں گے''

ان افواج میں شامل ہو کر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا (ظعینہ) بھی غلامانِ محمد میں شامل ہو گئیں۔

Marfat.com

(عند المتاخرین الذرین ذکر وھا اسلامھا، اسد الغابہ، الاصابہ، سارۃ مولاۃ عمرو، شرح الزرقانی، باب غزوہ الفتح الا عظم)

ادھر حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے جو غلطی ہوئی، انہوں نے اللہ کے سامنے اپنی غلطی کی معافی مانگی کہ اللہ نے اس آیت میں حضرت سارہؓ و حاطبؓ والے واقعہ کے پس منظر میں یہ حکم نازل فرمایا:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ (الممتحنۃ:۱)

اے ایمان والو: تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ اس آیت میں حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے المؤمن ہونے کی واضح دلیل موجود ہے۔ (اسد الغابہ، ام سارہ رضی اللہ عنہا)

مَوْلَاۃُ قُرَیْش (قریش کی آزاد کردہ)

حضرت سارہؓ قبیلہ قریش کی باندی تھیں، اس لیے سب متاخرین و متقدمین نے ان کو مولاۃ قریش اور ظَعِینَۃ لقب سے اس لیے یاد کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لسان صدق بیان سے اُن کے لیے یہی لفظ ادا ہوا، اور صحابہؓ کی زبانوں پہ جاری ہوا۔ (اسد الغابہ، الاستیعاب، سارہ مولاۃ قُریش)

Marfat.com

حبیبہ رضی اللہ عنہا بنتِ زید الخزرجیۃ

حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت زید بن الخارجہ بن ابی الزھیر۔

ان کا نکاح حضرت ربیع رضی اللہ عنہ بن عمر رضی اللہ عنہ نقیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا، کسی وجہ سے خاوند کو ان پر غصہ آیا اور تھپڑ رسید کیا یہ اپنے ابو کے پاس گئیں اور ان کے والد مقدمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے فرمایا: اچھا جبرئیل کا انتظار کرتے ہیں، حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت محمد کی خدمتِ نبوی میں سورۂ نساء کی یہ آیت لے آئے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ (سورۂ نسآء:۳۴)

مرد عورتوں کے نگران ہیں کیونکہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور کیونکہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں۔ اس آیت سے اللہ کا فیصلہ معلوم ہوگیا کہ مرد کو اتنی سرزنش کا حق تو ہے جتنی حبیبہ رضی اللہ عنہا کے خاوند نے کی ہے۔ (تفسیر البغوی، سورۂ نسآء آیت:۳۴)

اَلصّٰلِحٰتُ (نیک عورت) اَلْقٰنِتٰتُ (فرماں بردار)

حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا نے سرِ تسلیم خم کیا اور قرآن میں موجود القاب اَلصّٰلِحٰت و اَلْقٰنِتٰت کی مصداق بن گئیں بعض روایتوں میں اس واقعہ کی مصداق حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا بنت محمد رضی اللہ عنہ ہیں۔

ایک دوسرا نام حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت محمد بن سلمہ زوج سعد رضی اللہ عنہ بن ربیع۔

(تفسیر البغوی النسآ:۳۴)

اور تیسرا نام حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا بنت عبداللہ ابی زوج ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ (تفسیر الثعلبی) کا آیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نزول آیت کی وجہ بننے والا واقعہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت محمد رضی اللہ عنہ کا ہے۔

(البحر المحیط فی التفسیر سورۂ نساء آیت نمبر ۳۴ کی روشنی میں)

Marfat.com

اس آیت کی مصداق عورت کے لیے فرمایا گیا: فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ نیک وفرماں بردار ہوتی ہیں،

اور فرمانبرداری یہی ہے کہ ایسے معاملات میں قرآنی حکم پر عمل کیا جائے' چنانچہ حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا اوران کے ساتھ جن کو بھی مذکورہ حکم ملا انہوں نے عمل کر کے قرآنی لقب الصّٰلِحٰتُ اور القٰنِتٰتُ پالیا۔

ملاحظہ: ایک آیت کے شان نزول میں کئی واقعات بھی ہو سکتے ہیں اور سب کو تسلیم کیا جاتا ہے بشرطیکہ احکام میں تضاد لازم نہ آئے۔ تفسیر زادُ المسیر میں ایک اور واقعہ بھی ہے، حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا کو اپنے کیے پر ندامت ہوئی اور خاوند سے عرض کی:

آپ مجھے طلاق دیدیں اور جو حق چاہیں آپ دیدیں جو نہ چاہیں نہ دیں۔

آپس کی اس صلح پر یہ آیت اتری۔

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا (سورۂ نساء آیت ۱۲۸) غالباً ان ہی دنوں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دینے کی درخواست کی، جو قبول ہوئی اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے اس حسن عمل کی تائید میں قرآنِ کریم سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۲۸ اُتری جس میں یہ ہے کہ میاں بیوی آپس میں حقوق کا جو تعین کرلیں اس کی اجازت ہے، آیت کا ترجمہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے ذکرِ القاب میں ہے۔

Marfat.com

حضرت اُمّ زید رضی اللہ عنہا بنت حرام رضی اللہ عنہ الانصاریہ

اَلْمُبَایِعَات میں سے اس لیے شمار کی گئیں کہ انہوں نے نبی علیہ السلام سے اطاعتِ الٰہی واطاعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی ۔(اسد الغابہ، اُمّ زید رضی اللہ عنہا بنتِ حرام) سورۃ الممتحنہ کی آیت نمبر ۱۲ میں بیعت کرنے والی جن خواتین کو اَلْمُؤْمِنَات قرآنی لقب کا اعزاز بخشا گیا۔ حضرت اُمّ زید رضی اللہ عنہا ان میں سے ایک ہیں۔

صَاحِبَۃُ الْجَمَل: (اونٹ والی)

ان کا یہ لقب سیر کی کتابوں میں ان کے نام کے ساتھ آتا ہے (الاصابہ، ام زید رضی اللہ عنہا بنت حرام رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

حضرت حولاء رضی اللہ عنہا بنت تویت الحولاء العطّارہ

بقول ابن سعد رحمت اللہ علیہ تویت بن حبیب بن اسد بن عبدالعزی بن قصی کی بیٹی تھیں۔ ہجرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمان ہوئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی، اس لیے حضرت حولاءؓ ان صحابیاتؓ میں سے ہیں جن کو اَلْمُبَایِعَات لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور ان کی شان میں اَلْممتحنہ کی آیت نمبر۱۲ نازل ہوئی۔ (الاصابۃ الحولاء رضی اللہ عنہا بنت تویت رضی اللہ عنہ)

اَلْحَوْلاء اَلْقَانِتَۃُ (عبادت گذار) اَلْمُجْتَہِدَۃ (عبادت میں بہت کوشش کرنے والی)

حضرت حولاء رضی اللہ عنہا کو عبادتِ الٰہی سے بے حد شغف تھا۔ ساری رات نمازیں پڑھنے میں گزار دیتی تھیں۔ ایک دن سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف فرما تھے کہ حضرت حولاء رضی اللہ عنہا سامنے سے گزریں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حولاء ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ یہ رات بھر نہیں سوتیں؟ اور برابر نمازیں پڑھا کرتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب سے فرمایا ''رات بھر نہیں سوتیں''؟ انسان کو اتنا کام کرنا چاہیے جسے ہمیشہ (کسی تکلیف کے بغیر) نباہ سکے۔

(اسد الغابہ حولاء رضی اللہ عنہا بنتِ تویت رضی اللہ عنہ)

وہ عطر لگا کر اور دیگر آرائش سے مزین ہو کر اپنے خاوند حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کے پاس جاتیں، اتفاق سے وہ ان سے بھی زیادہ عبادت گزار تھے، اس لیے ان کی طرف توجہ کرنا عبادت کے منافی سمجھتے تھے، حضرت حولاء رضی اللہ عنہا رغبت نہ پا کر خود بھی اللہ اللہ میں لگ جاتیں۔ وہ کثرتِ عبادت کی وجہ سے اَلْقَانِتَۃ اور اَلْمُجْتَہِدَۃ القاب رکھتی تھیں۔

(حلیۃ الاولیاء، حولاء رضی اللہ عنہا)

Marfat.com

اَلْعَطَّارَۃُ (عطر فروش)

ابن الاثیر رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کی اہلیہ ہی حولاء ہیں۔ (اسد الغابہ الحولاء رضی اللہ عنہا)

انہوں نے جب دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنا مقدمہ پیش کیا تو اللہ نے سات آسمانوں سے ان کا مسئلہ ایسے حل فرمایا کہ قیامت تک آنے والی عورتوں کا مسئلہ حل ہو گیا۔ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ نے عطر والا واقعہ مدینہ میں رہنے والی عطر فروش مومنہ معمر خاتون کی طرف منسوب کیا ہے جن کو عطر فروشی کی نسبت سے اَلْحَوْلَاءُ اَلْعَطَّارَۃُ لقب کے ساتھ اہل مدینہ میں یاد کیا جاتا تھا۔

(الاصابۃ، اُسد الغابہ، الحولاء رضی اللہ عنہا العطارۃ رضی اللہ عنہ)

یہی وہ حولاء رضی اللہ عنہا ہیں جو اپنے خاوند کی شکایت لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور عرض کی: میں خاوند کے لیے معطر و مزین ہوتی ہوں، رات کو اس کے پاس جاتی ہوں، لیکن وہ میری پرواہ نہیں کرتا، ان کے خاوند حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ترغیب دی کہ وہ اپنی بیوی کے حقوق ادا کریں اور اللہ کی حلال کردہ کو حرام نہ کریں۔ (اسد الغابہ الحولاء رضی اللہ عنہا)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید اور الحولاء کے اس مسئلہ کے حل کے سلسلے میں اللہ نے فرمایا:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ (المائدہ:۸۷)

اے ایمان والو: اللہ کی حلال کی ہوئی پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ کرو، (ابن کثیر تحریم آیت نمبر ۱)

Marfat.com

آخری گذارش

قارئین: القاب وخطابات پہلے انسان سے ہی شروع ہو گئے تھے اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے ۔اور قیامت تک رہے گا بلکہ مرنے کے بعد جنتی کو مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، جہنمی کو مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ القاب دیے جائیں گے کوئی اَلطُّلَقَاء ہوگا اور کسی کو اَصْحَابُ الْاَعْرَاف جیسے القاب ملتے رہیں گے، لیکن ہمارا ایمان ہے کہ سب سے اچھا دور اس فن کا وہ ہے جس میں اَلسِّرَاجُ الْمُنِيْر صلی اللہ علیہ وسلم روشنی فرما رہے تھے، پھر صحابہؓ و تابعین کا زمانہ۔

یاد رکھیے: یہ کتاب کسی تحقیقی مقالے علمی سیر اور معلوماتی مجموعہ کے لیے نہیں ہے، یہ تو صنف نازک کے کاروان ایمانی کی ان چند صفات کی دستاویز ہے جن کی بناء پر وہ زمینی نہیں آسمانی شخصیات تھیں، وہ دنیاوی نہیں، قرآنی وایمانی مناظر کی امین تھیں، ان کے ایک ایک لقب اور ان سے متعلق نازل شدہ آیت کی روشنی میں ہر مرد وعورت اپنی منزل کے نشانات واضح طور پر دیکھ سکتا ہے۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهٖ وَاَصْحَابِ نَبِيِّهٖ وَاَزْوَاجِ رَسُوْلِهٖ وَصَحَابِيَاتِ حَبِيْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

Marfat.com

اشاریہ قرآنی آیات

باب نمبر:۱ تعریف القاب، قرآنی نظریہ، سنّتِ رسولؐ اور تاریخِ اسلامی

(الحجرات،۱۱)(النجم:۳۲)(التوبہ:۱۰۰)(الممتحنہ:۱۰)(القصص:۵۴)عہد نبوی ﷺ کی خواتین اور قرآنی القاب (التوبہ:۴۰)سابقاتِ اُمت کے پانچ آسمانی القاب (التوبہ۱۰۰)المہاجرین (ہجرت کرنے والے)(التوبہ:۱۰۰)(الحشر:۸)(الممتحنہ:۱۰)(البقرہ:۲۱۸)(آلِ عمران: ۱۹۵) (النحل:۴۱،۱۱۰) (الحج: ۵۸) (الاحزاب: ۵۰)(سورۃ النساء: ۱۰۰)(النسا: ۸۹) (الانفال:۷۲)(العنکبوت:۲۶)(النساء:۹۷)الانصار(الروم:۲)(الحج:۴۰)(آلِ عمران: ۱۶)(محمد:۷)(الملک:۱۲۰)(الصافات:۲۵)(آلِ عمران:۵۲)(الصف:۱۴)رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ(المائدہ: ۱۱۹)(التوبہ:۱۰۰)(الفتح:۱۸)(المجادلۃ:۲۲)(البینۃ:۸)(التوبہ:۲۰) (البقرہ:۵)العالمات والحافظات(العنکبوت:۴۳)

باب۲:۔ ازواج النبی ﷺ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں)

(سورۃ الاحزاب:۶،۵۳)الطیبات المحصنات(النور:۲۶)النور:۲۳)ازواج النبی الحبیب ﷺ (الاحزاب۳۳، ۲۸) ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا (الواقعہ:۱۰،۱۴)(الطور:۲۱)ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا (الاحزاب:۵۳)(النساء:۱۲۸)اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ(التوبہ:۱۰۰) (آل عمران: ۶۷) (النور: ۱۲)(المائدہ:۷۵)(الاحزاب: ۵۱)اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنتِ عمرؓ العدویہ(سورہ تحریم:۱)(التحریم:۳)(الطلاق:۱)(الاحزاب :۳۴)(مریم :۷۲)اُمّ المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ(الاحزاب:۵۰)اُمّ المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بنت امیہ مخزومیہ(التوبہ:۱۰۰)(آلِ عمران:۱۹۵)(الفتح:۱۸)(الاحزاب :۳۳)(النساء:۳۲) اُمّ المومنین حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا الاحزاب:۳۶)(الاحزاب:

Marfat.com

۳۵) (الفجر: ۲۸) (الاحزاب: ۳۶) الاحزاب: ۳۷) (الاحزاب: ۵۳) (التوبہ: ۱۱۴) اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارثؓ (الاحزاب: ۵۰) اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا القرشیہ الامویہ (التوبہ: ۱۰۰) (الممتحنہ: ۸) اُمّ المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنتِ حُیی (الاحزاب: ۵۰) (الاحزاب: ۵۸) (الحجرات: ۱۱) اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنتِ حارث الھلالیتہ (الاحزاب: ۵۰) اُمّ المؤمنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا المصریہ (التحریم: ۱) (التوبہ: ۱۱۴) حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا ذکر القاب میں۔ الاحزاب: ۵۰)

باب نمبر۳: بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں)

(الاحزاب: ۵۹،۵۳) (آلِ عمران: ۶۱) حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (سورہ التوبہ: ۱) (الانفال: ۶۷) حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (التوبہ: ۱۰۰) (الممتحنہ: ۱۲) حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (التوبہ: ۱۰۰) خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزّہرا رضی اللہ عنہا (الفجر: ۸) (الدّھر: ۸) (الدّہر: ۵) (آلِ عمران ۱۲۱)

باب نمبر۴: ربیبات النبی صلی اللہ علیہ وسلم (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پروردہ)

(النساء: ۲۳) حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنتِ ابی سلمہ رضی اللہ عنہ (النساء: ۲۳)

باب نمبر۵:۔ اقاربُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتے دار خواتین)

(الشوریٰ: ۲۳) (الشعراء: ۲۱۴، ۲۶) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنتِ عبدالمطلب القرشیہ الہاشمیہ (التوبہ: ۱۰۰) (الاحزاب: ۱۱) (الشعراء: ۲۱۴) حضرت اروٰی بنت عبدالمطلب القرشیہ الہاشمیہ (الم نشرح: ۲) (الممتحنہ: ۱۰) حضرت رُقیقہ رضی اللہ عنہا بنت ابی صیفی (التوبہ: ۱۰۰) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ اسد (الشوریٰ: ۲۳) اُمّ الفضل حضرت لُبابہ رضی اللہ عنہا بنتِ الحارث (القصص: ۱) (النسآء: ۷۵) (النسآء: ۱۷) حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا بنتِ وہب الزُّھریتہ (الاحزاب: ۳۳) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا القرشیہ (التوبہ: ۱۰۰) (الممتحنہ: ۱۰) (الممتحنہ: ۸) حضرت اُمّ ھانی ھند بنتِ ابی طالب القرشیہ الہاشمیہ (الاحزاب: ۵۰)

باب نمبر۶:۔ المومنات (ایمان والیاں)

(سورۃ الاحزاب: ۳۶) حضرت زینب بنتِ جحش (الاحزاب: ۳۷، ۳۶) بنتِ عمرو رضی اللہ عنہا بن وہب

Marfat.com

(الاحزاب : ۳۶) حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا بنتِ جحش (التوبہ :۱۰۰) حضرت اَسماء بنت مرشد رضی اللہ عنہا (النور:۵۸،۳۱) (الممتحنہ: ۱۲) حضرت ھُنَیدۃ رضی اللہ عنہا بنت صَعصعۃ التمیمیہ المشاجعہ (النور: ۲۱) حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا بنتِ معن انصاریہ (النساء : ۱۹) (النساء۲۲) حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنتِ حکیم رضی اللہ عنہا زوجہ عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون (الاحزاب:۵۰)

باب نمبر ۷: اَلْمُبَایِعَاتُ (بیعت کرنے والیاں)

(الممتحنہ:۱۲) حضرت اُمِّ منیع انصاریہ رضی اللہ عنہا (التوبہ:۱۱۲) (الممتحنہ:۱۲) (التوبہ:۱۰۰) حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا خاتونِ اُحد (النسآء :۹۵) (الفتح: ۱۸) حضرت فُریعہَ بنتِ مالک انصاریہ رضی اللہ عنہا (الفتح:۱۸) (البقرۃ:۲۳۴) حضرت عُمیرہ بنتِ مسعود الانصاریہ (الذّاریات:۲۰) (الاعراف:۲۶)

باب نمبر ۸: اَلْمُھَاجِرَاتُ (ہجرت کرنے والیاں) اَلْمُمْتَحَنَاتُ (جن کا امتحان لیا گیا)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنتِ عُمیس خثعمیہ (الاحزاب:۳۵) حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا بنتِ ابی حثمہ القرشیہ العدویہ (التوبہ: ۱۰۰) حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا بنتِ عقبہ (الممتحنہ:۱۰) (الممتحنہ:۱) حضرت اُمُّ الحکم بنتِ ابی سفیان القرشیہ (الممتحنہ:۱۰) حضرت اُمِّ اسحاق رضی اللہ عنہا الغنویہ (التوبہ:۱۰۰) (الممتحنہ:۱۰)

باب نمبر ۹: اَلْغَازِیَاتُ (غزوات میں شریک ہونے والی صحابیاتؓ)

حضرت عفرآء رضی اللہ عنہا بنتِ عُبید انصاریہ (التوبہ:۲۴) حضرت رُبیّع بنتِ معوذ رضی اللہ عنہا انصاریہ (التوبہ:۱۰۰) (الفتح:۱۸)

باب نمبر ۱۰: مُصَلِّیَۃُ الْقِبْلَتَیْن (دو قبلوں کی طرف نماز ادا کرنے والیں)

(الواقعہ:۱۰،۱۱،۱۲) (البقرۃ:۱۴۴) حضرت نوار بنتِ مالک انصاریہ رضی اللہ عنہا (البقرۃ:۴)

باب نمبر ۱۱: اَلْمُعَذَّبَاتُ فِی اللّٰہِ (اللہ کی محبت میں تکالیف دی جانے والی)

(النحل: ۱۱۰) (البروج:۱۰) حضرت زنیرہ الرُّومیہ مولاۃ ابی بکر الصدیقؓ (الاحقاف:۱۱) حضرت سوداء رضی اللہ عنہا اَمۃُ العرب (النور:۲۶)

Marfat.com

باب نمبر ۱۲: المتصدقاتُ (صدقہ کرنے والیاں)

(الاحزاب: ۳۵) حضرت اُمّ سُلیم رضی اللہ عنہا، رملہ، سہلہ رضی اللہ عنہا (الحشر: ۹) (الماعون: ۹) حضرت خیرہ رضی اللہ عنہا بنت ابی حدرد اسلمی رضی اللہ عنہا (الماعون: ۳) حضرت زینب بنتِ ابی معاویہ عبداللہ ثقفیہ رضی اللہ عنہا (الاحزاب: ۳۵) حضرت اُمّ بجید رضی اللہ عنہا الانصاریہ الحارثیہ (والضحیٰ: ۷)

باب نمبر ۱۳: خادِماتُ اَھل البیت (اہل بیت کی خادمہ خواتین)

(سورۃ المدثر: ۳۹، ۳۸) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا (الضحیٰ: ۶) حضرت شیماء رضی اللہ عنہا بنتِ حارث السعدیہ (الضحیٰ: ۶) حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا بنتِ ثعلبہ (الاحزاب: ۳۳) حضرت خنساء رضی اللہ عنہا زوجہ حذیفہ بن ایمان (البقرۃ: ۲۲۱) حضرت فضہ رضی اللہ عنہا جاریہ فاطمہ رضی اللہ عنہا (الدھر: ۷) حضرت اُمّ فروہ تمیمیہ رضی اللہ عنہا (الممتحنہ: ۱۲) (المدثر: ۳۹، ۳۸) حضرت سیرین قبطیہ رضی اللہ عنہا (القصص: ۵۴) حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا، مولاۃ عائشہ رضی اللہ عنہا (النور: ۱۶) (النور: ۱۲)

باب نمبر ۱۴: الشّاعراتُ (شعر کہنے والیاں)

(الشعراء: ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید الانصاریہ (النور: ۳۱) (النساء: ۹۵) حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا بنت زید القرشیہ العدویہ (البقرۃ: ۲۳۰)

باب نمبر ۱۵: المُبشّرات (جنت کی بشارت یافتہ)

(التوبہ: ۱۰۳) حضرت اُمّ طارق رضی اللہ عنہا مولاۃ سعد رضی اللہ عنہ بن عُبادہ (الاعراف: ۱۵۶) (الانعام: ۵۴) حضرت آمنہ بنتِ ارقم رضی اللہ عنہا المخزومیہ (الممتحنہ: ۱۲) (التوبہ: ۱۰۳)

باب نمبر ۱۶: الطّبِیبَاتُ (علاج کرنے والیاں)

(التوبہ: ۷۱) (النساء: ۹۵) حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا نسیبہ انصاریہ (المُمتحنہ: ۱۲)

باب نمبر ۱۷: المتفرقات (مختلف صحابیاتؓ رضی اللہ عنہن کا ذکر القاب)

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنتِ ثعلبہ انصاریہ (المجادلہ: ۱) حضرت یُسیرۃ رضی اللہ عنہا بنتِ یاسر انصاریہ (الاحزاب: ۳۵) (النور: ۲۴) حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا بنتِ عبداللہ الانصاریہ (البقرۃ: ۲۷۵) (البقرۃ: ۲۲۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا بن عتیک النضیری (البقرۃ: ۲۳۰) حضرت معاذہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہا بنتِ عبداللہ (النور:۳۳) حضرت مسیکہ رضی اللہ عنہا وحضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا (النور:۳۳) حضرت اُمّ خالد رضی اللہ عنہا بنتِ خالد رضی اللہ عنہا بن سعید (آلِ عمران:۶۷) حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا بنتِ زبیر (البقرۃ:۱۹۶) حضرت فریعہ بنتِ معوذ بن عفراء الانصاریہ رضی اللہ عنہا (البقرۃ:۱۸۶) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ ولید القرشیہ (النور:۳۲) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ ابی حبیش (النساء:۱۷۶) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ قیس القرشیہ الفہریہ (التوبہ:۱۰۰) (البقرۃ:۱۷۷) (الذاریات:۱۹) حضرت سارہ مولاۃ عمرو بن ہاشم بن عبدالمطلب (النصر:۲) (الممتحنہ:۱) حبیبہ رضی اللہ عنہا بنتِ زید الخزرجیۃ (النساء:۳۴) (النساء:۱۲۸) حضرت حولاء رضی اللہ عنہا بنتِ تویت الحولاء العطارۃ رضی اللہ عنہا (المائدہ:۸۷)

Marfat.com

حروف تہجی کی ترتیب میں مراجع کی فہرست

(عہد نبوی ﷺ کی قرآنی خواتین)

- القرآن الكريم (كلام رب العالمين)
- أحكام القرآن: المؤلف: أحمد بن علي أبو بكر الرازي الجصاص الحنفي (المتوفى: 370هـ): المحقق: محمد صادق القمحاوي - عضو لجنة مراجعة المصاحف بالأزهر الشريف: الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت: تاريخ الطبع: 1405 هـ
- اسباب نزول القرآن: المؤلف: أبو الحسن علي بن أحمد بن محمد بن علي الواحدي، النيسابوري، الشافعي (المتوفى: 468هـ): المحقق: كمال بسيوني زغلول: الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت
- اتحاف السائل بما لفاطمة من المناقب والفضائل: المؤلف: زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري (المتوفى: 1031هـ): دراسة وتحقيق وتعليق: عبد اللطيف عاشور: الناشر: مكتبة القرآن للطبع والنشر والتوزيع، القاهرة
- أسد الغابة: المؤلف: أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيباني الجزري، عز الدين ابن الأثير (المتوفى: 630هـ): الناشر: دار الفكر – بيروت: عام النشر: 1409هـ - 1989م
- الأدب المفرد: المؤلف: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، أبو عبد الله (المتوفى: 256هـ): المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي: الناشر: دار البشائر الإسلامية - بيروت
- الاستيعاب في معرفة الأصحاب: المؤلف: أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: 463هـ): المحقق: علي محمد البجاوي: الناشر: دار الجيل، بيروت
- الإصابة في تمييز الصحابة: المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ): تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض: الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت
- البداية والنهاية: المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774هـ): المحقق: علي شيري: الناشر: دار إحياء التراث العربي
- التحرير والتنوير «تحرير المعنى السديد وتنوير العقل الجديد من تفسير الكتاب المجيد: المؤلف : محمد الطاهر بن محمد بن محمد الطاهر بن عاشور التونسي (المتوفى : 1393هـ): الناشر : الدار التونسية للنشر - تونس
- التفسير المظهري: المؤلف: المظهري، محمد ثناء الله: المحقق: غلام نبي التونسي: الناشر: مكتبة الرشدية – الباكستان: الطبعة: 1412 هـ
- التفسير الوسيط للزحيلي: المؤلف : د وهبة بن مصطفى الزحيلي: الناشر: دار الفكر – دمشق: الطبعة : الأولى - 1422 هـ

Marfat.com

- التاريخ الكبير: المؤلف: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، أبو عبد الله (المتوفى: 256هـ): الطبعة: دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد – الدكن: طبع تحت مراقبة: محمد عبد المعيد خان
- اللباب في علوم الكتاب: المؤلف: أبو حفص سراج الدين عمر بن علي بن عادل الحنبلي الدمشقي النعماني (المتوفى: 775هـ): المحقق: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود والشيخ علي محمد معوض: الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت / لبنان: الطبعة: الأولى، 1419 هـ -1998م
- التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج: المؤلف : د وهبة بن مصطفى الزحيلي: الناشر : دار الفكر المعاصر – دمشق: الطبعة : الثانية ، 1418 هـ: عدد الأجزاء : 30
- الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه = صحيح البخاري: المؤلف: محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي: الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي): الطبعة: الأولى، 1422هـ
- الدر المنثور: المؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911هـ): الناشر: دار الفكر – بيروت: عدد الأجزاء: 8
- الدر المنثور في طبقات ربات الخدور: المؤلف: زينب بنت علي بن حسين بن عبيد الله بن حسن بن إبراهيم بن محمد بن يوسف فواز العاملي (المتوفى: 1332هـ): الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر: الطبعة: الأولى، 1312 هـ
- الروض الأنف في شرح السيرة النبوية لابن هشام: المؤلف: أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد السهيلي (المتوفى: 581هـ): الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت
- السراج المنير في الإعانة على معرفة بعض معاني كلام ربنا الحكيم الخبير: المؤلف: شمس الدين، محمد بن أحمد الخطيب الشربيني الشافعي (المتوفى: 977هـ): الناشر: مطبعة بولاق (الأميرية) - القاهرة
- السيرة الحلبية = إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون: المؤلف: علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي، أبو الفرج، نور الدين ابن برهان الدين (المتوفى: 1044هـ): الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت: الطبعة: الثانية - 1427هـ
- السيرة النبوية وأخبار الخلفاء: المؤلف: محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (المتوفى: 354هـ): صحّحه، وعلق عليه الحافظ السيد عزيز بك وجماعة من العلماء: الناشر: الكتب الثقافية -بيروت
- السنن الكبرى: المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى: 458هـ): المحقق: محمد عبد القادر عطا: الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنات
- السيرة النبوية (من البداية والنهاية لابن كثير): المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (المتوفى: 774هـ): تحقيق: مصطفى عبد الواحد: الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع بيروت - لبنان
- الصحيح المسبور من التفسير بالمأثور: المؤلف : أ. د. حكمت بن بشير بن ياسين: الناشر : دار المآثر للنشر والتوزيع والطباعة- المدينة النبوية: الطبعة : الأولى، 1420 هـ - 1999 م: عدد الأجزاء : 4

Marfat.com

- الطبقات الكبرى: المؤلف: أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي بالولاء، البصري، البغدادي المعروف بابن سعد (المتوفى: 230هـ): الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت: الطبعة: الأولى، 1410 هـ - 1990 م
- المستدرك على الصحيحين: المؤلف: أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيسابوري المعروف بابن البيع (المتوفى: 405هـ): تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا: الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت: الطبعة: الأولى، 1411 – 1990: عدد الأجزاء: 4
- المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله ﷺ: المؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ): المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي
- اللباب في علوم الكتاب: المؤلف: أبو حفص سراج الدين عمر بن علي بن عادل الحنبلي الدمشقي النعماني (المتوفى: 775هـ): المحقق: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود والشيخ علي محمد معوض: الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت / لبنان
- المورد العذب المعين من آثار أعلام التابعين: المؤلف : محمد خلف سلامة
- الوافي بالوفيات: المؤلف: صلاح الدين خليل بن أيبك بن عبد الله الصفدي (المتوفى: 764هـ): المحقق: أحمد الأرناؤوط وتركي مصطفى: الناشر: دار إحياء التراث – بيروت: عام النشر:1420هـ- 2000م
- الإصابة في تمييز الصحابة: المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ): تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض: الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت: الطبعة: الأولى - 1415 هـ
- أمہات المؤمنين في مدرسة النبوة: المؤلف:مصطفى الطحان: المصدر: موقع شبكة مشكاة الإسلامية: http://www.almeshkat.net/books/index.php
- أنوار التنزيل وأسرار التأويل: المؤلف: ناصر الدين أبو سعيد عبد الله بن عمر بن محمد الشيرازي البيضاوي (المتوفى: 685هـ): المحقق: محمد عبد الرحمن المرعشلي: الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت
- ايسر التفاسير لكلام العلي الكبير: المؤلف: جابر بن موسى بن عبد القادر بن جابر أبو بكر الجزائري: الناشر: مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة، المملكة العربية السعودية: الطبعة: الخامسة، 1424هـ/2003م: عدد الأجزاء: 5
- بحر العلوم: المؤلف: أبو الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم السمرقندي (المتوفى: 373هـ)
- تاج العروس من جواهر القاموس: المؤلف: محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني، أبو الفيض، الملقّب بمرتضى، الزَّبيدي (المتوفى: 1205هـ): المحقق: مجموعة من المحققين: الناشر: دار الهداية
- تاريخ دمشق: المؤلف: أبو القاسم علي بن الحسن بن هبة الله المعروف بابن عساكر (المتوفى: 571هـ): المحقق: عمرو بن غرامة العمروي: الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع

Marfat.com

- تاريخ الطبري = تاريخ الرسل والملوك، وصلة تاريخ الطبري: المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: 310هـ): (صلة تاريخ الطبري لعريب بن سعد القرطبي، المتوفى: 369هـ): الناشر: دار التراث - بيروت
- تفسير النسفي (مدارك التنزيل وحقائق التأويل): المؤلف: أبو البركات عبد الله بن أحمد بن محمود حافظ الدين النسفي (المتوفى: 710هـ)
- تفسير الطبري = جامع البيان عن تأويل آي القرآن: المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: 310هـ): تحقيق: الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي
- تفسير مقاتل بن سليمان: المؤلف: أبو الحسن مقاتل بن سليمان بن بشير الأزدي البلخى (المتوفى: 150هـ): المحقق: عبد الله محمود شحاته: الناشر: دار إحياء التراث – بيروت
- تفسير القرآن العظيم (ابن كثير): المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774هـ): المحقق: محمد حسين شمس الدين: الناشر: دار الكتب العلمية، منشورات محمد علي بيضون - بيروت
- تهذيب الكمال في أسماء الرجال: المؤلف: يوسف بن عبد الرحمن بن يوسف، أبو الحجاج، جمال الدين ابن الزكي أبي محمد القضاعي الكلبي المزي (المتوفى: 742هـ): المحقق: د. بشار عواد معروف: الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت
- جامع لطائف التفسير: المؤلف / عبد الرحمن بن محمد القماش: إمام وخطيب بدولة الإمارات العربية: عفا الله عنه وغفر له: عدد الأجزاء / 20
- خلاصة الأحكام في مهمات السنن وقواعد الإسلام: المؤلف : أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى : 676هـ): المحقق : حققه وخرج أحاديثه: حسين إسماعيل الجمل: الناشر : مؤسسة الرسالة - لبنان – بيروت: الطبعة : الاولى ، 1418هـ - 1997م
- دلائل النبوة: المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى: 458هـ): المحقق: د. عبد المعطي قلعجي: الناشر: دار الكتب العلمية، دار الريان للتراث
- روح البيان: المؤلف: إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي الحنفي الخلوتي , المولى أبو الفداء (المتوفى: 1127هـ): الناشر: دار الفكر – بيروت: ترقيم الكتاب موافق للمطبوع، وهو ضمن خدمة مقارنة التفاسير
- روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني: المؤلف: شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني الألوسي (المتوفى: 1270هـ): المحقق: علي عبد الباري عطية: الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت
- حلية الأولياء وطبقات الأصفياء: المؤلف: أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى: 430هـ): الناشر: السعادة - بجوار محافظة مصر، 1394هـ - 1974م
- حياة الصحابة: المؤلف: محمد يوسف بن محمد إلياس بن محمد إسماعيل الكاندهلوي (المتوفى: 1384هـ): حققه، وضبط نصه، وعلق عليه: الدكتور بشار عوّاد معروف: الناشر: مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان

Marfat.com

- سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد، وذكر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله في المبدأ والمعاد: المؤلف: محمد بن يوسف الصالحي الشامي (المتوفى: 942هـ): تحقيق وتعليق: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، الشيخ علي محمد معوض: الناشر: دار الكتب العلمية بيروت - لبنان
- سمط النجوم العوالي في أنباء الأوائل والتوالي: المؤلف: عبد الملك بن حسين بن عبد الملك العصامي المكي (المتوفى: 1111هـ): المحقق: عادل أحمد عبد الموجود- علي محمد معوض: الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت
- سير أعلام النبلاء: المؤلف : شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى : 748هـ): المحقق : مجموعة من المحققين بإشراف الشيخ شعيب الأرناؤوط: الناشر : مؤسسة الرسالة
- شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: المؤلف: أبو عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف بن أحمد بن شهاب الدين بن محمد الزرقاني المالكي (المتوفى: 1122هـ): الناشر: دار الكتب العلمية: الطبعة: الأولى 1417هـ-1996م
- صفة الصفوة: المؤلف: جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (المتوفى: 597هـ): المحقق: أحمد بن علي: الناشر: دار الحديث، القاهرة، مصر
- عيون الأثر في فنون المغازي والشمائل والسير: المؤلف: محمد بن محمد بن محمد بن أحمد، ابن سيد الناس، اليعمري الربعي، أبو الفتح، فتح الدين (المتوفى: 734هـ): تعليق: إبراهيم محمد رمضان: الناشر: دار القلم - بيروت
- غرائب القرآن ورغائب الفرقان: المؤلف: نظام الدين الحسن بن محمد بن حسين القمي النيسابوري (المتوفى: 850هـ): المحقق: الشيخ زكريا عميرات: الناشر: دار الكتب العلميه - بيروت
- في ظلال القرآن: المؤلف: سيد قطب إبراهيم حسين الشاربي (المتوفى: 1385هـ): الناشر: دار الشروق - بيروت- القاهرة: الطبعة: السابعة عشر - 1412 هـ
- فتح الباري: المؤلف : أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى : 852هـ): المحقق : عبد العزيز بن عبد الله بن باز ومحب الدين الخطيب: رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه وذكر أطرافها : محمد فؤاد عبد الباقي
- فتح القدير: المؤلف: محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني (المتوفى: 1250هـ): الناشر: دار ابن كثير، دار الكلم الطيب - دمشق، بيروت: الطبعة: الأولى - 1414 هـ
- فضائل الصحابة: المؤلف: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ): المحقق: د. وصي الله محمد عباس: الناشر: مؤسسة الرسالة – بيروت
- كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: المؤلف: علاء الدين علي بن حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي البرهانفوري ثم المدني فالمكي الشهير بالمتقي الهندي (المتوفى: 975هـ): المحقق: بكري حياني - صفوة السقا

Marfat.com

- لباب التأويل في معاني التنزيل: المؤلف: علاء الدين علي بن محمد بن إبراهيم بن عمر الشيحي أبو الحسن، المعروف بالخازن (المتوفى: 741هـ): المحقق: تصحيح محمد علي شاهين: الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت
- لباب النقول في أسباب النزول: المؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911هـ): ضبطه وصححه: الاستاذ أحمد عبد الشافي: الناشر: دار الكتب العلمية بيروت - لبنان
- مسند الإمام أحمد بن حنبل: المؤلف: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ): المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون
- مشاهير النساء المسلمات: المصدر: موقع مكتبة صيد الفوائد: http://www.saaid.net/book/index.php المؤلف : علي بن نايف الشحود
- معرفة الصحابة: المؤلف: أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى: 430هـ): تحقيق: عادل بن يوسف العزازي: الناشر: دار الوطن للنشر، الرياض
- معجم الصحابة: المؤلف: أبو القاسم عبد الله بن محمد بن عبد العزيز بن المَرْزُبان بن سابور بن شاهنشاه البغوي (المتوفى: 317هـ): المحقق: محمد الأمين بن محمد الجكني: الناشر: مكتبة دار البيان - الكويت
- معجم الالقاب في التاريخ العربي والاسلامي : المؤلف:فؤاد صالح السيدات والسادة: : الناشر:دار العلم للملايين
- معرفة السنن والآثار: المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى: 458هـ): المحقق: عبد المعطي أمين قلعجي: الناشر: جامعة الدراسات الإسلامية (كراتشي - باكستان)
- ملاحق تراجم الفقهاء الموسوعة الفقهية: المصدر: www.islam.gov.kw: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية
- مفاتيح الغيب = التفسير الكبير: المؤلف: أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي الرازي الملقب بفخر الدين الرازي خطيب الري (المتوفى: 606هـ): الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت: الطبعة: الثالثة - 1420 هـ
- نزهة الألباب في الألقاب: المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ): المحقق: عبد العزيز محمد بن صالح السديري: الناشر: مكتبة الرشد - الرياض
- نساء حول الرسول: المؤلف / محمد برهان: عدد الأجزاء / 1: المصدر: موقع شبكة مشكاة الإسلامية

Marfat.com